باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿الآیۃ﴾

والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً

(الحدیث متفق علیہ)

ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

در ردِّ

تاویلاتِ فاسدۂ فرقۂ مرزائیہ در معانی قرآن و سنّتِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

وبیان

عقیدۂ اجماعیہ اہل اسلام در حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام

تصنیفِ لطیف

زبدۃ العلماء عمدۃ العرفاء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ

المتوفی صفر ۱۳۵۶ھ مطابق مئی ۱۹۳۷ء

بایماء

حضرت سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

حضرت سید پیر شاہ عبد الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

تمام پڑھنے والوں سے عاجزانہ درخواست ھے کہ میرے بچوں کی صحت اور تندرستی کیلئے دعا فرمائیے۔ اللہ تعالٰی آپ سب کو ہر مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے۔ آمین

نیاز مند۔ فاروق حسین گولڑوی

بار ـــــــ دوم
تعداد ـــــــ ایک ہزار
مقامِ اشاعت ـــــــ گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد
کاتب ـــــــ خوشنویس محمد ناصر قادری خوشنویس خوش رقم
ـــــــ جالندھری، ۳۰۔ ایس ۱۵ ابنک کالونی،
ـــــــ سمن آباد۔ لاہور
تاریخ اشاعت ـــــــ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ مطابق جون ۲۰۰۶ء

مطبع :۔ پرنٹنگ پروفیشنلز لاہور، فون: ۷۵۵۳۷۱۱

ھدیہ :۔ ۵۰ روپے

فہرست کتاب ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

مؤلفِ ایں کتاب ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ ربانی و عارفِ حقانی حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ ہستند۔ کہ بہ یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ در قصبہ گولڑہ کہ اکنوں در حدودِ اسلام آباد داخل است در خانوادۂ ساداتِ گیلانیہ رونق افروزِ ایں جہاں شدند۔ از عہدِ طفلی آثارِ سعاداتِ ازلیہ و محبتِ ذاتیہ از جبینِ مبارکش ہویدا بودند و بعالمِ شباب در علومِ منقولات و معقولات و جذب و سلوک نادرۂ روزگار شدہ باجازتِ مشائخ کرام بہر چہار سلسلۂ صوفیائے کرام بر مسندِ ارشاد و درس و تصنیف جلوہ افروز شدند و از مہرِ منیرِ علم و عرفان جہاں را مستنیر فرمودند۔ در اشاعتِ سنتِ سنیہ و محوِ بدعاتِ شنیعہ وحید العصر بودند۔ خصوصاً بعد از زیارتِ حرمین شریفین و ادائے حج در اوائلِ صدی چہاردہم کہ در آں زماں بانیٔ فرقۂ مرزائیہ غلام احمد قادیانی در ہند و پنجاب بانکارِ حیات و نزولِ عیسٰی علیہ السلام و باشارۂ حکومتِ نصارٰی برائے اطاعتِ اوشاں فتوٰی دادہ بود و جہادِ اسلامی را منسوخ قرار دادہ و ابتداءً دعوٰیٔ مسیح موعود نمودہ در سنہ ۱۹۰۱ء بدعوٰیٔ نبوتِ مستقلہ رسید (سیفِ چشتیائی ص۷، مطبوعہ لاہور

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ باشاراتِ غیبیہ بعالمِ رؤیا و کشف از حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم برائے ردِّ ایں فرقہ بتقریر و تحریر سعی بلیغ شروع فرمودند۔ ابتداءً در ۱۸۹۹ء غالباً در جواب کتبِ مرزا (ازالہ اوہام وایام الصلح وغیرہ) ایں کتاب ہدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بفارسی تصنیف فرمودند۔

زیرا کہ مرزا ایام الصلح[1] در فارسی نوشتہ بود تا فارسی خواناں را گمراہ کند و چوں دراں وقت حفظِ عقیدۂ مسلمانانِ برصغیر اہم بود و اکثریتِ ایشاں از فارسی ناواقف بود باایں ضرورت مضامین ایں کتاب فارسی را در زبانِ اُردو نوشتہ کتاب "شمس الہدایہ" در اثباتِ حیاتِ مسیح علیہ السلام و ابطالِ دلائل مرزا بر وفاتِ مسیح شائع نمودند و بسیارے از مرزائیان بمطالعہ شمس الہدایہ تائب شدند و برائے ازالہ ایں خفت مرزا قادیانی علمائے اہل اسلام را باعلان مقابلہ تحریری اشتہارِ دعوت شائع نمود۔

چنانچہ بتاریخ مقررہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاہور رسیدند و از جملہ مکاتبِ فکر مسلماناں نمائندہ مقرر شدند و مرزا باوجود وعدہ خود از قادیان کہ مسکنِ او بود در لاہور نیامد۔

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً یک ہفتہ در اگست ۱۹۰۰ء در لاہور قیام فرمودہ واپس بخانہ تشریف آوردند و جملہ مسلماناں نیامدن مرزا را شکستِ فاش او تصور کردند۔ وبعد از محنتِ دو سال مرزائیاں کتابِ دیگر برائے اثباتِ دعویٰ خود شائع کردند کہ ردِّ او بنامِ سیفِ چشتیائی "حضرت پیر

---

[1] ایام الصلح مطبوعہ قادیان اگست ۱۸۹۸ء

صاحب رحمۃ اللہ علیہ در سنہ ۱۹۰۲ء شائع فرمودند کہ مرزائیاں از جوابِ اُو عاجز ماندند۔ و ایں ہر دو کتاب مع مقدماتِ مفیدہ از مدت دراز مطبوع شدہ اند۔

و در سیفِ چشتیائی بر تفسیرِ اعجازی مرزا قادیانی تنقید فرمودہ تقریباً یک صد غلطی ہائے اُو را نشان دادند۔ و دریں کتب و مزید تفصیل کہ در مہرِ منیر است برائے اُردو خواناں کفایت است۔

ازیں واقعات در مسلمانانِ برِصغیر تحریک پیدا شد خصوصاً بعد از قیامِ پاکستان از حکومتِ وقت مطالبہ نمودند کہ مرزا و جملہ عقیدت مندانِ او را بوجہ عقائد کہ خلافِ اسلام اند غیر مسلم قرار دادہ شود۔

چُنانچہ مجلسِ شوریٰ اسلامی جمہوریۂ پاکستان در سنہ ۱۹۷۴ عیسوی ایں مطالبہ را منظور کرد و مرزائیاں را غیر مسلم اقلیت قرار داد۔

و بعد چند سالے جہادِ اسلامی در افغانستان شروع گشت و بفضلہٖ تعالیٰ و نصرتِ اُو۔ بعد از جدّ و جہدِ بسیار حکومتِ اشتراکیۂ رُوس ختم شد و افغانستان و دیگر اسلامی ریاست ہائے وسطِ ایشیا از تسلّطِ رُوس آزاد شدند۔ چوں زبانِ اکثر مردمانِ ایں خطّہ فارسی است ضرورتِ ایں امر محسُوس شد کہ ایں فارسی کتاب را نیز شائع کردہ شود۔

چنانچہ با یماءِ نبیرگانِ حضرتِ مؤلّف رحمۃ اللہ علیہ پیر سیّد غلام مُعین الدین شاہ و پیر سیّد عبد الحق شاہ مدظلہما ایں کارِ خیر شروع کردہ شد۔ (السعی منا والاتمام من اللہ تعالیٰ)

و تفصیلِ ایں واقعات و دیگر خدماتِ اسلامیہ حضرت مؤلّف رحمۃ اللہ علیہ در سوانح حیاتش مہرِ مُنیر باید دید کہ با یماءِ فرزندِ گرامیش حضرت پیر سیّد غلام محی الدّین المعروف (بابُوجی) رحمۃ اللہ علیہ ایں فقیر بتوفیقِ الٰہی مرتّب نمود

کہ تا ایں وقت شش بار طبع شدہ در مُلک و بیرونِ مُلک شرفِ قبولیّت یافت۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فقیر اِلَی اللّٰہ الصمد **فیض احمد** عفی عنہ

خادمِ دار الافتاء و التدریس جامعہ غوثیہ مہریہ دربارِ عالیہ
گولڑہ شریف (اِسلام آباد) پاکستان
محرم ۱۴۱۲ھ / جولائی ۱۹۹۲ء

ضروری نوٹ:- اِس کتاب کی اشاعت میں تاخیر کی وجہ اُوپر بیان ہو چکی ہے کہ ابتداء میں فتنہ مرزائیت زیادہ تر برِصغیر میں تھا۔ اِس لیے قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یکے بعد دیگرے دو کتابیں "شمسُ الھدایہ" اور "سیفِ چشتیائی" اُردو میں شائع کرائیں۔ اَب چونکہ حضرت کے اِس قلمی جہاد کا دائرہ فارسی بولنے والے علاقوں تک وسیع کرنا مقصود ہے لہٰذا جو شخص فارسی نہ سمجھ سکے وہ مذکورہ اُردو کتابوں اور حضرت قبلہؒ کی سوانح حیات مہرِ مُنیر کی طرف رجوع کرے۔ جن میں اِس کتاب کے مضامین کے علاوہ ردِّ مرزائیت کے لیے بڑا ذخیرہ موجود ہے اور دربارِ گولڑہ شریف سے شائع ہیں۔

فیض احمد عفی عنہ

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَعَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

عالمِ ربانی، عارفِ حقانی، جامعِ شریعت وطریقت، مجددِ ملت، حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، چشتی، قادری وگیلانی قدس سرہ العزیز کا نامِ نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ برِصغیر ہند و پاکستان کے علماء و مشائخ میں آپ کو ایک انتہائی بلند مقام حاصل ہے اور تمام دینی و رُوحانی مسالک سے وابستہ حلقے، بلا استثناء، آپ کو یکساں احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضرت قدس سرہٗ کو متعدد ایسے امتیازات حاصل تھے جن کی بنا پر آپ کا شمار انتہائی عالی مرتبہ بزرگانِ دین میں ہوتا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ ان میں سرِفہرست آپ کا وہ بلند پایہ علمی مقام تھا جسے علمِ لدنی کا درجہ حاصل تھا۔ دقیق سے دقیق علمی مسائل کو آپ نہایت مختصر و جامع انداز میں اور سائل کی ذہنی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا ایک خصوصی امتیاز، دینی معاملات اور مسائل میں آپ کا وہ متوازن مسلک تھا جو افراط و تفریط سے بالکل پاک تھا اور جس کا اوّلین مقصد اُمتِ مسلمہ کو تفرقہ بازی و تشتت سے نکال کر اسے اتحاد اور یک جہتی کی اُس دولت سے رُوشناس کرانا تھا جس پر کلامِ پاک اور احادیثِ نبوی میں بار بار زور دیا گیا ہے اور جس کے ذریعہ سے ہی یہ اُمت اپنی قرونِ اُولیٰ کی قوت اور عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکتی اور اُسے برقرار رکھ سکتی ہے۔ اکابرین اولیاء اللہ کی پیروی فرماتے ہوئے، حصولِ علمِ شریعت کو آپ تصوف کی بُنیاد اور راہِ سلوک میں قدم رکھنے کی اوّلین شرط قرار دیتے تھے اور تمام اُمور میں پابندیٔ شریعت کو مدارجِ رُوحانی کے طے کرنے کے لیے ناگزیر سمجھتے تھے۔ چنانچہ اتباعِ شریعت تمام زندگی آپ کا طرۂ امتیاز رہا۔

حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کا سلسلۂ نسب پچیس ۲۵ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ سے جا ملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ کے اجدادِ کرام نویں صدی ہجری (مطابق پندرہویں صدی عیسوی) میں، سلسلۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ کے فروغ کی غرض سے، اپنے آبائی وطن بغداد شریف سے نقل مکانی فرما کر ہندوستان کے صوبۂ بنگال میں تشریف لائے تھے اور وہاں سے اُن کی اولاد برصغیر کے مختلف حصوں میں پھیل گئی تھی۔ بروایتِ "اخبار الاخیار"، مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خانوادۂ عالیہ کے جدِ اعلیٰ، حضرت سید میراں شاہ قادر قمیص رحمۃ اللہ علیہ نے دسویں صدی ہجری میں برصغیر میں وفات پائی اور آپ کا مزار مبارک ساڈھورہ شریف، علاقہ سہارنپور (بھارت) میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ العزیز کے والد ماجد حضرت سید پیر نذر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ امجد پیر سید روشن دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ اقربا کے ہمراہ زیارتِ حرمین شریفین کے بعد بغداد شریف سے ہوتے

ہوئے کابل کے راستے برِصغیر میں وارد ہوئے تھے اور قصبہ گولڑہ کو' جو اِس وقت پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے حدود میں شامل ہے' اپنے خاندان کی مستقل رہائش کے لیے پسند فرما کر یہیں مقیم ہو گئے تھے۔ بعد میں آپ نے اپنے دیگر اہلِ خانہ کو بھی یہاں بلوالیا تھا۔ حضرتِ اعلیٰ پیر مہر علی شاہ قدس سرّہٗ اسی قصبہ گولڑہ میں پیدا ہوئے۔ یُوں تو حضرت غوث الاعظمؒ کے خانوادۂ عالیہ سے نسبی تعلّق' اور آپؒ کے علمی و رُوحانی وارث ہونے کی بناپر' حضرت قبلۂ عالم کا خاندان اس علاقہ میں شروع ہی سے انتہائی احترام اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' تاہم اُسے اور اس کی قیام گاہ گولڑہ شریف کو خصوصی شہرت اور رفعتِ مقام' حضرت قبلۂ عالمؒ کی ذاتِ والاصفات کے وُرُود' اور آپؒ کے اُن عدیم المثال علمی' رُوحانی اور دینی کارناموں کی بدولت ہی حاصل ہُوئی جو آپ نے اپنے تقریباً نصف صدی کے دَورِ ارشاد میں انجام دیے۔

حضرت قبلۂ عالم پیر سیّد مہر علی شاہؒ کی ولادتِ باسعادت گولڑہ شریف میں یکم رمضانُ المبارک ۱۲۷۵ھ (مُطابق ۱۸۵۹ء) کو ہُوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں' اور نواحی علاقوں بھوئی' سُون وغیرہ میں حاصل فرمائی۔ بعدازاں ہندوستان کی اُس وقت کی مشہُور دینی درسگاہ' حضرت مُفتیِ اعظم مولٰنا لُطفُ اللہ صاحبؒ علی گڑھی کے مدرسہ میں آپ نے مزید اکتسابِ علم فرمایا۔ پھر سہارن پُور میں مشہُور حنفی مُحدّث مولٰنا احمد علی رحمۃُ اللہ علیہ سے ۱۲۹۵ھ میں سندِ حدیث لے کر گولڑہ شریف واپس تشریف لائے۔ یہاں آپ نے سلسلۂ درس و تدریس شرُوع فرمایا اور ساتھ ساتھ منازلِ سُلوک بھی طے فرماتے رہے۔ پہلے آپ کے والدِ ماجد کے ماموں صاحب حضرت پیر سیّد فضلُ الدین شاہ گیلانی رحمۃُ اللہ علیہ نے جو اُس وقت اس خاندان میں رُشد و ہدایت کے لیے مشہُور تھے' آپ کو اپنے جدّی سلسلۂ قادریہ میں اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر اُن کی اجازت ہی سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے مشہُور شیخِ طریقت حضرت مولٰنا خواجہ شمسُ الدین سیالوی رحمۃُ اللہ علیہ سے بیعتِ طریقت فرمائی' جن سے آپ کو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ' بلکہ ہر چہار سلسلہ میں اجازت حاصل ہُوئی۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ قدس سرّہٗ کی ذات میں عہدِ طفلی سے ہی آثارِ سعادتِ ازلیہ اور محبّتِ ذاتیہ آشکار تھے۔ علمی میدان میں جہاں آپ نے تمام علُومِ متداولہ مثلاً تفسیر' حدیث' فقہ' منطق' ریاضی وغیرہ میں عبُور حاصل کیا' وہاں آپ کچھ خصوصی مخفی علوم میں بھی مہارتِ تامّہ رکھتے تھے جو آپ کو اپنے آبائی ورثہ میں ملے تھے اور جنھیں مزید جِلا آپ نے خُود اپنی کاوشوں سے دی۔ علاوہ بریں حسبِ معمولِ مشائخ' منازلِ سُلوک طے کرنے کے لیے ریاضات و مجاہدات کرنے کے بعد' باجازت مشائخِ طریقت' مسندِ ارشاد پر متمکّن ہوئے اور بحرِ علم و عرفان سے خلقِ خُدا کو فیض یاب فرمایا۔

۱۳۰۷ھ میں حضرت قبلۂ عالمؒ زیارتِ حرمین شریفین سے مشرّف ہُوئے۔ ارضِ مقدس میں قیام کے دَوران وہاں کے جیّد عُلَماء و صُوفیائے کرام سے آپ کی مُلاقاتیں ہُوئیں' جن میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃُ اللہ علیہ اور حضرت مولٰنا رحمتُ اللہ کیرانوی رحمۃُ اللہ علیہ مُنتظمِ مدرسۂ صولتیہ' مکّہ مکرّمہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ دونوں حضرات آپ کے علم و فضل اور رُوحانی رفعتِ مقام سے حد درجہ مُتاثّر ہُوئے اور اِس کا اظہار اُنھوں نے مختلف انداز و اوقات میں واضح طور پر فرمایا۔ اوّل الذکر نے تو خُود اپنی خواہش سے آپ کو سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب برِصغیر خصُوصاً صُوبہ پنجاب میں' بانیِ فرقۂ مرزائیہ' مرزا غُلام احمد قادیانی نے تحریر و تقریر کے

ذریعے عوام اہلِ اسلام کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہُوا تھا ـــــــ مرزا نے کلامِ پاک اور احادیثِ مُبارکہ میں واضح طور پر بیان فرمُودہ اس حقیقت کو جھٹلانے کی جسارت کی تھی کہ حضرت عیسٰی عَلَیہِ السَّلام نے یہُود کی نصب کردہ صلیب پر انتقال نہیں فرمایا تھا بلکہ اُنھیں اللّٰہ تعالیٰ نے زِندہ آسمان پر اُٹھا لیا تھا اور یہ کہ آپؑ زمانۂ آخر میں واپس زمین پر تشریف لائیں گے، اور دینِ اسلام کی راہ میں دجّال سے جنگ کر کے اُسے واصلِ جہنّم فرمائیں گے ـــــــ مرزا کا موقف یہ تھا کہ احادیث میں جس مسیح کی واپسی اور دجّال سے جنگ کرنے کا ذِکر ہے، وہ تو طبعی وفات پا گئے تھے اور اُن کے کام کی تکمیل کے لیے وہ خُود مسیح کا مثیل بن کر آئے ہیں۔ بعد میں اِس دعوٰے کو درجہ بدرجہ آگے بڑھاتے ہُوئے اُنھوں نے اپنے ایک مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا اعلان بھی کر دیا تھا اور اس طرح عقیدۂ ختمِ نبوّت کے انکار کے مرتکب ہُوئے تھے جو بالاتفاق اِسلام کے ایک اہم جُزو کی حیثیت رکھتا ہے۔

چونکہ حیات و نزُولِ مسیح عَلَیہِ السَّلام کا عقیدہ بھی اِسلام کا ایک اہم حِصّہ ہے اور نظریۂ ختمِ نبوّت کو تو اِسلام کے ایک ایسے بُنیادی عقیدہ کی حیثیت حاصل ہے جس کا انکار کُفر کے مترادف ہے۔ اِس لیے حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرّہٗ کو بارگاہِ عالی حضرت خاتم النّبیّینؐ سے باطنی طور پر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اشارہ فرمایا گیا۔ علاوہ ازیں کچھ رویائے صالحہ اور بزرگوں کے ارشادات بھی مؤید ہُوئے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو آپ نے مرزا کی مشہور کتاب "ایامُ الصّلح" (فارسی) اور دیگر رسائل کے ردّ میں ۱۸۹۹ء میں کتاب "ہدیۃُ الرّسُول" فارسی زبان میں تالیف فرمائی کیوں کہ "ایامُ الصّلح" کو مرزا نے کابل وغیرہ کے مُسلمانوں کو گُمراہ کرنے کے لیے فارسی زبان میں لکھا تھا اور اس کا مؤثر توڑ کرنا بہت اہمیت رکھتا تھا۔

کابل کی اُس وقت کی اِسلامی سلطنت، اور عُلماءِ کرام کی بروقت تدابیر کی وجہ سے مرزا کو اپنے مندرجہ بالا مقصد میں تو کامیابی نہ ہُوئی، تاہم برِّصغیر میں چونکہ اُس وقت برطانوی تسلّط کا دَور تھا اور برطانوی حکومت یہاں کے مُسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی خواہش مند تھی، اس لیے مرزا نے اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے اپنے نظریات کے پرچار کے لیے اُردُو زبان میں کتابیں اور رسائل لکھ کر برِّصغیر کے اندر اُن کی اشاعت کا اہتمام کیا جس سے ہندُوستان کے مسلمانوں میں کافی ہیجان برپا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت قبلۂ عالم گولڑویؒ نے بھی اپنے قلم کی باگ موڑی اور "ہدیۃُ الرّسُول" کے مضامین کو اُردُو زبان میں ڈھال کر "شمسُ الہدایہ فی اثباتِ حیاتِ المسیح" کے نام سے ایک کتاب شائع کرائی۔ "ہدیۃُ الرّسُول" کے بارے میں قادیانیوں کو خبر تو ہو چکی تھی اور اس کتاب کا ذکر ان کے اُردُو رسالہ "شمسِ بازغہ" (مطبوعہ ۱۳۱۸ھ) میں صفحہ ۸ پر موجود بھی ہے۔ تاہم وہ اس بنا پر مُطمئن تھے کہ ہندُوستان میں فارسی دان طبقہ چونکہ قلیل تعداد میں ہے، اس لیے حضرتؒ کی اِس کتاب کا کوئی وسیع اثر نہیں ہو گا۔ جب آپ کی اُردُو کتاب "شمسُ الہدایہ" منظرِ عام پر آئی تو قادیانیوں میں پریشانی و اضطراب پیدا ہُوا اور اُنھیں اپنی سابقہ اسکیم ناکام ہوتی نظر آئی۔ بعد میں جب حضرت قبلۂ عالم نے اپنی دُوسری کتاب "سیفِ چشتیائی" تحریر کر کے شائع فرمائی جس میں قادیانی عقائد اور دعووں کا زیادہ تفصیل سے ردّ کیا گیا تھا، تو برِّصغیر میں قادیانیت کو صحیح معنوں میں ایک کاری ضرب لگی۔

حضرت اعلیٰ کی اِن مساعیِ جمیلہ کے نتیجہ میں، اور برِّصغیر کے دُوسرے جیّد عُلماء کی جانب سے بھی قادیانیت کی پُرزور مخالفت کی بنا پر اس فتنۂ عظیم کے فروغ کا راستہ فیصلہ کُن طور پر رُک گیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی اسلامی سلطنت

وجود میں آجانے کے بعد قادیانیت کے خلاف ختمِ نبوت کی تحریکوں نے مزید زور پکڑا۔ اِن تحریکوں میں حضرت اعلیٰ قدس سرہٗ کے فرزندِ ارجمند اور جانشین حضرت سید غلام محی الدّین صاحب (المعروف بابوجی) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسلک کے مطابق مؤثر طور پر خود بھی حصّہ لیا اور دربار گولڑہ شریف کے متابعین کو بھی تاوقتِ وفات (جون ۱۹۷۴ء) تاکید فرماتے رہے اور بالآخر ۱۹۷۴ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیت کو ایک غیر اسلامی تحریک اور اس کے پیروکاروں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور اس طرح اس صدی کے شروع میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرہٗ اور آپ کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے اکابر علماء و مشائخ کرام کی طرف سے کی گئی کوششوں کو تائید و قبولِ ایزدی کی سند حاصل ہوگئی۔ اس زاویہ سے دیکھا جائے تو بلاخوفِ تردید یہ حضرت قبلۂ عالم گولڑوی کا خدمتِ اسلام کا عظیم ترین کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

حضرت قبلۂ عالم کی مفصل سوانح حیات "مہرِ منیر" مؤلفہ راقم الحروف' میں حضرت کے دیگر حالاتِ زندگی اور کارناموں کے علاوہ قادیانیت کے خلاف آپ کے معرکۃ الآرا جہاد کی رُوداد بھی باب پنجم' فصل چہارم و پنجم' میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی اور اس کے بعد متعدد بار شائع ہو کر اندرون و بیرونِ ملک پہنچ چکی ہے۔ اس میں حضرت کی دوسری تصانیف کے علاوہ متذکرہ بالا دونوں کتابوں "شمس الہدایہ" اور "سیفِ چشتیائی" کے چیدہ چیدہ مضامین کا خلاصہ بھی باب دہم، فصل دوم و سوم میں درج کیا گیا ہے۔ چونکہ جیساکہ اُوپر تحریر کیا گیا' قادیانیت کے خلاف جہاد کو حضرت قبلۂ عالم کی حیاتِ مبارکہ میں ایک خصوصی طور پر اہم مقام حاصل ہے' اس لیے حضرت کے نبیرگانِ مکرّم' حضرت پیر سید غلام معین الدّین شاہ اور حضرت پیر سید شاہ عبدالحق مدظلہما العالی کی خواہش کے مطابق اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ قادیانیت سے متعلقہ حضرت کے رقم فرمودہ تمام مضامین کو یکجا کر کے علیحدہ شائع کر دیا جائے تاکہ "مہرِ منیر" اور حضرت اعلیٰ کی مکمل تصنیفات کے ساتھ ساتھ اس علیحدہ کتاب سے وہ قارئینِ کرام اِستفادہ کرسکیں جو ردِّ قادیانیت کے موضوع پر معلومات حاصل کرنے میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ موجودہ کتاب اِسی فیصلہ کے تحت شائع کی جارہی ہے۔

اِس کے علاوہ موجودہ حالات میں' جبکہ افغانستان اور رُوس سے آزاد شدہ اِسلامی ریاستوں کے باشندے عموماً فارسی زبان زیادہ سمجھتے ہیں' حضرت کی کتاب "ہدیۃ الرّسول" (فارسی) کی طباعت و اشاعت کا بھی علیحدہ اِنتظام کیا جارہا ہے تاکہ فارسی دان حضرات قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے واقف ہو کر اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ چونکہ "ہدیۃ الرّسول" کے بیشتر مضامین حضرت کی اُردو تصانیف "شمس الہدایہ" اور "سیفِ چشتیائی" میں آچکے ہیں اس لیے انھیں دوبارہ شامل نہیں کیا جارہا۔ البتہ اصُولِ تفسیر کے بارے میں کچھ تفصیل جو "ہدیۃ الرّسول" میں درج تھی اور جواب "سیفِ چشتیائی" (صفحات ۱ تا ۶) میں خطبہ بزبانِ عربی' کے عنوان سے (مع اُردو ترجمہ و نوٹ) شامل ہے' اسے تبرکاً موجودہ مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ قارئینِ کرام قادیانیوں کے خود ساختہ شر سے محفوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سعیِ ناچیز کو قبول فرما کر سب تعاون کرنے والے حضرات کو اجرِ عظیم بخشے اور اس سلسلہ میں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کی دینی خدمات کو مزید وسعت عطا فرما کر آپ کے لیے بلندیِ درجات کا

سبب بنائے۔ اللہ تعالیٰ حکومتِ پاکستان کو بھی' اپنے مندرجہ بالا فیصلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے' جس کے تحت قادیانیوں کو قانونی طور پر ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا' ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے اور یہاں اسلامی اقدار کی حفاظت و پاسبانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کاتب الحروف فیض احمد
مدرّس و مفتی
جامعہ غوثیہ مہریہ دربار گولڑہ شریف

جولائی ۱۹۹۴ء

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡفُرۡقَانَ ثُمَّ جَمَعَہٗ فِیۡ صَدۡرِہٖ وَعَلَّمَہُ الۡبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُعَلِّمِ الۡقُرۡاٰنِ اَھۡلَ المدر والوبر بافصح لسان واوضح بیان وعلی ورثۃ التطہیر وصحبتہ الذین اتبعوہٗ باحسان۔

اَمَّا بَعۡدُ۔ می گوید فقیر مہر علی شاہ عفی عنہ اللہ کہ ایں عجالہ ایست نافعہ وساوس در بیان آیات چند رافعہ مسماۃ بہ ہدیۃ الرسول والقبول ھوالمسؤل وغایۃ المامول مشتمل بر یک مقدمہ و سہ مقاصد اما المقدمۃ ففیہا اصول عشرۃ۔

اصل اوّل۔ در بیان اینکہ معرفت لغتِ عرب واجب بالکفایۃ است بر اُمّتِ مرحُومہ۔ و بر یکے را مستحب و مندوب چہ نزولِ قرآن بلغتِ عرب بودہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلغتِ عرب تکلم فرمُودہ کسے کہ بلغتِ عرب آشنا نیست در اعداد زندگاں نتواں آورد و در زمرۂ مردماں نتواں شمرد۔ عجزے بر خود تجویز کردہ کہ شرع آں را معذور نداشتہ و مرحوم نہ کردہ و مفسّر را بالخصوص چنانچہ بحسب اِنَّ الۡقُرۡاٰنَ یُفَسِّرُ بَعۡضُہٗ بَعۡضًا مراعاۃ نصوصِ قرآنیہ لازم است بہ ہمیں طور ملاحظہ احادیثِ صحیحہ نیز ضروری۔ تاکہ در تفسیر و تاویل از جادۂ مستقیم نیفتد۔ و در تفسیر کہ عبارت از مالا یدرک الا بالنقل کاسباب النزول و تاویل کہ عبارت از ترجیح لاحد المحتملات بلا قطع شیٔ اعتبار عربِ اوّل راست نہ موشگافانِ زمانِ ما را کہ محکم را متشابہ و معلوم را مجہول می سازند چہ سُنّتِ الٰہیہ بر آں رفتہ کہ اہل ہر ملک و ہر زماں را وضعے و لغتے عطا فرمُودہ کہ دیگراں ازاں محروم اند و تہی دامن

وفائق تر از ہمہ در فہم مراد فہم مخاطب است عموماً در ہر نبی بدلیل تخصیص خطاب وتفویض بہ تبلیغ بدو۔ و در ما نحن بصدده خصوصاً از برائے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ موعود اند بوعدہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ۔ (القیامۃ، آیت ۱۹) ونیز مر او را است صلی اللہ علیہ وسلم وراثت اُوْتِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ از ہمیں جائے اجازت سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ سر بر زدہ لاجرم کلام شریف او صلی اللہ علیہ وسلم در بیان مراد کلام او سبحانہٗ واجب الرعایۃ وضروری الاصغا خواہد بود۔

قال الشافعی کل ما حکم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو مما فہمہ من القرآن قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰہُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا۝ سورۃ النسآء آیت ۱۰۵۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ سورۃ النحل آیت ۶۴ - وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۔ سورۃ النحل آیت ۴۴۔

واز ہمیں جا فرمودہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی السنۃ والسنۃ ایضاً تنزل علیہ بالوحی کما یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ اِلَّا اَنَّهَا لَا تُتْلٰی كَمَا یُتْلَی الْقُرْاٰنُ۔

اصحاب النوامیس اور امُبین مراد دانستہ علی الرأس والعین قبول خواہند نمود۔ اما بعد از انکہ بپایۂ صحت وثبوت رسیدہ باشد و اور اہر دو نقادانِ صحت یعنی اصحاب الکشف والشہود کہ بطریق کشفے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح را از غیر صحیح تمیز کردہ می توانند ودیگر اربابِ جرح وتعدیل از علماء شکر اللہ سعیہم تنقید وتصحیح کردہ باشند گو کہ احباب ارسطاطالیس وَرَآءَهُمْ ظِهْرِیًّا افگندہ باشند۔

ازبس پیدا است کہ امتثال امر موقوف است بر فہمِ مُراد۔

واعلی طرق فہمہا اولاً شہادت قرآن کریم است بعد ازاں ہماں طریق است کہ الآن ذکر کردیم۔ بعد ازاں تفسیر صحابی کہ شاہدِ مجلسِ وحی است۔

چہ بعد ازاں کہ درحقِ اہلِ کتاب لَاتُصَدِّقُوْهُمْ وَلَاتُكَذِّبُوْهُمْ وارد گردیدہ اغلب آنکہ تفسیرِ آیت را از وشاں نگرفتہ خواہد بود بلکہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ باشد و آنچہ در بخاری مذکور است بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً وحدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج الخ

مجوز استشہاد است باحادیثِ اسرائیلیہ نہ اعتضاد بآنہا و آں اسرائیلیات برسہ قسم اند۔

یکے آں کہ کتاب و سُنّت مصدق او باشد۔ دیگر آں کہ تکذیب او از کتاب و سُنّت معلوم شدہ باشد سیوم مسکوت عنہ و درحق ایں قسمِ ثالث لَاتُصَدِّقُوْهُمْ وَلَاتُكَذِّبُوْهُمْ وارد گردیدہ۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کسیکہ قبل از مراعاۃ سائر نصوصِ قرآنیہ و بیش از ملاحظہ احادیثِ صحیحہ و تفاسیرِ صحابہ نظم ذوالوجوہ را بر محلے فرد آرد و باز نظر توجہ بجانبِ آنہا افگندہ بلحاظِ تخالف مضمون احادیث بامعنی مزعوم خود آنہا را از موضوعات قرار دہد یا مؤوّل ساز دسخت غلط کردہ باشد۔ گویا کہ مخصص را معارض چنانچہ در اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ[1]۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ[2] و محکم را مؤوّل چنانچہ در بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ محکم و نص در رفع جسمی عنقریب خواہی دانست۔

---

[1] سورۃ النسآء، پ ۵، آیت ۲۴ ۱۲

[2] سورۃ النسآء، پ ۴، آیت ۲۳ ۱۲

اِیں جا تقلید و نقل و مراعات طرق فہم مراد بکار است نہ آزادی۔ و محض عقل و ذہول از طرق مذکورہ مثل فرقۂ نیچریہ و مرزائیہ عقل بیچارہ وَ اَرْجُلَکُمْ را قرین بِرُءُوْسِکُمْ و داخل تحت حیز اِمْسَحُوْا [۱] دانستہ بے باک حکم مسح رجلین خواہد داد متمسک بآنکہ در ہیچ جائے از قرآن کریم احد الاخلین در حیز یک فعل معطوف بر متعلقات فعل دیگر نیامدہ و در حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ یا در حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ [۲] از لفظِ نکاح عقدِ شرعی مُراد خواہد داشت بدلیل آنکہ ہر جا در قرآن مجید مراد از لفظ نکاح ہماں عقدِ شرعی است و از مُتَوَفِّیْکَ و فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ ہر دو معنی موت خواہد گرفت بدلیل آنکہ در بلیست و سہ [۳] مقام مُراد از معنی موت است۔

بدوں مراعات سائر نصوص و بغیر از تمسک بسُنّت در امثال ایں ہا چارہ نہ۔

ازیں جا است و قتیکہ علیؓ ابن ابی طالب فرستاد ابنِ عباس را بسُوئے خوارج فرمود اِذْهَبْ اِلَیْهِمْ فَخَاصِمْهُمْ وَلَا تُحَاجِجْهُمْ بِالْقُرْاٰنِ وَلٰکِنْ خَاصِمْهُمْ بِالسُّنَّةِ یعنی برو بسُوئے خوارج و بہ نفسِ قرآن در مخاصمہ با آنہا حجّت نگیری زیراکہ ذُوالوجوہ یعنی محتمل احتمالاتِ کثیرہ است ولکن تمسک بسُنّت گیری بغیر از یں تقول و یقولون یعنی تو چیزے خواہی گفت و او ہم خواہند گفت۔

و دارمی از عمرؓ آوردہ کہ فرمُود انہ سیأتیکم الناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذ وھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللّٰہِ۔

و نیز دارمی در مسندِ خود آوردہ کہ شخصے صبیغ نام در مدینہ آمد و گفتگو در متشابہاتِ

---

[۱] سُورۃ البقرۃ، پ ۲، آیت نمبر ۲۳۰ ۱۲ [۲] سُورۃ النسآء، پ ۴، آیت ۶ ۱۲

[۳] متعلق است بہ بغیر از تمسک بہ سُنّت الخ ۱۲ منہ رحمۃ اللّٰہ علیہ

قرآن شروع کرد۔ عمرؓ شاخہائے خرما تیار کردہ اور اطلبید پس پرسید عمرؓ مَنْ اَنْتَ کیستی تو۔ گفت عبداللہ صبیغ بندۂ خدا صبیغ نامی عمرؓ بآں شاخِ خرما اور ازد تاکہ از سرِ او خون رواں گردید۔ بعد از اندمالِ جراحت بارِ دگر زد اورا۔

باز نوبتِ سیوم طلبید اورا برائے زدن۔ او عرض نمود۔ یا عمرؓ اگر ارادۂ قتلِ من داری بیکبارہ مرا قتل کن و بار بار ایں اذیت از من برداشتہ نمی شود پس اِذن داد اُورا تاکہ رفت بملکِ خود و نوشت عمرؓ بجانبِ ابُوموسیٰ اشعری کہ نہ نشیند کسی از مسلمین باو۔

بالجملہ خوض در قرآن بغیر تمسّک بسُنّت مرضے است ہائل نہ تنہا برائے ہمیں آزادمنش بلکہ وبائے است متعدّی بحدّے کہ ہر کہ اورا دید یا ازو شنید فوراً متاثر می شود ولہٰذا حکیمِ وقت یعنی عمرؓ از صحبتِ او منع شدید فرمود و در علاجِ او استعمال نسخۂ سُنّتِ سُنّیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام ارشاد فرمود۔

و یک قسم تفسیر کہ امر فرمودہ است حق سُبحانہٗ و تعالیٰ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیمِ او منقسم است بر دو قسم قسم لایجوز الکلام فیہ الا بطریق السمع کاسباب النزول والناسخ والمنسوخ واللغات والقراءت وقصص الامم و اخبار ما ھو کائن۔

وقسم یؤخذ بطریق النظر والاستنباط۔ بر منصف پر ظاہر است کہ ما نحن بصددہ یعنی تفسیر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ[1]۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ[2] الخ وَمُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ[3]۔ وَفَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ[4] از قبیلِ ما لایجوز الکلام فیہ الا بطریق السمع است۔

---

۱ سورۃ النسآء، پ ۶، آیت ۱۵۸ ۲ سورۃ النسآء، پ ۶، آیت ۱۵۹

۳ سورۃ آلِ عمران، پ ۳، آیت ۵۵ ۴ سورۃ المائدہ، پ ۷، آیت ۱۱۷

بخدائے عزّوجل سخت متعجب ام از قول کسیکہ قبل از فہم مُراد بہدایت حدیث صحیح بر طبق ادراک خود محلے قرار دادہ استشہاد بآیۃ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ[1] برائے اثبات اعراض از حدیث صحیح و تفسیر صحابی می گیرد۔ آیا ایں آیت را ہمیں معنی است کہ بر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ موعود بہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ[2] است و در حق او است صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىکَ اللّٰہُ[3] خیال نباید کرد بلکہ او لاحسب زعم خود نظم ذوالوجوہ را محلے قرار دادہ باز شبہات فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ قولِ عالم علم الاولین والاخرین را صلی اللہ علیہ وسلم از نظر انداخت کلا وحاشا کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا ونفہمید کہ معنی فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ ای بعد نزولہٖ وفہم مرادہ یُؤۡمِنُوۡنَ و در فہم مُراد بشہادت ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ وبدلیل بِمَاۤ اَرٰىکَ اللّٰہُ ہماں فہم نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام مقبول و منظورِ نظر شارع است۔

اصلِ دوم در ذکرِ مقدم و مؤخر کہ واقعست در کلامِ الٰہی و نوعیست از مبہم

بداں کہ تقدیم و تاخیر در کتاب اللہ واقعست برائے فوائد مثلاً اہتمام یعنی امر مہتم بالشان را اولاً ذکر نمودہ مے شود اگرچہ فی الواقع مؤخر باشد۔

ایں جا سادہ لوحی خیال نہ نماید کہ قول بہ تقدیم و تاخیر یک نوع اعتراض است برحق سبحانہٗ وتعالیٰ و اصلاح برائے نظمِ قرآنی تعالی اللہ عن ذٰلک عُلُوًّا کَبِیۡرًا

---

[1] سُورۃ المرسلات، آیت ۵۰، ۱۲ [2] سُورۃ القیامۃ، آیت ۱۹، ۱۲

[3] سُورۃ النسآء، آیت ۱۰۵، ۱۲

بلکہ اورا در رنگِ اظہارِ مُراد باید فہمید۔

اہلِ بصیرت ایں را از محسنات بلاغت می انگارند و باعث بر قول بہ تقدیم و تاخیر و مستند او یا فسادِ معنی می باشد و ابہام درو کہ بغیر قول بہ تقدیم و تاخیر مُراد واضح نہ گردد۔ چُنانچہ ابن ابی حاتم از قتادہ آوردہ در قول او تعالیٰ فَلَا تُعْجِبْكَ[1] أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کہ گفت ایں از تقادیم کلام است اصلش فَلَا تُعْجِبْكَ[2] أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْآخِرَةِ و نیز از و آوردہ وَلَوْلَا[3] كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى اصلِ او وَلَوْلَا كَلِمَةٌ وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا و از مجاہد در اَنْزَلَ[4] عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا یعنی اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ قَيِّمًا وَّلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا و از قتادہ در قول او سبحانہ اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ[5] وَرَافِعُكَ اِلَيَّ یعنی اِنِّيْ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُتَوَفِّيْكَ و از عکرمہ در لَهُمْ[6] عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ یعنی لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ يَوْمَ الْحِسَابِ بِمَا نَسُوْا و از ابن زید وَلَوْلَا[7] فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی اِذَاعُوْا بِهٖ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ لم ینج قلیل ولا کثیر و از ابن عباس در فَقَالُوْٓا[8] اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی فَقَالُوْٓا جَهْرَةً اَرِنَا اللّٰهَ و از ایں باب است وَاِذْ[9]

---

[1] سُورۃ التوبۃ، آیت ۵۵ [2] سُورۃ التوبۃ، آیت ۵۵، [3] سُورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۹

[4] سُورۃ الکہف، آیت ۲ [5] سُورۃ آلِ عمران، آیت ۵۵

[6] سُورۃ ص، آیت ۲۶ [7] سُورۃ النسآء، آیت ۸۶

[8] سُورۃ النسآء، آیت ۱۵۳ [9] سُورۃ البقرۃ، آیت ۷۲

قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيهَا یعنی اول قصہ ازیں جا شروع است اگرچہ مؤخر است در تلاوت و تقدیم اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ برائے تنقیش این معنی است اوّلاً در ذہن ہا اوشان کہ ذبح گاوی برائے اظہار قاتل است۔

وقولہ تعالیٰ اَفَرَءَيْتَ[1] مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ازیں قبیل است یعنی مَنِ اتَّخَذَ هَوٰىهُ اِلٰهَهٗ وقول او سبحانہ[2] اَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى بنا بر تفسیر اَحْوٰی باخضر گردانیدن او نعمت برائے مرعی ای اَخْرَجَهٗ اَحْوٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً و تاخیر برائے رعایت فاصل است۔

وقولِ او سبحانہ وَغَرَابِيْبُ[3] سُوْدٌ ای سُوْدٌ غَرَابِيْبُ چہ غرابیب بمعنی شَدِيْدُ السَّوَادِ و قولِ او سبحانہ فَضَحِكَتْ[4] فَبَشَّرْنٰهَا فضحکت و قولِ او سبحانہ وَلَقَدْ هَمَّتْ[5] بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ای لو لا ان راٰی برهان ربه لهم بها بناءً علیه هم منفی است از یوسف علیہ السلام یا برائے[6] انواعِ دیگر مثل تبرک و تعظیم و تشریف وغیرہ۔

اصل سوم دربیان آنکہ ارادہ یک معنی در مواضع کثیرہ دلیل نمی باشد برآنکہ در یکے موضع از کلام ہماں متکلم بغیر او مراد داشتہ نشود

یعنی از کثرت موارد قانونِ کلی نباید فہمید۔ بلکہ جائز است در یکجا معنی دیگر مراد باشد یعنی دلیل صارف از ارادہ معنی حقیقی و دلیل احتمال اللفظ یعنی

---

[1] سورۃ الجاثیہ، آیت ۲۳، ۱۲ [2] سورۃ الاعلیٰ، ۴، ۱۲

[3] سورۃ الفاطر، آیت ۲۷، ۱۲ [4] قولہ یا برائے انواع معطوف است بر یا برائے فساد معنی ۱۲ منہ

[5] سورۃ ہود، آیت ۷۱، ۱۲ [6] سورۃ یوسف، آیت ۲۴، ۱۲ [7] مراد از معنی اینجا عام است کہ مفہوم لفظ باشد یا مصداق او فتدبر ۱۲ منہ

در لغتِ عرب مثلاً آں لفظ دراں معنی مستعمل شدہ باشد دلیل[۳۳] تعیین مراد یعنی چونکہ غیر از موضوع لہ معانی کثیرہ اند پس دلیل باید کہ تعیین معنی مراد کند و دلیل[۳۴] جواب عن المعارض یعنی جواب دادن از دلائلے کہ معارض معنی مُراد باشند۔ بنا رکاں ایں جا برادلۂ اربعہ باید فہمید نہ ملاحظہ کثرت موارد۔

شواہد ایں راکہ گفتم از قرآن مجید باید شنید۔ ہر جا[۱] در قرآن معنی اسف حزن است و ایں دلیل شدہ نمی تواند بر ینکہ در فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا[۱] کہ معنی او فلما اغضبونا است ہماں معنی حزن است۔

و ہر جا[۲] در قرآن کریم از بروج کواکب مراد اند و ایں دلیل نیست بر ینکہ در وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ[۲] کہ معنی او کوشکہائے محکم است ہماں کواکب مراد باشند و ہر جا[۳] از لفظ بخس نقصان مراد است مگر در بِثَمَنٍ بَخْسٍ اے حرام و ہر جا[۴] از بعل زوج مراد است مگر در اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا[۴] یعنی صنما و ہر جا از بُكْمٌ[۵] گنگ از کلام من حیث الایمان مگر در عُمْیًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا در سورۂ اسرا و مگر ابکم در سُورۃ النحل کہ مراد دریں ہر دو جا عدم قدرت است بر مطلق کلام و ہر جا از جِثِیًّا[۶] معنی جَمِیْعًا مراد است مگر در وَتَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً[۷] کہ مراد ازاں بر زانو شوندہ است و ہر جا از حُسْبَان عدد مراد است مگر در حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ در سُورۂ کہف یعنی عذاب و ہر جا از حسرت ندامت است مگر در لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ یعنی حزنا و ہر جا وحض بمعنی باطل است مگر در فکان مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ اے من المفزوعین و ہر جا از رجز مراد عذاب

---

[۱] سُورۃ الزخرف، آیت ۵۵ [۷] سُورۃ الجاثیہ، آیت ۲۸

[۲] سُورۃ النسآء، آیت ۷۸ [۶] چنانچہ در تفسیر عباسی ترتیب صاحب قاموس است و در سُورۂ مریم جثیا دو بار آمدہ۔ ۱۲

است مگر در وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[1] کہ بُت است ۔ و ہر جا از ریب شک است مگر در
رَيْبَ الْمَنُوْنِ[2] کہ حوادثِ دہر اند ۔ و ہر جا از رجم قتل است مگر در لَاَرْجُمَنَّكَ[3] ای
لاشتمنك و مگر در رَجْمًا بِالْغَيْبِ[4] ای ظنًا و ہر جا از زُوْر کذب مع الشرک مگر
در مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا[5] کہ فقط کذب است و ہر جا از زکوٰۃ مال است
مگر در وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً[6] ای طہرۃً و ہر جا از زیغ میل مراد است
مگر در وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ[7] ای شخصت و ہر جا از سخر استہزاء مراد است
مگر در سِخْرِيًّا در سورۂ زخرف کہ از تسخیر و مسخر نمودن است و ہر جا از سکینہ طمانیت
مراد است مگر در قصہ طالوت کہ شئ مانند سر گربہ صاحب دو باز و است و ہر سعیر
در قرآن مراد از و آتش است مگر در ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ[8] کہ عنا است و ہر شیطان مراد
از و ابلیس است و لشکر او مگر در وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ[9] و ہر شہید بغیر از
مقتولاں مراد از و گواہ است مگر در وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ[10] ای شرکاءکم و ہر جا
مراد از اصحاب النار دوزخی اند مگر در وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً[9]
کہ مراد این جا خازنانِ دوزخ اند و ہر جا از صلوٰۃ عبادت و رحمت است مگر در
وَصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ[10] کہ مواضع و اماکن اند و ہر جا از صمم صمم در سماع فی الایمان
است خاصۃً مگر در یک جا کہ در اسرا است ۔ و ہر قنوت طاعت است مگر در كُلٌّ لَّهٗ
قٰنِتُوْنَ کہ مُقِرُّوْن است و ہر کنز مرادِ از و مال است مگر در کہف کہ مراد از و صحیفہ علم

---

[1] سورۃ المدثر، آیت ۵ ، ۱۲ [2] سورۃ الطور، آیت ۳۰ ، [3] سورۃ المجادلہ، آیت ۲ ، ۱۲
[4] سورۃ الکہف، آیت ۲۲ ، ۱۲ [4] سورۃ مریم، آیت ۱۳ ، ۱۲
[5] سورۃ الاحزاب، آیت ۱۰ ، ۱۲ [6] سورۃ القمر، آیت ۴۷ ، ۱۲
[7] سورۃ البقرۃ ، آیت ۱۴ ، ۱۲ [8] سورۃ البقرۃ ، آیت ۲۳ ، ۱۲
[9] سورۃ المدثر، آیت ۳۱ ، ۱۲ [10] سورۃ الحج ، آیت ۴۰ ، ۱۲

است وبہر مصباح مُراد از کوکب است مگر در سُورۃ نُور کہ چراغ است وبہر نکاح در وتزوج است مگر در حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ای الحلم وبہر وَرَدَ دخول است مگر در فَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ کہ مُراد از ہجم علیہ است نہ دخول وبہر جا مُراد از وُسْع طاقت است چُنانچہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا مگر در ذکرِ طلاق کہ مُراد از وُنفقہ است وبہر یأس مُراد از وناامیدی است مگر در سُورۃ رعد[3] کہ از علم است علٰی ہٰذا القیاس دیگر مواضع را بہ تدبّر فکر کن۔

اصلِ چہارم در آنکہ مفسّرین را چونکہ مطمحِ نظر ہمہ رفعِ یک اشکال باشد باختلافِ مسالک بعد از آنکہ وجوہ نظم محتمل آنہا باشد مخالف از یکدگر نتواں شمرد

لایکون الرجل فقیہا کل الفقہ حتی یری للقرآن وجوھا کثیرۃ یعنی بعد از آنکہ متناقض یکدِگر نباشد بایں معنی کہ اصل مطلب ومطمحِ نظر باختلافِ توجیہ متبدّل نہ گردد مثلاً ابنِ عبّاس مُتَوَفِّیْکَ ممیتک گرفتہ قول بتقدیم وتاخیر نمود ودیگراں مستوفیک یا قابضک یا ممیتک بعد النزول ورافعک الان مُراد داشتہ۔

مطمحِ نظر چُونکہ رفعِ اشکالِ واحد است وآں بُودن موت قبل الرّفع خلافِ امرِ واقعی کہ از آیاتِ رفع مثل وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ[1] ومثل وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتَابِ[2] الخ واز احادیثِ صحیحہ مرکوزِ خاطرِ اوشاں شدہ بود والا

---

[1] سُورۃ النّسآء، آیت ۱۵۷

[2] سُورۃ النّسآء، آیت ۱۵۹

[3] در سُورۃ رعد آیت (۳۱) اَفَلَمْ یایئس الذین آمنوا یایئس بمعنی علم ودانست آمد

کدام باعث است ابنِ عبّاس رابر قولِ تقدیم و تاخیر زیرا کہ قطعِ نظر ازانکہ گفتیم
ہیچ گونہ فسادِ معنی لازم نمی آید پس نظر بہ وحدت علّتِ غائیہ ہمہ کہ رفعِ اشکال
واحد است بعینہٖ کلھم متفق اند یعنی بایکدگر متناقض نیند تا کہ بمراعاۃ صحت
یکے و حرمان دیگرے قول یکے مقبول و دیگرے مردود تصوّر نمودہ شود۔

آرے دریں تامل بلیغ رابکار باید برد کہ لفظ توفی را معنی بغیر از موت
در لغت آمدہ است یانہ۔ بعد از رجوع بکتبِ لغت و تفاسیر مثل قاموس و
صحاح و مصباحِ منیر و مجمع البحار و صراح و قسطلانی و کرمانی و بیضاوی و
کبیر و غیرہ تفاسیر متحقق گشتہ کہ در لغتِ عرب توفی بمعنی قبضِ تام آمدہ۔

می گویند توفیت مالی یعنی ہیچ از مالِ خود نگذاشتہ ام ہمہ را گرفتہ ام
الان بعد تتبع و تحقّق ایں معنی فکرے باید نمود کہ محاورۂ قرآنِ کریم کدام معنی را معاضد
و مؤیّد است اصل سابق بظہور پیوست کہ کثرت موارد را دلیل حکمِ کلّی نباید فہمید
بشہادتِ نظائر قرآنیہ بلکہ بناء کار بر دلیل احتمال اللفظ و فلاں و فلاں است
و معہذا

آیت[1] اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ
مَنَامِھَا حسبِ بیانِ ابنِ عباس منادی است باعلیٰ ندا بریں کہ معنی توفی
مشترک است مابین موت و منام یعنی ہردو از افرادِ وے اند۔

ترجمہ۔ اللہ قبض می کند ارواح را عند الموت و عند المنام فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی
عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی پس نمی گذارد کسے
را کہ بر و موت مقدّر گردانیدہ است و میگذارد دیگرے تا وقتِ معیّن قید امساک

---

[1] سورۃ الزمر، آیت ۴۲ ۱۲

وارسال ممیز یک دیگر است قبضِ رُوح مع الامساک موت است وقبضِ رُوح مع الارسال خواب است۔ وغلط نمودہ است کسے کہ از یتوفی معنی میراند گرفتہ چہ بریں تقدیر بعد ثبوت معنی قبض حسبِ محاورہ قرآنِ کریم ایں قدر خلجان ماندہ کہ معنی موت در مواردِ قرآنیہ کثیر الوقوع است بخلاف معنی قبض کہ در اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ بالاتفاق و در مُتَوَفِّیْکَ محتمل دفعِ خلجان مذکور را ملاحظہ شواہدِ قرآنیہ کہ الآن در اصل سیوم گذشتہ اند برائے فہیم سلیم الطبع کافی است چہ پر ظاہر است کہ تبدل معنیِ فعل وقت تغیر مسند الیہ بوجہے کہ قرائن دالہ بر تعذر یک معنی شہادت دادہ باشند از قبیل ما یمجہ العقل نے بلکہ واقعی است اینک لفظ صلوۃ وقت استنادِ او بسوئے مکلّفین از معنی اوضاع شرعیہ یعنی نماز می شود مگر در حین نسبت او بجانب حق سبحانہ، وتعالیٰ چنانچہ در صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یا در یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ[ع] تُوُفِّیَ زَیْدٌ قُبِضَ زَیْدٌ ہر جا دال بر موتِ زید خواہد بود مگر وقتیکہ زید را امیر گرفتہ بسرائے خود برد بعد از علم ایں واقعہ خواہ بطریقِ معائنہ یا بطور استماع اگر شخصے حکایت کرد کہ تُوُفِّیَ زَیْدٌ یا قُبِضَ زَیْدٌ معنی او گرفتہ شد زید خواہد بود نہ مردہ شد باقی ماندہ کلام در علم واقعہ مسیح در بیان معنی آیات عنقریب خواہد آمد فانتظرہ بعد ملاحظہ معنی فاء تعقیب کہ در فیمسك است باید کہ موت مع الامساک موت باشد وموت مع الارسال منام باشد وھو کما تری۔

ارے بر تقدیر ارادہ مجموع جسم ورُوح از نفس فساد مذکور اگرچہ لازم نیست لیکن نظر بہ قول ابنِ عبّاس وصریح نظم مخالف ما سیق لاجلہ الکلام خواہد بود بمنزلہ تحریف گو کہ بر ہر دو تقدیر از ارتکاب مجاز چارہ نے۔ تفسیرِ کبیر و

ع سُورۃ الاحزاب، آیت ۵۶ ۱۲

قول ابنِ عباس و رُوح البیان و تفسیرِ ابنِ کثیر را ایں جا ملاحظہ باید فرمود و رجال را بالقول باید شناخت نہ قول را بر جال۔

حاصل آں کہ کسے کہ معنی قبض را لا اصل لہٗ دانستہ و تفسیرِ ابنِ عباس را مخالف تفسیرِ دیگراں شمردہ بعد ازانکہ مطمحِ نظر ہمہ یکے است و قبلہ توجہ ہمگنان واحد بدو وجہ خطا کردہ چہ در قرآنِ کریم استعمال توفی بسہ وجہ متحقق گشتہ۔ یکے در مطلق قبض چنانچہ در اَللّٰهُ یَتَوَفَّى[١] الْاَنْفُسَ دوئم در موت کہ فرد اوست۔ چنانچہ در وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ[٢] الخ وغیرہ سوئم در منام کہ ہم فرد است برائے مطلق قبض۔ چنانچہ در وَهُوَ الَّذِیْ[٣] یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ الخ و آنچہ مرزا صاحب در ازالہ گفتہ کہ در یتوفیکم اطلاق موت بر منام بر علاقہ النوم اخ الموت است پس منشاء او غفلت است از فرق مابین مطلق و افرادِ او۔

اصلِ پنجم در بیان ایں معنی کہ صحتِ احادیث وارده در بابِ نزولِ مسیح بہ ہر دو طریق کشفی و رسمی بہ پایۂ ثبوت رسید یا بہ یکے ازاں ہر دو

صحتِ احادیث نزول و آثارِ صحابہ بالخصوص اثر ابنِ عباس کہ تعلق بہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وارد در کتبِ احادیث و تفاسیرِ معتبرہ چنانچہ صحاح و تفسیرِ ابنِ جریر و ابنِ کثیر باسانید صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ والی یومنا ہذا امتِ مرحومہ برطبق ارشادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا

---

١ سُورة الزمر، آیت ۴۲
٢ سُورة البقرة ، آیت ۲۳۴
٣ سُورة الاعراف ، آیت ۶۰

بعدی ما تمسکتم بہما کتب اللہ وسنۃ نبیہ بسمع رضا وقبول تلقی نمودہ۔ عبارات کتب مذکورہ عنقریب خواہند آمد۔

واما ثبوت کشفی پس بنقل عبارات شیخ محی الدین ابن عربی وامام ہمام جلال الدین سیوطی کہ جناب مؤلف ازالۃ اوہام وقول فصیح دربارہ بودن الہام اقوی دلائل بر نہجیکہ ہیچ دلیل قوت مقاومت ومصادمت او ندارد۔ قول ہمیں بزرگواراں را سند آوردہ بظہور خواہد پیوست۔

اما ایں جا بلائے ناگہانی بنظر می آید کہ علاج پذیر نیست چہ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ درجلد اول فتوحات حدیث زریب بن برتملا وصی مسیح ابن مریم را نقل فرمودہ می گوید کہ ایں حدیث اگرچہ علمائے رسوم در صحت او تکلم نمودہ لکن نزد ما کشفاً بہ پایۂ ثبوت رسیدہ است۔ آں وصی مسیح صحابہ راوقت مراجعت از حلوان عراق نزد کوہ ملاقی شدہ۔ می گوید کہ مسیح ابن مریم دریں جبل مرا مامور بسکون کردہ بود وتا وقتیکہ من از آسمان نازل شوم ہمیں جا بعبادت مشغول مانی۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد استماع ایں واقعہ از صحابہ فرمود کہ ما نیز شنیدیم از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بعضے از اوصیاء مسیح ابن مریم دریں کوہ ہستند عنقریب نقل بعبارتہ مع ترجمہ می آید جسم مسیح چونکہ در خطۂ دلپذیر کشمیر حسب قول جناب مؤلف ایام الصلح مدفون است نزول او در قادیان بچہ معنی خواہد بود۔

وحدیث دیگر از مرویات احمد کہ ابن کثیر در تفسیر خود وعلامہ سیوطی در درمنثور آوردہ کہ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام شب معراج بعد وقوع گفتگو دربارۂ قیامت گفتہ

ع ایام الصلح نام کتابیست از تصنیفات جناب مرزا صاحب مدفون بودن عیسیٰ ابن مریم درآں کتاب بخطۂ دلپذیر کشمیر زیب قلم فرمودہ اند ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہ وقتِ معیّن اورا بغیرِ خُدائے عزّوجل کسے نمی داند امّا ربّ من بامن عہد فرمُودہ کہ قبل از قیامِ قیامت نازل خواہی شد اوّلاً دجّال از دیدنِ تو گداز شود بعدازاں یاجوج ماجوج را ہلاک خواہی کرد حدیث مع نقل عبارت می آید۔

آں مسیح موعود کہ در شبِ معراج خبر از نزول خود و ہلاکِ دجال و یاجوج ماجوج دادہ و آں مسیحِ موعود کہ وصی خود را در کوہے از کوہ ہائے عراق نشاندہ دریں ایامِ خجستہ فرجام بطریقِ تناسخ در جسمِ دیگر غیر از جسمِ اوّل کہ در کشمیر مدفون است تعلق گرفتہ در شہرِ قادیاں مسمّٰی بہ جناب مرزا صاحب گشتہ بعد مطالبۂ وصی خود از جبلِ عراق و سائر اوصیاء از شام وغیرہ نواحی توجہ بجال دجّال مبذول خواہند فرمود۔

بعدہ عنانِ ہمّت بسُوئے یاجوج و ماجوج منعطف خواہند نمود۔ آنچہ ناپذیرے علاج گفتم ازبرائے آنکہ نہ انکارِ حدیث را راہے کہ کشفی است و نہ امکانِ تاویل را مساغی کہ خسفی[1] است روئے فرار کہ آوردہ شود۔ آخر ہمیں کہ بطریق تناسخ رُوحِ مسیح کہ نبی وقت بود و در شبِ معراج ذکرِ نزولِ خود پیشِ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کردہ جسمِ دیگر را مشرّف فرمُودہ رونق افروز قادیان گشتہ۔ برادر! اگر نویسیم چہ نویسیم اگر گوئیم چہ گوئیم۔ اللھم اصلح امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم وارحم امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ اللھم افرج عن امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم واغفر امۃ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

---

[1] خسفی یعنی منسُوب بسُوئے خسف مراد نابود و غیر واقعی چہ تاویل بتمثیل وقتے درست آید کہ جناب مرزا صاحب شبِ معراج گفتگو نمودہ باشند یا وصی خود را در کوہِ عراق نشاندہ باشند۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ارضاہ

اصل ششم تجسّس و غور دریں معنی کہ عقیدۂ اجتماعی مسلماناں از صحابہ کرام الیٰ یومنا در مسئلہ رفع عیسیٰ ابن مریم و نزولِ او چیست

از ملاحظۂ نصوص حسب تفاسیرِ صحابہ و قرائن سیاق و مطالعۂ احادیثِ[1] صحیحہ کہ عدد آنہا بصدمی رسد و معائنہ جمیع تفاسیر و علمِ کلام ازبس روشن است کہ ہمگی تصدیق بمعنی مشترک منتزع از حذف خصوصیات یعنی رفع جسمی و نزول ہماں عیسیٰ بن مریم کہ نبی وقت بود میداشتند و میدارند و ثبوت ہمیں معنی مشترک چونکہ مستند او تواتر معنویست برتبۂ یقین رسیدہ ہرچند کہ کلام در خصوصیات ایں معنی واقع شدہ چنانچہ رفع بحیوۃ اولیہ یا بالحیوۃ موہوبہ بعد الموت درحالتِ بیداری یا درحالتِ نوم بخلع بدن و اعطاء جسمِ نوری یا بہماں بدن و نزول ہماں جسم یا بجسمِ برزخی و منجملہ اقوالِ مذکورہ رفع و نزول ہر دو بجسدہ العنصری مسلک جمِ غفیر از اہلِ سنت و جماعت را بودہ اما باں معنی مشترک داشتہ ہر کسے ایمان چہ اہل اسلام و چہ غیرِ او یعنی رفع و نزول ہماں ابن مریم بعینہٖ نہ کسی مثیلِ او بایں معنی کہ مصداق احادیث قرار دادہ شود چہ ظاہر است کہ در آیات چونکہ امکان قول بمثیل مسیح نے در احادیث کہ متعلق ہماں آیات اند و مبحوث عنہ ہر دو یکے چہ گونہ عاقلے گفتہ می تواند کہ مراد در احادیث مثیل است نہ آں مسیح الّا جناب مرزا صاحب کہ اجماع مذکور را اجماعِ کورانہ و باور کنندہ ایں چنیں مضامینِ واہیہ بغیر از بادیہ نشینانِ عرب دیگرے گے

---

[1] می گوید محرر سطور المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ کہ نیاوردم دریں کتاب مگر احادیث را کہ صحت آنہا از ہر دو طریق یعنی اصطلاحی و کشفی بہ ثبوت پیوستہ۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

می تواند بود۔ آیا ممکن است کہ تہذیب و تعلیم یافتگانِ لندن اِیں چنیں مضامین را در اذہانِ خود جا دہند۔ در کتابِ خود ازالۂ اوہام ثبت فرمودہ اند و در ایام الصلح بحزب ناداں و بے حیا یاد فرمودہ ۔ سُبحَانَ اللّٰہ نظرِ نبوّت چہ قدر وسعت و احاطہ داشتہ کہ از مشاہدہ ہمیں حالات۔

اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذ وھم غرضاً بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم فرمودہ۔

نمی گویم کہ جناب مرزا صاحب قصداً اصحابہ کرام را در حالتِ اختیار الفاظِ مذکورہ گفتہ بلکہ حسبِ زعمِ خود چونکہ مفاد آیاتِ مزعومِ خود فہمیدہ از حمایت حق درجوش آمدہ بحالتِ اِضطراری فرمودہ آنچہ فرمودہ بخدائے لایزال ولم یزل کہ از ہمہ خیالات جناب بہ نسبت اِیں افترا۔ کہ اِمام بُخاری و مالک بلکہ ہمہ اہالی اِسلام از صحابہ تا اِیں دم بر عقیدۂ من کہ مراد از عیسٰے بن مریم مذکور در احادیث مثیلِ اوست نہ آں مسیح کہ نبیِ وقتِ خود بود گذشتہ اند سخت متحیرم کہ بر وَمَن[1] يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ العقا۔ نہ فرمودند بلکہ وَمَن[2] يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا را کار بستند۔

اللھم اغفر امة محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم وارحم امة محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم صاحب تقوٰی خدا ترسے ملہمے مقتدائے ہرگز گفتہ نمی تواند مگر یقیناً معلوم می شود کہ یا تیقن جناب بباعثِ الہامات بحدے رسیدہ کہ عقائد ہمہ اہلِ اِسلام در رنگِ عقیدۂ خویش کہ فی الواقع منفرد اند

---

[1] سُورۃ النّساء، آیت ۱۱۱ - ۱۲ [2] سُورۃ النّساء، آیت ۱۱۲ - ۱۲

دراں بنظر می آیند بمعالجۂ ایں بزرگانِ دین علیہم الرضوان چنیں فرمودہ اند کہ در ہر الہام کتاب و سُنّت را معیار باید داشت و با خیر خواہی جناب در حقِ اسلام بغایتے رسیدہ کہ از خوف انکار و عدم قبول تعلیم یافتگانِ لندن اکثر مضامین شرعیہ اکہ مستند آنہا نقل است نہ محض عقل مبدل نمودہ۔ بنہجے بیان فرمودہ می خواہند کہ فرقہ مہذبین بسمع رضا شنوند و اشاعتِ اسلامیہ بحدے رسد کہ تکون الملل کلہا ملۃ واحدۃ بظہور آید لکن ایں خیر خواہی بغیر از تحریف و تبدیل آیاتِ حشر ہرگز ہرگز حسبِ دلخواہ نتیجہ نخواہد داد۔

اصل ہفتم در بیان کیفیّت شخصی کہ خانہ زاد فلاسفۂ یونان وغیرہ در عہدِ قدیم بود مسمّی بقانونِ قدرت و از دستِ سکانِ عرب در عہدِ سُلطان الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام گریختہ مختفی شدہ باز دریں زمانہ فرمانروائے نیچر و مرزائیت گشتہ

اللھم انصر من نصر دین محمّد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من اعرض عن دین محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔

فلاسفہ را چونکہ نظر جزئی بر امور معتادہ مکررۃ العود دوختہ وطبیعۃ کلیہ را مستندِ آثار و احکام آنہا را مقتضی بالطبع دانستہ لاجرم بحکم آنکہ اقتضاء طبعی تغیّر و تبدّل در فردے از افراد اگرچہ ہنوز بعرصہ وجود نساختہ باشد نمی پذیرد قانونِ قدرت

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَّاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

واصحاب کہف وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا باعلی صوت ندا می کنند کہ ہیچ قانونے را حاوی قدرت زعم نہ نمائید۔

ایں جا اسناد کیف تحیی الموتی را زیر نظر باید داشت باز افعال اربعہ ابراہیم را یعنی فَخُذْ اَرْبَعَةً وَفَصُرْهُنَّ وَثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا وَثُمَّ ادْعُهُنَّ مثل آستین باید داشت۔

وہماں احیا حق را مانند دست در آستین و موجب ظہور یأتینك سعیا باید فہمید نہ آں کہ ابراہیم را محی اموات تصور کنی تا کہ مفضی الی الشرك فہمیدہ تاویل نصوص مثل تاویل در تحیی الموتی باذنی در حق عیسٰی علی نبینا و علیہ السلام کنی۔

الحاصل نصوص خود صراحۃً مشعر اند بآنکہ صفت احیاء از حق بود نہ از ابراہیم و عیسٰی لفظ یحیی الموتی در اول وکلمہ باذنی در ثانی شاہد ایں معنی است۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کہ ہمہ تاویلات در امثال ایں مواضع چنانچہ در ازالۃ اوہام مذکورہ شدہ مبنی اند بر ذہول از ما سبق و نیز دانستی کہ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ را محمول بر اطلاق و ظاہر داشتن و ہمچنیں خالدین را یعنی ہر دو را بہ بعد حساب مخصوص نفہمیدن تخطیہ مے کند و واقعہ معراج و ہبوط آدم و عزیر علیہم السلام و بنی اسرائیل بعد احتراق بصاعقۃ و مقتول اوشاں۔

سے سورۃ الکہف، آیت ۲۵ ۱ے سورۃ الحجر، آیت ۴۸

وعذرِ جناب مرزا صاحب در ازالۂ اوہام کہ آمدن رُوحِ عُزیر علیہ السلام بطریقِ عارضی بود ہیچ نفع نمی دہد۔ چہ بر تقدیرِ زندہ شدن عزیر و آمدن رُوح و بعد زندہ گردانیدن بنی اسرائیل و مقتول کما قال تعالیٰ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ[1] وقال سبحانہ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى[2] قضیۂ ما ھم منھا بمُخْرَجِيْنَ وہمچنیں وھم فیھا خالدون صحیح نمانند و ابنِ کثیر و ابنِ جریر ایں جا زندہ ماندن عزیر تا مدت دراز بروایاتِ صحیحہ ذکر کردہ اند مثلِ ایں آفات از تیزیٔ طبعِ خود است والا آیات فی الواقع ہم دیگر تناقض نمی دارند چنانچہ عنقریب خواہی دانست۔

خلاصہ آنکہ ایں قانونِ قدرت از قدیم مصادم و مزاحم ماندہ۔ نصاریٰ را بباعث تعجب ازیں کہ تولد بغیر پدر مخالف قانونِ قدرت است مجرے کشاں بدل را البوادہو ابن اللہ رسانید مشرکینِ عرب را بعد استماع واقعہ اسراء یعنی معراج ببسر تمسخر آوردہ موجبِ انکار بر انکار گردید۔

عاقبۃ الامر از لشکرِ اسلام کہ سلاح اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ[3] در دست وقال سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ[4] در نظر داشتند رُوئے بگریز آوردہ بتے مختفی و محتجب ماند باز دریں ایام فرمانروائے نیچر و مرزائیت گردیدہ۔ اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم افرج عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] سورۃ البقرۃ، آیت ۵۶ ۱۲ [2] سورۃ البقرۃ، آیت ۷۳-۷۴ ۱۲
[3] سورۃ الفتح، آیت ۲۹ ۱۲ [4] سورۃ القمر، آیت ۴۵ ۱۲

اصل ہشتم در بیان آنکہ تصدیق معجزات انبیاءِ سابقین مبنی است بر ایمان و باور نمودن بقرآنِ کریم و بما جاء بہ سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نہ آنکہ ناشی باشد از تفضیل سائر انبیاء بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مثلاً تصدیق نمودن بآنکہ بر دستِ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام احیاء و زندہ گردانیدن جانوران مُردہ ظاہر شدہ بود ایمان است بما جاء فی القرآن نہ ایں کہ ایں تصدیق از فرطِ محبت ابراہیمی یا اعتقادِ فضیلتِ ابراہیمی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔

بعد تمہید ہذا اگر کسے در انکارِ ایں چنیں خوارق برائے جاے دادن در اذہانِ سامعین تمسک بایں فقرہ گیرد کہ العیاذ باللہ ما کے روا داریم و چہ گونہ متصور می شود کہ یک فعل از دستِ سیدنا و آقائے ما محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نہ شود و دیگرے موصوف بدو شدہ باشد و در وقت بیان ایں معنی گو کہ سر جنباں و چشم گریاں و آہِ سرد بر کناں ہم باشد زنہار زنہار ہرگز ایں فقرہ را محمول بر ظاہر و اخلاص و فرطِ محبت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ نمایند بلکہ ایں را از حیلہ ہائے ہماں شخصے کہ مسمی بقانونِ قدرت است دانند و غور کنند کہ ما بر ما جاء بہ الرسول علیہ السلام چرا باور نہ کنیم۔

ایں شخص گویا دشمن در صورتِ محب آمدہ در پئے غارت گری ایمانِ ما است۔

دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ ہمہ ادیان آمدہ و او را کسے ناسخ نہ شدہ و در میدانِ حشر ہمہ انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بمقامِ شفاعتِ کبریٰ متوسل بدو

صلی اللہ علیہ وسلّم خواہند بود۔

ایں دوام عوام رابسندہ است برائے فضیلتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم و ظہورِ خوارق حسبِ مصلحتِ وقت است تفصیل را از کتبِ مطولہ یا از زبانِ علماء شکر اللہ سعیہم بفہمند۔

اصل نہم در تشریح وتوضیح دعوای جناب مرزا صاحب

مدعیٰ جناب ایں است کہ مسیح موعود یعنی آں مسیح ابنِ مریم در احادیثِ صحیحہ وعدہ نزولِ او بر زبانِ وحی ترجمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور گذشتہ مراد ازاں من ہستم نہ آں مسیح ابنِ مریم کہ نبیِ وقتِ خود گذشتہ بدلیل آں کہ نبیِ وقتِ خود فوت گشتہ بشہادتِ قرآنِ کریم کہ اوّل خبر از وعدہ وفات در قولِ او سبحانہٗ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ[1] دادہ بعد ازاں حکایتِ وفات از زبانِ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام در آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ[2] نمودہ وارواحِ صلحاء از بندگانِ خدا عزّ وجلّ بمجرد خروج آنہا از ابدان بعد حضور عند العرش داخلِ جنّت می شوند بحکمِ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ[3] وبحکمِ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ۔ واہلِ جنّت بعد از دخول دراں بیروں کردہ نمی شوند ازاں بحکمِ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ[4]۔ پس احادیثِ صحیحہ کہ خبر از نزولِ مسیح ابنِ مریم دادہ اند نظر بشہادتِ قرآنِ کریم بالضرور تاویل طلب خواہند بود (بیانِ تاویل) گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم می فرمایند کہ مشابہ مسیح ابنِ مریم در بعض اوصاف یک شخص

---

۱ سُورۃ آلِ عمران، آیت ۵۵

۲ سُورۃ المائدۃ، آیت ۱۱۷

۳ سُورۃ الفجر، آیت ۲۹

۴ سُورۃ الحجر، آیت ۴۸

نزول یعنی ظہور خواہد نمود چہ محاورہ قرآن کریم است کہ ظاہر نمودن اشیاء را از پردۂ نیستی تعبیر بہ انزال من السمآء می نمایند چنانچہ وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ باقی ماند اثبات ایں امر کہ آں شخص موعود من ہستم بدلائل الہام و برائے اثبات ایں معنی کہ الہام دلیل است اقوی از سائر دلائل نقل عبارات پیشوائے اہل کشف و شہود محی الدین بن عربی و امام ہمام جلال الدین سیوطی و عبد الوہاب شعرانی عنقریب در ایں رسالہ مے آید ان شآء اللہ تعالیٰ این است خلاصہ دعوی جناب مرزا صاحب و او را چہار پایہ است وفاتِ مسیح و دخولِ جنّت و عدمِ خروج و الہام ایں معنی کہ مسیح موعود توئی شکستن پایۂ اوّل از تفسیرِ آیات عنقریب خواہی دانست۔

وعدمِ خروج را قصۂ عزیر علیہ السلام بالاتفاق و ہبوطِ آدم و حوّا از جنت علی مذہب الجمہور پاش پاش نمودہ شیخ محی الدین ابنِ عربی و اتباع او متفرد اند در اثبات جنّت و نارِ برزخیہ غیر از جنت و نار اخرویہ بدلیل آنکہ اختلاف آثار و احکام دلیل است بر اختلاف محل آنہا در شان جنّتِ اخروی است۔ اُكُلُهَا دَائِمٌ[1]۔ لَا مَقْطُوْعَةٍ[2] وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ۔ و بعد دخول دراں خروج نیست بحکم وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ و حرام است بر دیگرے قبل دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا يَرَوْنَ فِيْهَا[3] شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا۔ و نیز يَوْمَ نَقُوْلُ[4] لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ۔ در شانِ اوست بخلافِ برزخیہ کہ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً[5] وَّعَشِيًّا وکذا النَّارُ يُعْرَضُوْنَ[6] عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا دال

---

[1] سورۃ الرعد، آیت ۳۵ [2] سورۃ الواقعہ، آیت ۳۳ [3] سورۃ الدہر، آیت ۱۳
[4] سورۃ قٓ، آیت ۳۰ [5] سورۃ مریم، آیت ۶۲ [6] سورۃ المؤمن، آیت ۴۶

است بر بُودن صبح و شام درو۔

ونیز بحکم فَاَخۡرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيۡهِ[1] اخراج از وواقع گردیده و بحکم وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ[2] و بمقتضائے فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا[3] منع از ومتحقق وشیطان را قدرتِ دخول دراو ست وحدیثِ خلقتِ آدم و حوّا علیہما السّلام کہ مروی است از ابن مسعود و ابن عبّاس و غیرہم رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین وحدیثِ القبر روضة من ریاض الجنة وحفرة من حفرات النار دال اند بر جنّت و نارِ برزخیہ قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ[4] ارشاد است برائے دخول ہمیں جنّتِ برزخیہ۔

بالجملہ قصّۂ ہبوطِ آدم و حوّا وکذا واقعہ عزیر در جنّتِ برزخیہ بر مسلکِ شیخ بوده پس بعد فرض وفاتِ مسیح خروج او از ہمیں جنّتِ برزخیہ نیز جائز خواہد بود چہ وَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ در شانِ برزخیہ نیست باقی علماء سوائے شیخ قدس سرّہٗ وَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ را حکایت وقت بعد الحساب می دانند۔ لہٰذا بر مسلکِ اوشاں قصّۂ عزیر و ہبوطِ آدم منافی وَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ نمی باشد قصّۂ عزیر جناب مؤلف را کہ قائل بامکانِ خروجِ مسیح از جنّت پایہ سوم دعوٰی را پاش می نماید۔ باقی ماندہ پایہ الہامی اوراالہام محی الدّین ابن عربی و جلال الدّین سیوطی و امثال اوشاں مکذّب است۔

---

[1] سُورۃ البقرۃ، آیت ۳۵
[2] سُورۃ الاعراف، آیت ۱۹
[3] سُورۃ الاعراف، آیت ۲۲
[4] سُورۃ یٰسین، آیت ۲۶

اصلِ دہم دربیان باعثِ تحریر ایں رسالہ

بر ناظران صاحبِ انصاف ومنصفان خالی از اعتساف نیکو روشن است که وجود انسان کامل وظهور برزخ حائل نبی باشد یا ولی در ہر زمانے وقرنے موجب رحمتِ عالمیان وراحتِ اہلِ سعادت می باشد نیکو طالعان سرِتسلیم و ارادت پیشِ او خم می نمایند وشور بختاں از نائره حسد وعناد سرِ انکار ومصادمت مے فرازند۔

بالجملہ فیضان ایں چنیں نعمت مغتنمہ موجب فخرِ بنی نوع است بنائے علیہ از عرصۂ دراز بوقتِ تحرک سلسلۂ کلام علماء درباره جناب موصوف ساکت می ماندم و فریقین را معذور می داشتم بلکہ نظر بانیکہ الحمدُ للّٰہ مظہرِ حقیّتِ اسلام بمقابلۂ اعداء دین پیدا گشتہ وبانیکہ ہمچو جناب مولوی نورالدین مفسر محدث معتقد آنجناب اند ہر کسے را از تفوہ کلمات شنیعہ منع می نمودم۔ عاقبت الامر نوبت بداں رسید کہ بعض سادہ لوحاں از اہلِ علم ہماں اعتراضات مرزا صاحب واتباع اوشاں کہ بر عقیدہ اجماعیہ در ازالۂ اوہام وقول فصیح و ایام الصلح وغیرہ وغیرہ مندرج شدہ بودند بے تحاشی بہ نظرِ تحقیر بلکہ بہ تجہیل وتکفیر در ہر مجلسے بر علماء اسلام از صحابہ الیٰ یومنا ہذا ومشائخ وقت بقید اسامی گفتن شروع کردند۔

از بعض احباب مسموع گشتہ کہ تصنیفاتِ مرزا صاحب ازیں چنیں اعتراضات بہ تمسک نصوصِ قرآنیہ وکلماتِ گستاخانہ در حقِ اہلِ اجماع پر اند بہ بینید فلاں مقام فلاں کتاب لہٰذا علماء وقت در فلاں شہر فلاں جلسہ حکم نموده اند بانچہ نموده اند بعد استماع ایں ماجری وحشت انگیز قدرے متوجہ بہ تصنیفات آں صاحب گردیدم لاریب بغیر از تحریف آیات واحادیث واغالیط در نقل واتہام سلف وخلف ندیدم لکن از جہتِ بے علمی واعتماد الہامی نہ از روئے عناد وانکار بنائے علیہ معذور پنداشتن آں صاحب

راطریق اسلم یافتم حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اوشاں راطریق فہم قرآن فرماید اگر کتاب وسُنت رامعیارِ الہام نمودندے درورطۂ ہلاکت بمعہ اتباع نیفتندے باز بخیال ایں کہ چنداں مایۂ علمی ندارم ولائق ایں توجہ شخصے باید صاحب علم وتقوٰی وذی فراست و الہام چندی سکوت ورزیدم۔ دریں روزہا بعض ازیاراں حسبِ ظن خویش کہ درحق ایں بے ہیچ می دارند باعث قوی برتحریر ایں سطور گشتند و ازالۂ اوہام خود راکہ ازمطالعہ ازادۂ اوہام پیدا شدہ بودند درخواستند ناچار باظہار عقیدۂ خود کہ ہماں عقیدۂ اجماعیہ است پرداختم وعبارتِ ایام الصلح راکہ متعلق ایں مسئلہ بود نوشتہ چیزے کہ برائے دفع غبارِ اعتراض ازچہرۂ مذہب سلف وخلف رضوان اللہ علیہم اجمعین حسب فہم ناقص رُوئے نمود ثبت عجالۂ ہذا کردم وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ[1] واگر کسے جائے کلمۂ گستاخی سر برزدہ باشد ناچار ازنظر بہماں حُجلہ ہائے جناب کہ برعُلماءِ اسلام نمودہ اندخواہد بود وآخرد عوٰینا اَن الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین وآلہٖ وعترتہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

مقصدِ اوّل دربیان معانی آیات کہ تعلق دارند بایں مسئلہ

قولہٗ[2] وفات حضرت عیسٰی علیہ السّلام ازاقرار فرقان حمید ثابت ومتحقق است وآیۃ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کالشمس فی نصف النہار تصریح می کند کہ ہرچہ فساد وخلل در عقائدِ نصاریٰ رایافتہ بعدازوفات جناب عیسٰی بودہ اگر چنانچہ بزعوم حزب نادان است حضرت عیسٰی الی حین زندہ است معًا باید اعتراف کنیم بایں کہ عقائدِ نصاریٰ ببعدیکہ صحیح

---

[1] سُورۃ یُوسف، آیت ۔ ۱۲ [2] ایام الصلح ص۳۷

و مبرّا از شوائب فساد است۔

و معنی توفی ایں جا قطعاً غیر از اماتت و میراندن نہ۔ چنانچہ امام بخاری قول حضرت افقہ الناس ابن عباس مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ را در اصح الکتب آوردہ حدیث کما قال العبد الصالح بجہتِ استظہار و تقویت قول ابن عباس منقول فرمودہ و شارح عینی از اسناد ایں قول بحث کردہ است۔ انتہی۔

اقول جملہ (و معنی توفی ایں جا یعنی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي قطعاً غیر از اماتت و میراندن نہ) دعوٰی است و چنانچہ امام بخاری الخ دلیل او ست۔ گویم اثر ابن عباس یعنی مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ دلالت نمی کند بر قطعیت ارادہ معنی از اماتت از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي از برائے آں کہ ابن عباس خود نظر بآں عقیدہ اجماعی و نص بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ کہ قطعاً دال است بر رفع جسمی چنانچہ عنقریب می آید در مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ الی قول بہ تقدیم و تاخیر کردہ و از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي معنی رفعتنی مراد داشتہ چنانچہ مرفوعاً از ابن عباس بروایت ابی صالح آمدہ و نیز اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس الخ درمنثور و قتادہ از انس ہماں قول بتقدیم و تاخیر را روایت نمودہ و دو اثر باسناد صحیح کما ذکرہ ابن کثیر فی تفسیرہ کہ دال اند بر رفع جسمی و نزول مسیح و شاہد عادل اند بر مذہب ابن عباس زیر آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ[1] عنقریب مذکور خواہند شد پس قول ابن عباس را در مُتَوَفِّيكَ شاہد آوردن بر ارادہ معنی اماتت از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي مغالطہ دادن است۔ ناظرین را ازیں جا بطلان استشہاد بقول ابن عباس بر ارادہ معنی اماتت از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ظاہر گشت۔

ارے اگر بعد ارادہ معنی مُمِيتُكَ از مُتَوَفِّيكَ بشہادت قول ابن عباس

---

[1] سورۃ النساء، آیت ۱۵۹ - ۱۲

بازبرارادہ معنی میراندن از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ اِستدلال گرفتہ شود بایں کہ از مُتَوَفِّيْكَ وعدہ میراندن حسب تفسیرِ ابنِ عباس و از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ تحقق توفی موعود مستفاد می گردد۔ بناءً علیہ از فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ قطعاً معنی اماتت و میراندن مراد است البتّہ وجہے دارد۔ لیکن بریں طریق مخالفتِ مذہب و مسلک ابنِ عبّاس کہ در تفسیرِ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ داشت خواہد بود۔ بیت ؎

توما را ہمیں چاہ کندی براہ　　بسرِ لاجرم خود فتادی بچاہ

مقتدائے ملہمے۔ خدا شناسے راست بازے کے روامی دارد کہ دیگراں را بمخالفت افقه الناس اِتہام نماید و خود در پردہ مسلکے مخالفت گیرد۔ مزید براں نزدِ ناظرین اقتفاء و تاسی بدو ظاہر نمودہ باشد لہٰذا نظر باوصافِ مذکورہ روا نداریم کہ جناب مؤلف صاحب عمداً ایں وفاق ظاہری و خلاف باطنی یا مغالطہ دہی ورزیدہ باشد۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کہ سائر مفسّرین شکر اللہ سعیھم در مُتَوَفِّيْكَ معنی مُمِيْتُكَ چرا نگرفتہ اند بلکہ قابضك یا مستوفی اجلك وغیرہ وغیرہ مراد داشتہ از جہت نظر بہماں وحدت موعود و متحقق چہ بریں تقدیر در یک واقعہ از یک لفظ دو معنی متخالف مراد داشتن در بادی النظر خالی از سخافت نیست اگرچہ بعد غور شواھد تقادیم الکلام و دلیل تعذر ارادہ معنی اماتت ابنِ عبّاس مستقیم می باشد و نیز باید دانست کہ بعد لحاظ آں کہ مطمحِ نظر و مقصود ہمہ مفسّرین رفع ہمہ اشکال است تخالف اوشاں در عقیدہ اجماعیہ متحقق نخواہد گشت۔

البتّہ مخالف ہمہ آں کس خواہد بود کہ در مُتَوَفِّيْكَ و فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ ہر دو معنی اماتت گرفتہ باشد و بطلانِ ایں مسلک را در مقدمہ بشواہد قرآنیہ فہمیدہ باشی آنجا ملاحظہ باید نمود تا ایں جا اِستشہاد مؤلف را بقول افقه الناس نیکو دانستی و از ہمیں قبیل است اِستشہاد جناب در ازالہ اوہام صہ ۳۴۱ سطر آخیر بہ کشاف و بیضاوی و تفسیرِ ابنِ

کثیر ومدارک ومعالم التنزیل بر ارادہ معنی امانت از مُتَوَفِّیك۔

دریں جانقل عبارت کشاف ضروری است تاکہ کیفیتِ استشہاد ولغزش دراں بوضوح آید۔ درکشاف گفتہ متوفيك ای مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمك من ان یقتلك الکفار ومؤخرك الی اجل کتبته لك و ممیتك حتف انفك لا قتلا بایدیهم ورافعك الی ای الی سمائی و مقر ملائکتی ومطهرك من الذین کفروا من سوء جوارهم وخبث صحبتهم وقیل متوفيك قابضك من الارض من توفیت مالی علی فلان اذا استوفیته وقیل ممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الان وقیل متوفی نفسك بالنوم من قوله والتی لم تمت فی منامها ورافعك وانت نائم حتی لا یلحقك خوف وتستیقظ وانت آمن فی السماء انتہی۔

می گوید محرر سطور عفی عنہ ربہ الغفور مقصود صاحبِ کشاف رفع ہماں اشکال است یعنی متوفيك کنایہ است از عصمت برائے بودن توفی ملزوم استیفاء وعصمت۔ بالنظر الی الحصر کہ مستفاد است از انی متوفيك برائے بودن مسند الیہ ضمیر متکلم ومسند صیغہ مشتق چہ فرق صحیح است میانِ انی متوفيك وساتوفيك وہمچنیں مابین انی متوفيك وانی اتوفيك کما لا یخفی علی الماہر استیفاءِ اجل برائے اشتمال او برامتداد وتاخیر اجل منافی نیست برائے حیاتِ مسیح در آسمان وبعد نزول الی ماشاء اللہ۔

پس قول صاحبِ کشاف ومعناه انی عاصمك من ان یقتلك الکفار ومؤخرك الی اجل الخ افادہ دوام نمودہ یکے رد زعم مسیح بافادہ حصر کہ مستفاد است از آوردن مسند الیہ ضمیر متکلم ومسند بہ صیغہ مشتق۔

دوئم[2] بیانِ مقیس الیہ حصر یعنی حصر بالنسبۃ الی المغول بن یعنی یہود و مؤلّف صاحب ازالۂ اوہام صـ۳۴۱ و ممیتك راکہ در قول صاحبِ کشاف واقع است و مدلول تضمنی برائے معنی کنائی سندایں امر آوردہ نزد صاحبِ کشاف و فلاں و فلاں مفسّر نیز مراد از متوفیك ممیتك ہست و نہ فہمیدہ کہ ذکر ممیتك در عبارتِ مذکورہ در ضمن بیانِ معنی مراد واقع گردیدہ زیراکہ خود صاحبِ کشاف بعد ازیں ممیتك را بصیغہ تمریض ذکر کردہ تضعیفِ او می نماید از برائے ہماں وجہ کہ نہ فہمیدی کہ رفع اشکال بریں تقدیر بانضمام قیود خارجہ یا بہ التزامِ تقدیم و تاخیر خواہد بود بخلاف مستوفی اجلك کہ نفس مدلول برائے اشتمال معنی تاخیر اجل منافی حیاتِ مسیح الی الآن نیست۔ بعد فہم مراد صاحب کشاف مقصود عبارت بیضاوی و ہمہ تفاسیر مکشوف بآسانی خواہد بود و معلوم ناظرین شدہ باشد کہ ہمہ مفسّرین راہماں عقیدۂ اجماعیہ زیرِ نظر است و رفع ہماں اشکال مطلوب نہ چنانچہ مؤلّف از قول ہمہ ارادہ ممیتك فہمیدہ اقوال ہمہ را در اَمۡوَاتٌ غَيۡرُ اَحۡيَآءٍ باید دید۔ افسوس کہ جناب مؤلف از ثنا خوانی ابنِ عبّاس بہ لقب افقہ النّاس و اصح الکتب و تفاسیرِ معتبرہ بجائے نفع و ضرر برداشت۔

آرے عَسٰۤى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُمۡ[2] حاکمِ وقت است۔ خیر جناب مؤلّف نیز برطبقِ جزاءِ سیّئۃٍ سیّئۃٌ بمثلہا عمل فرمودہ لقب حزب نادان خواہد داد آمدیم بسر اینکہ حدیث کما قال العبد الصالح بجہت استظہار و تقویّت و قولِ ابنِ عبّاس منقول فرمودہ۔ در حیرتم کہ ایں استنباط از کمال تیزیٔ طبع شمردہ آید یا در سلکِ اعتساف مثل سائر نقول گفتہ شود مستظہر لہ کجا و مستظہر عنہ کجا۔ حدیث کما قال

---

[1] سُورۃ الرعد، آیت ۲۱
[2] سُورۃ البقرۃ، آیت

العبد الصالح درباب قولہ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ الخ وتعليق بخاری درباب قولہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ الخ مذکوراست و دریں باب کہ تعلیق مذکوراست یکے حدیث رأیت عمرو ابن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار الخ از روایت ابی ہریرہ بمتابعات۔

و دیگر حدیث رأیت جهنم يحطم الخ از مرویات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقط ایں دو را امام بخاری اخراج نمودہ۔

اگر گوئی مُسَلَّم کہ جناب مؤلف در گردانیدن (استظہار و تقویت قول ابن عباس) علتِ غائیہ برائے ذکر بخاری در نظر امام بخاری خطا نمودہ لکن فی الواقع تقویت اثر مذکور از حدیث کما قال العبد الصالح مستفاد می شود چہ تشبیہ مشارکت فی الوصف را می خواہد فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ ابن مریم وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ الخ مشارکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ابن مریم در حصول معنی توفی می خواہد و ظاہر است کہ فلما توفیتنی در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی اَمَتَّنِیْ صادق است پس بحکم تشبیہ مسیح ابن مریم نیز مصداق اَمَتَّنِیْ خواہد بود گویم دخول داة تشبیہ قول است نہ مقولہ او پس مفاد کلام نظر بہ تشبیہ بیان مشارکت است در برات از ما احدثوا بعد ہما و بر تقدیر تسلیم والتزام اکمال تشبیہ۔

پس فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ بمعنی رَفَعْتَنِيْ بر ہر دو صادق است کہ در موت ہم رفع رُوح می باشد و اطلاق مادمت فِيْهِمْ بغیر انضمام حیاۃ لفظ منذ فارقتہم در صدر ایں حدیث بدل مُتُّ مؤید ایں معنی است و مانع از ارادہ معنی امات در فلما

لے سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۷

تَوَفَّیْتَنِیْ نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ است کما سیجئ۔

وآنچہ فرمودہ کہ شارح عینی از اسناد ایں قول بحث کردہ گوئیم ارے لکن از طریق علی ابن ابی طلحہ۔ وثقات را از اصحاب جرح وتعدیل کلام است درو۔ چنانچہ قسطلانی تضعیف وعدم ثبوت ملاقات او با ابن عباس ذکر فرمودہ ودر تقریب است علی بن ابی طلحہ سالم مولی بن العباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسۃ صدوق قد یخطی انتہی۔

وفی الخلاصۃ قال احمد لہ اشیاء منکرات وفی المیزان قال احمد بن حنبل لہ اشیاء منکرات قال دحیم لم یسمع علی بن ابی طلحۃ التفسیر عن ابن عباس۔ ومع قطع نظر ازیں مصیبتے دیگر ہمیں علامہ عینی بر سر آوردہ یا زیر نظر جناب نیامدہ است یا قصداً ابرائے بودن او مخالف مدعی متروک گشتہ وآں ایں است وروی ابو نعیم فی کتاب الفتن من حدیث ابن عباس ان عیسٰی اذ ذاک یتزوج فی الارض فیقیم بہا تسع عشرۃ سنۃ الی ان قال وعن ابن عباس یتزوج الی قوم شعیب وختن موسٰی علیہ السلام وھم جذام[2] فیولد لہ فیھم ویقیم تسع عشرۃ سنۃ۔

قولہ آنچہ من می فہمم

شہادتِ کتاب اللہ وگواہی اصح الکتب بعد کتاب اللہ بر وفات حضرت عیسٰی بجہت شفا علیل وارواء غلیل از بس بسند می باشد اول ذکر توفی ورفع در قرآن کریم یکجا بطریق ایعاد یعنی وعدہ دادن آمدہ چنانچہ قولہ تعالٰی یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ومقصود ایں دفع اضطراب واطمینان دہی عیسٰی ابن

---

۱ ایام الصلح ص ۳۷ ۔ ۲ سورۂ آل عمران، آیت ۵۵

مریم است کہ من عاصم و نگہدارندۂ توہستم از دستِ یہود بایں طریق کہ بذاتِ خود نہ بمباشرتِ قتلِ یہود و استیفاءِ اجلِ معین توکنندۂ ام و بردارندۂ ام ترا بجانبِ محلِ ملائکۂ خود۔ کلام در تعینِ ارادہ مراد از مُتَوَفِّیْكَ در قولِ سابق گذشتہ۔ باز ذکر وقوعِ رفع در آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ آمدہ قال اللہ تعالیٰ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔[ل]

ترجمہ۔ بسبب کفرِ ایشاں و گفتنِ ایشاں بر مریم بہتانِ بزرگ (یعنی تہمتِ زنا) و بسبب گفتن کہ ہر آئینہ ما کشتیم مسیح عیسیٰ ابن مریم پیغمبرِ خدا را و نکشتہ بودند او را و بر دار نہ کردہ بودند او را و لکن مشتبہ شدہ برایشاں و ہر آئینہ کسانیکہ اختلاف کردند دربارہ عیسیٰ در شک انداز حالِ او نیست ایشاں را بآں یقینے لکن پیروی ظن می کنند و بیقین نہ کشتہ اند او را بلکہ برداشت او را خدائے تعالیٰ بسوئے خود و ہست خدا غالب استوار کار و نہ باشد ہیچ کس از اہلِ کتاب مگر البتہ ایمان خواہد آورد بعیسیٰ پیش از مُردنِ عیسیٰ و روزِ قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشاں۔ ۱۲

در تفسیر ابن کثیر آوردہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن ابی سنان حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج

[ل] سورۃ النسآء، آیت ۱۵۶ و ۱۵۷۔ ۱۲

علی اصحابہ وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین یعنی فخرج علیھم من عین فی البیت وراسہ یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنی عشر مرۃ بعد ان آمن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثھم سنا فقال لہ اجلس ثم اعاد علیھم فقام ذلک الشاب فقال اجلس ثم اعاد علیھم فقام ذلک الشاب فقال انا فقال ھو انت ذاک فالقی علیہ شبہ عیسٰی ورفع عیسٰی من روزنۃ فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیھود فاخذوا الشبھۃ فقتلوہ ثم صلبوہ فکفر بہ بعضھم اثنی عشر مرۃ بعد ان آمن بہ وافترقوا ثلث فرقات فقالت فرقۃ کان اللہ فینا ماشآء ثم صعد الی السماء وھؤلاء الیعقوبیۃ وقالت فرقۃ کان فینا ابن اللہ ماشآء ثم رفعہ اللہ الیہ وھؤلاء النسطوریۃ وقالت فرقۃ کان فینا عبد اللہ ورسولہ ماشآء اللہ ثم رفعہ اللہ الیہ و ھؤلاء المسلمون فتظاھر الکافرتان علی المسلمۃ فقتلوھا فلم یزل الاسلام طامسا حتی بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وھذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویۃ بنحوہ وکذ ذکر غیر واحد من السلف انہ قال لھم ایکم یلقی علیہ شبھی فیقتل مکانی وھو رفیقی فی الجنۃ۔ انتھی

ابن کثیر بعد اتمام ایں اثر گفتہ کہ اسناد ایں صحیح است بسُوئے ابن عباس و روایت نمودہ است نسائی از ابی کریب از ابی معاویہ بمثل او و ہمچنیں ذکر نمودہ بسیارے از متقدمین کہ گفت عیسٰی حواریانِ خود کدام کس است از شما کہ انگندہ شود برو حُلیہ و صورتِ من و قتل نمودہ شود بجائے من و آں رفیقِ من باشد در جنّت۔ از قولِ ابن

عباس ونظر بہ سیاق آیت سہ امر بظہور پیوستہ یکے آنکہ رفع وبرداشتن جسم مع الروح بود نہ فقط رفع روحانی چہ کسے از حواریین کہ مصاحبِ مسیح بودند در آں خانہ نہ گفتند کہ جسمِ مسیح افتادہ ماند در آں خانہ بلکہ دیدند کہ اللہ تعالیٰ بعد از القاء واندا خین شبیہ عیسےٰ بر شخصے اورا از سقفِ خانہ برداشت۔

دوم تکذیبِ یہود ونصاریٰ بغیر ایں چند نفر حواریان چنانچہ کہ خطا خوردند یہود ہم در قولِ خود (کہ ما قتل نمودیم مسیح ابنِ مریم را وبردار کشیدیم اورا) خطا شدند ودر اشتباہ افتادند۔

آں سبحانہ وتعالیٰ ازیں ماجرا خبر دادہ (وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ) یعنی مکر کردند یہود از جہت آمادہ شدن بر قتلِ مسیح وتشاور دریں امر وحق سبحانہ وتعالیٰ باوشاں معاملہ فرمود (یعنی القاء شبیہ عیسےٰ بر شخصے دیگر) کہ در اشتباہ افتادند۔

ونصاریٰ نیز ماسوائے آں چند کساں باتباع یہود زعم نمودند کہ ہمیں شخص مقتول کہ بردار کشیدہ شدہ است مسیح بودہ۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ تکذیب یہود در قولِ اوشاں کہ (اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ) صراحت بانند (مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ) فرمودہ۔

واز حال نصاریٰ کہ داخل آں بیت نہ بودند با یہود در قول مذکور مشارک شدند بہ آیت (وَاِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ) الخ خبر دادہ سیوم وجہ غلطی در اشتباہ۔

وشہادت قرآن کریم بر رفعِ جسمی بچند وجوہ ثابت می شود یکے از ملاحظہ وعدہ

۱؎ سورۃ آلِ عمران، آیت ۵۴ - ۱۲　　۲؎ سورۃ النساء، آیت ۱۵۷ - ۱۲

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ چہ مقصود ازیں وعدہ دفع اضطراب مسیح بود واطمینان دہی اوکہ ماترا از دستِ ایں ہا امان خواہیم داد و بغیر از ذلّت وخواری در دستِ او شاں بعالمِ بالا خواہیم برد۔

واگر مصلوب وبردار کشیدہ ہماں مسیح بود چنانچہ مزعومِ یہود ونصاریٰ سوائے آں چند کساں وعقیدۂ نیچریہ ومرزائیت ہست پس از وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ چہ منفعت بعیسیٰ رسید۔

بالضرور ایفاء وعدہ وتسکین ہمیں را تقاضا می کند کہ مسیح بالتمام از شرارت وایذاء یہود محفوظ ماندہ بکلّی بسُوئے عالمِ بالا بر داشتہ شود چنانچہ از متوفیک حسب محاورہ توفیت دینی یعنی ہمہ دینِ خود را قبض نمودم نیز ہمیں مفہوم می شود۔

وجہ دوئم آنکہ قولہ تعالیٰ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بحسب محاورہ حکایت ہماں وقت است کہ یہود بزعم مسیح را از ہماں خانہ گرفتہ مقتول ومصلوب نمودہ بودند بناءً علیہ اگر رفع را عام ہم فرض کنیم جسمی باشد یا روحی لابد است از تسلیم ایں کہ مسیح ہمل وقت مرفوع شدہ بود نہ آنکہ بعد از واقعہ صلیب تا زمانہ دراز زندہ ماندہ باز بخطۂ دلپذیر کشمیر در سری نگر مدفون شدہ باشد۔ چنانچہ کہ جناب مرزا صاحب در ایام الصلح ثبت فرمودہ چہ بریں تقدیر رفع رُوحانی بعد مدتے محقق گشتہ ودر وقت واقعہ صلیب زندہ ماندہ۔ پس حکایت ازیں واقعہ بہ ماقتلوہ وماصلبوہ بل بقی حیا ثُمَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بایستے نمود۔

ازیں جا فہمیدہ باشی کہ اتصال رفعہ اللّٰہ الیہ بہ کلمہ بل باعلیٰ صوت ندا میکند کہ رفع مسیح در ہماں وقت شدہ است نہ بعد مرورِ زمانہ۔

وآیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ صراحۃً باطل میکند عقیدۂ مرزائیہ را باقی ماند غور دریں کہ رفع جسمی است یا رفع رُوحی بعد از آنکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ را حکایت ہمہ وقت دانستہ بشہادت اثر ابنِ عبّاس کہ مذکور شدہ است لابد است از تسلیم

ایں کہ رفع جسمی بودہ نہ رُوحی چہ کسے از حواریین کہ داخل آں بیت بودند خبر از افتادہ ماندن لاش مسیح دراں خانہ و باز مدفون شدن[۱] او بفلاں مقام ندادہ۔ باز می گویم کہ مفاد آیت مذکورہ سہ[۳] امر اند۔ یکے تکذیب یہود و نصاریٰ و اتباع اوشاں از نیچریاں و مرزائیاں دریں قول کہ مصلوب مسیح بود و تکذیب یہودی و نصاریٰ فقط دریں کہ مقتول مسیح بود۔

دوئم[۲] بیان وجہ غلطی و اشتباہ یہود کہ بسبب القا رشبہ و حلیہ مسیح بر شخصے در شبہ افتادند۔

سیوم بیان امرے کہ درہماں وقت واقع شدہ بود یعنی رفع جسمی و آں بچہار وجہ است۔ اول[۱] بدلیل وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔

دوئم[۲] بدلیل اتصال رفع بکلمہ بل نہ بقی حیّاً و نظائرہ بداں۔ وجہ سیوم[۳] برائے ثبوت رفع جسمی شہادت کلمہ بل است کہ دلالت می کند بر وحدت[عہ] ماسلب عنہ القتل والصلب و مارفعہ اللہ الیہ و ظاہر است کہ سلب قتل و صلب از جسم مع الروح است پس لامحالہ رفع ہماں جسم مع الروح خواہد بود یعنی آں جسم مع الروح را کہ بزعم خود مقتول و مصلوب دانستہ اند فی الواقع ایں طور نیست بلکہ ما آں جسم مع الروح را برداشتہ ایم بعالم علوی۔

وجہ چہارم آنکہ کلمہ بل برائے ابطال ماقبل خود می باشد وقتیکہ مدخول او جملہ بود مثل وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ[للعہ] اَمْ يَقُوْلُوْنَ[عہ]

عہ احتمال بودن بل ایں جا برائے انتقال از مضمونے بسوئے مضمون دیگر باطل می کند او را ماسیق لاجلہ الکلام یعنی بیان افتراء و کذب یہود ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

للعہ سورۃ الانبیاء، آیت ۲۶ عہ سورۃ المومنون، آیت ۷۰

بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وماقبل ومابعد او متنافی می باشند در تحقق چنانچہ ولدیت وعبودیت وبنوتیت واتیان بالحق در مانحن فیہ لابد است از تحقق تنافی مابین مقتولیت ومصلوبیت ومرفوعیت وآں وقت خواہد بود کہ رفع رفع جسمی باشد چہ مصلوبیت ورفع رُوحانی ہر دو مجامع شدہ می توانند فتامل وانصف۔

بعد از بیانِ رفع حق سبحانہٗ وتعالیٰ می فرماید وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا و در جائے دیگر در بیانِ قصۂ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السّلام بعد ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا وَّاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ فرمودہ گویا بایں کلام در ہر دو مقام دفعِ استعجاب واستبعاد محجوب ومقید قانونِ قدرت می فرماید یعنی زندہ شدن ہر چہار جانوراں بعد تفرق اجزاء آنہا را بر کوہ ہائے مختلفہ بعید وناممکن ندانید وہمیں طور جسمِ عنصری را بر داشتن بعالمِ بالا باعث غیر معتاد بودن او انکار نہ ورزید زیرا کہ اللہ تعالیٰ عزیز بمعنی غالب وتوانا است ایں ہر دو امر مذکور برتر وبیرون از توانائی او نیست وحکیم است افعالِ او خالی از حکمت نیست ایں برداشتن را فضول وعبث تصوّر نہ کنید بلکہ ایں اہتمام خدمت آں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ازلی وشاہدِ لم یزلی ما است تا کہ مسیح بارِ دیگر در حلقۂ غلامان وخلفائے آں فخرِ ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم شمردہ شود واجابتِ دُعاء خود را معائنہ نماید کہ با نالہائے نیم شبی وسوزِ جگر از ما خواستہ بود سخت متعجب ام کہ ایں جا جناب مرزا صاحب قول افقہ الناس ابنِ عبّاس را گذاشتہ وسوق نظمِ قرآنی را پسِ پشت انداختہ روایاتِ متناقضۂ انجیل متی ومرقس یوحنا ولوقا از اہلِ کتاب کہ لَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ شاہدِ حالِ اوشاں راست را گرفتند دقتے بود کہ قولِ ابو ہریرہ بمقابلہ افقہ الناس ابنِ عباس در معرضِ قبول نمی افتاد الحال ابنِ عباس نیز بے اعتبار گشتہ۔ شاید از ہماں تقصیر کہ معنی رفع را در فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ گرفتہ وقول بتقدیم وتاخیر در مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ نمودہ۔ تا ہنوز در فہم نیامدہ کہ الٰہی

باعث ایں اتباع نصاریٰ چیست و موجب ایں تحریف قرآن کریم کیست ۔ در دعوے جناب چہ فائدہ می بخشد ۔ تاویل احادیث و اغماض از تطابق سائر آیات را البتہ وجہے است کہ دعویٰ مفید می اُفتد چہ دعویٰ مسیح موعود بودن بغیر از ثبوت وفاتِ عیسیٰ ابن مریم و بدوں تاویل احادیثِ صحیحہ صورت نہ بندد و لکن اثباتِ مصلوبیت مسیح و استشہاد روایات متناقضہ اناجیل چہ فائدہ می بخشد۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ اوّلاً بیان جرائم یہود فرمایدمنجملہ آنہا و قولہم اِنَّا قَتَلْنَا الخ را ذکر فرمودہ یعنی کذب و افترا اوشاں دریں قول کہ اِنَّا قَتَلْنَا الخ فی الواقع مسیح مصلوب و بر دار کشیدہ بودے بایستے کہ بسلک جرائم ذکر ایں جرم شدید شمردہ شدے ایں راچہ معنی کہ از موجبات لعن یہود و راندن شدن اوشاں بر ذکرِ کذب اکتفا نمودن و از ذکر جرم سنگین سکوت ورزیدن۔

ازیں جا عاقل بادنیٰ تدبر پے می برد و باور می کند بایں کہ جرم صلیب دادن و بر دار کشیدن مسیح در نفس الامر از یہود نبودہ محض بزعم خود شبیہ مسیح را مسیح دانستہ اِنَّا قَتَلْنَا الخ گفتند و چگونہ متصور می شود کہ حضرتِ عیسیٰ ہمہ شب جہت سلامت و عافیت خود از ایذائے یہود زندہ دار دو وعدہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کہ در صورتِ اجابتِ دعا است ہم مؤکد بقولہ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ شدہ باشد عقل باور نہ کند کہ شب ہاہ آبستن سوز و عجز ہمچو عیسیٰ بیچہ اجابت نہ زایند و بر خلاف وعدہ مسیح در دستِ اعداء اللہ نشانہ ضرب ہائے شدیدہ گشتہ کو بہ کو رُسوا و ذلیل شدہ بر سرِ دار آید بعد ایں رُسوائی زندہ شدہ از قبر صعود بآسمان نمودن چنانچہ مزعوم نصاریٰ است یا با وجود ایں رُسوائی قریب بہ ہلاک رسیدہ باز از دستِ یہود نجات یافتن و ایام بقیہ حیات مثل دُزدان بسر کردن چنانچہ مزعوم جناب مرزا صاحب است آیا ہمیں ثمرہ اجابتِ دُعا است وہمیں وعدہ مؤکد را از ذاتیکہ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَلَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد

شاہد مواعید اوست وفا است یا عیسیٰ ابن مریم ہمیں قدر خواستہ بود کہ بسر حد ہلاک و ذلت از دستِ اعداء رسانیدہ باز مر انجات دہی و فرشتہ زن پیلاطوس کہ عامل آں نواحی بود در خواب مُردن مسیح بسر دار می ترسانید کہ مُوجب تباہی و ہلاکتِ شما خواہد شد و گوئیکو نشانہ ظلم ہا د ضربہا و ریشخند و سخرہ خورد و کلال بودن و باز مجض اعداء بسر دار آوردہ چہار میخ نمودن ایں ہمہ را فرشتہ جائز می داشت۔

بالجملہ آیتِ مذکورہ مُکَذّبِ عقیدہ مصلوبیت مسیح است بہ چند وجوہ۔ یکے اکتفا بر ذکر وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا نمودن وصلبھم المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللہ نگفتن دوئم وَمَا صَلَبُوْهُ بشہادت گفت۔ سیوم نظر بہ وعدہ اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ ایں وجوہ ثلثہ از نفس نص ظاہر اند۔

چہارم قول ابن عباسؓ متعلق ایں آیت و مثبت رفع جسمی است بچند وجوہ اوّل آنکہ کلمہ بل کہ برائے ابطال ما قبل است می خواہد وحدت ما نفی عنہ القتل والصلب ومرفوع۔

دوئم بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ نظر بہ وعدہ عصمت و نجات از دستِ اعداء سیوم اتصال رفع بہ کلمہ بل یعنی بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ونگفتن بل بقی حیًا الی مدی الزمان یا عصمناہ وحفظناہ فی ذلک الوقت ثم توفیناہ حتف انفہ۔

چہارم نظر بمدلول رفع کہ بر داشتن است چہ استعمال او حقیقت آنجامی باشد کہ چیز برداشتہ شدہ بالطبع بالا نہ رود و آں جسم عنصری است بخلاف رُوح کہ از عالم علوی است لہٰذا لفظ ارجعی در حق او در يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[1] ورود یافتہ۔

---

[1] سورۃ الفجر، آیت ۳۰ - ۱۲

وگاہے می باشد کہ لفظ رفع را مجازاً در غیر جسم ہم استعمال کنند وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ وَیَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔

پنجم بودن ماقبل بل اضرابیہ و مابعد او متضاد بحسب تحقق بر صاحب انصاف خالی از اعتساف مثل روز روشن شدہ کہ آیت مذکورہ نص جلی و برہان قوی است در رفع عیسٰی بجسدہ العنصری و ہمیں است دلیل در متوفیک و رافعک و دلیل تعیین ارادہ معنی رفع از فلما توفیتنی یا از زہر و یا تعیین ارادہ معنی قبض یا مستوفی اجلک یا ممیتک بعد النزول و رافعک الآن و الاحضار ان مجلس وحی را چہ یارائے آں کہ قول بہ تقدیم و تاخیر بے وجہ نمایند یا در اکثر جائے از یک لفظ معنی مراد داشتہ باز در یک جائے معنی مغایر بے وجہ ارادہ نمایند باقی ماند ازیں جا امر غور طلب یکے آنکہ رفع بجسدہ العنصری را عقل قبول نمی کند دوم بحکم وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ نکوس تا دو ہزار سال منافی حیات است۔

سیوم بغیر غذا و طعام حیات را بسر کردن بمقتضی وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ باطل است جواب ازیں استعجاب و امثال او در دفع اعتراضات مؤلف عنقریب می آید قدرے انتظار باید کشید۔

سوال۔ چونکہ از بودن آیت مذکورہ نص در رفع جسمی بطلان تواتر است واز بطلان او حکم از احکام شرع در دست مانمی ماند مع آنکہ ائمہ دین او را

۱؎ سورۃ الم نشرح، آیت ۴ ۔ ۱۲ ۲؎ سورۃ المجادلہ، آیت ۱۱ ۔ ۱۲

۳؎ سورۃ یٰسین، آیت ۶۸ ۔ ۱۲ ۴؎ سورۃ الانبیاء، آیت ۸ ۔ ۱۲

مفید یقین قرار دادہ اند بناءً علیہ تواتر یہود و نصاریٰ دلیل صارف است از ارادۂ رفعِ جسمی و ما یثبتہ۔

گویم۔ تواتر عبارت است از خبر دادن قوم کثیر کہ محال باشد نظر بکثرت اوشاں اتفاق بر کذب و ہر یک را تصدیق بہ خبر خود باشد چہ ظاہر است کہ از انضمام قضایا مشکوکہ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ بغیر از تودہ ہائے تصورات چہ حاصل۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ایں جا از حالِ مخبراں اعلام مے فرماید کہ کسے را تصدیق بہ مقتولیت و مصلوبیتِ مسیح نیست وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ولفظ ظن در مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ بمعنی شک است نہ مقابلہ شک صرح بہ اہل التحقیق من المفسرین تفسیر روح البیان و کبیر و علامہ ابو السعود را ملاحظہ باید فرمود۔

سوال۔ قصہ قتل و صلب مسیح و باز مدفون شدن او در باغے کہ متصل صلیب محل بود بعدہٗ خالی ماندن آں قبر از زبانِ مصاحبانِ عیسٰی ابنِ مریم در انجیل ثبت است و عقل باور نکند کہ حواریاں بلا وجہ در بیانِ ایں واقعہ دروغ گفتہ باشند۔

جواب۔ بعد از ثبوت واقعیت امرے از قرآنِ کریم بشہادت سیاق و تفسیرِ صحابہ مارا اجازتِ رجوع بسوئے کتبِ محرفہ نیست و ارشاد فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ مشروط است بعدمِ علم و مارا چونکہ دریں مسئلہ خبر منصوصے کہ مجمع علیہ اہل الاسلام از قرنِ صحابہ الیٰ یومنا ہٰذا در دست است باز رجوع بجانبِ اسرائیلیات چہ معنی دارد۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ می فرماید يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

۱؎ سورۃ النحل، آیت ۴۳ ۔ ۱۲ ۲؎ سورۃ المائدہ، آیت ۱۶ ۔ ۱۲

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ تحریفاتِ اہلِ کتاب را خود قرآنِ کریم مبین است مسلمان را اصلاً بر اخبارِ کتبِ محرفہ اعتبار نہ باید کرد کہ روایتِ ایں کتب بسندِ متصل ثابت نیست۔ عیسائیاں خود قائل اند کہ بعض جملہا در کتابِ موسٰے دلالت می دارند کہ ایں کلامِ موسٰی نیست بلکہ از ملحقاتِ عزیر اند۔

می گوئیم ایں کلامِ ایشاں غلط است و اتہام محض بر عزیر و در کتابِ اوّل صموئیل بابِ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم ظاہر است کہ صندوقے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام باہتمامِ کثیر از طلا مرصع و بند نمودہ بود حسب تصریحاتِ تورات و احکام مجاورت او بیان نمودہ بود ہنوز کسے از نشانِ او خبر نمی دہد۔

می گوئیم ازیں معلوم می شود کہ نقول او منتشرہ نہ شدہ پس مجموعہ تورات چہ گونہ قابلِ اعتبار ماندہ و در تواریخ تالیفِ اناجیلِ اربعہ چنداں اختلاف فاحش افتادہ کہ ہیچ سندِ متصل او در دست نمی آید و اختلاف و تحریفات و مفاسد کتبِ عہدِ عتیق یعنی کہنہ و عہدِ جدید بحدے واقعہ اند کہ اگر کسے بنویسد یک کتابے مستقل عظیم الحجم تیار گردد ازاں جملہ اربانوس ہشتم صاحب کلیسائے روم قدیم در سنہ یک ہزار و شش صد و بست و پنج عیسوی در زبانِ عربی و لاطینی بہ اعانتِ اکثر علماءِ مسیحی نویسانیدہ بود یک مقدمہ در صفتِ بیبل نوشتہ ازو واضح است کہ در اصل کتب بیبل عبرانی باشد یا یونانی نقصان و فساد و خرابی ہا واقع شدہ و در ترجمہ عربی قدیم بسا غلطی ہا واقع است ازیں جہت پوپ سرکس ہارونی باستجازت پوپ کلاں اربانوس آمن اکثر علماء مسیحی عبرانی و یونانی عربی اہلِ لسان را جمع کردہ ایں نسخہ نمودہ و اختلاف فقط در ترجمہ عربی نیست بلکہ عبرانی و یونانی یعنی اصل نسخہ تورایت و انجیل را ہمیں حال است و

سببش آں کہ انبیاء سابقہ و پوپانِ سالفہ عمداً ازیں چشم پوشی نمودہ از برائے آنکہ رُوح القدس نمی خواہد کہ کلامِ خداوندِ عزّوجل مقید قوانینِ نحویہ ایجاد شدہ بندگان باشد این است خلاصۂ آں مقدّمہ۔

ازیں جا ظاہر گشت کہ ایں کتب قابلِ اعتبار نہ ماندہ چہ ظاہر است کہ در دستاویزِ وقوعِ ایں چنیں اختلافات و نقصانات موجبِ بے اعتباری دستاویز می باشد و ایں اختلافاتِ کثیرہ را محمول بر سہوِ کاتب نمودہ خالی از حماقت نے و مسیحیاں را در ایں چنیں فقرات کہ منسوب الیہ آنہا انبیاء و اتباعِ اوشاں شدہ نمی توانند عذرے بغیر ایں نیست کہ کسے دیگر الحاق نمودہ باشد۔ وَرَجْمًا بِالْغَیْبِ می گویند در حق بعض فقرات کہ کسے بنی لاحق کردہ باشد و در نسبتِ الحاق ہم سندِ ندارند بایں ہمہ پادریاں برائے اغواءِ عوام می گویند کہ در کتب اسناد و ادلہ قطعیہ چنیں و چنیں ثابت شدہ روایتے از روایاتِ مختلفہ توریت مشتِ نمونہ از خروارے دریں جا ذکر نمودہ می شود باقی را بریں قیاس باید نمود۔

در کتابِ پیدائش بابِ چہل و ششم و درسِ چہارم وعدہ خداء عزوجل بحضرت یعقوب علیہ السلام در ترجمہ ہندیہ ۱۸۲۲ء من با تو در مصر خواہم رفت و باز ترا گشتانده خواہم آورد و یوسف دستِ خود بر چشم ہائے تو خواہد نہاد و در ہندیہ ۱۸۴۲ء من با تو در مصر خواہم رفت و ترا ضرور گشتانده خواہم آورد و در فارسیہ ۱۸۳۹ء من با تو روانہ مصر خواہم شد و من نیز ترا باز خواہم آورد و ترجمہ انگریزیہ ۱۸۱۹ء و ۱۸۳۰ء و ۱۸۳۵ء و ۱۸۳۶ء کہ علمائے پروٹسٹنٹ کردہ است ہمہ ایں موافق اند و ترجمہ ۱۸۴۰ء کہ رومن کاتلک کردہ موافق است مطابق ایں تراجم وعدہ باز آوردن و اپس مقرر بود حال آنکہ یعقوب علیہ السلام را زندہ باز گشتن از مصر نصیب نہ شد۔ طرفہ دیگر ایں است کہ بظاہر مسیحیاں ادب توریت می کنند مگر در حقیقت از اقوالِ سلف اوشاں معلوم می شود کہ نہ توریت قابلِ ادب و نہ مصنفِ او۔ چنانچہ

پولوس مقدس کہ نزدِ مسیحیاں یکے از حواریاں است در درسِ ہیجدہم باب ہفتم نامہ عبرانیاں مے نویسد ہندیہ ۱۸۴۲ء پس حکمِ سابق یعنی توریت برائے ایں کہ کم قوت و عبث بود بطلان پذیر است و در ہندیہ ۱۸۴۱ء می نویسد اگر آں وثیقۂ اول بے عیب نہ بودے تلاشِ دیگرے راجائے نبودے۔

لوتھر صاحب کہ از اعاظم عُلماء و مصلحانِ دینِ عیسوی است در کتاب ہائے خود می نویسد کہ مانہ شنویم و نہ بینیم موسیٰ را زیراکہ او محض برائے یہودیاں بود و او را با ما در کسے چیز علاقہ نیست۔ و در کتاب دیگر می نویسد کہ ماقبول نخواہیم نمود موسیٰ را و نہ توریتِ او را از برائے آنکہ او دشمنِ عیسیٰ بود۔ باز می نویسد کہ موسیٰ اوستادِ جلاداں بود۔ باز می نویسد کہ دہ احکام را با عیسائیاں ہیچ علاقہ نیست قابلِ اخراج اند تاکہ ہمہ بدعت موقوف شود زیرانکہ ایں احکام چشمہ ہمہ بدعتہا است۔

گویَم چونکہ در توریت حکمِ توحید و تعظیمِ والدین و تعظیمِ یوم السبت و منع بُت پرستی و قتل و زنا و دُزدی و ایذائے ہمسایہ بتاکید آمدہ۔

بارشادِ لوتھر صاحب باید کہ شرک و بُت پرستی و ہتکِ والدین و جوازِ قتل و زنا و سرقہ و ایذائے ہمسایہ ہمہ داخلِ دینِ عیسوی باشند۔

شمہ از احوالِ کتبِ عہدِ جدید یعنی عہدِ عیسوی باید شنید اول آنکہ مطابق مذہب عیسائیاں نامدار انجیل متی کہ در عبری بود از عالم گم است صرف ترجمہ یونانی کہ نامِ مترجمِ او نامعلوم موجود است۔

بعض عیسائیاں بابِ اوّل و دوم ایں را الحاقی می گفتند و بعض نسخہائے ترجمہ لاطینی نسب نامہ را ازیں انجیل علیحدہ نمودہ است و انجیل مرقس ہم بقول چند علماء مسیحی گم است صرف ترجمہ یونانی موجود است و بعض متقدمین را بر بابِ اخیرِ او شبہ بود و بعض عُلماء در بعضے مواضع باب بست و دوم و ہم چنیں بابین اوّلین از انجیلِ لوقا شبہ

می داشتند ولوتھر صاحب رابریں سنہ ۳ اناجیل یعنی متی ومرقس ولوقا شُبہ بود ونزدِاُو صرف انجیلِ یوحنا صحیح ہست۔

ویکے از اعاظم علماء مسیحیاں می گوید کہ ایں انجیل کہ منسُوب بسوئے یوحنا است تصنیفِ او نیست کسے دیگر عیسائی در صدی دوئم بنامِ او نوشتہ۔ ونزد بعض عُلمائے عیسائیان وقت تالیفِ اناجیلِ اربعہ بروایتِ معتبرہ ثابت نیست۔ و نامہ تیتی و نامہ فلیمون وہر دو نامہ تمتی را بعض علماء مردُود شمردہ وہیچ سند ایں امر نیست کہ نامہ عبرانیاں راپولوس نوشتہ ونامہ دوم پیترس ونامہ دوم وسوم یوحنا و نامہ یعقوب ونامہ یہوُدا وبعض فقرات نامہ اوّل یوحنا ومشاہداتِ یوحنا را حال چنیں ابتراست کہ قابلِ گفت ونوشت نیست تعصبا بلا سند ایں ہارا بسوئے حواریاں منسُوب می کنند وبسیارے از علماء انکار ایں ہا کردہ ودر کونسلیکہ در سنہ ۳۲۵ منعقدہ شدہ بود نزد جمہُور واجب التسلیم نہ شدہ بعض قدماء مشاہدات را تصنیف ملحد می گفتند وجلسہ کہ در سنہ ۳۶۴ منعقدہ شدہ بود ایں کتاب خارج ماندہ مگر از کونسل سنہ ۳۹۷ عیسائیاں ایں را مسلم می دارند لکن اہلِ ایں کونسل را سندے نیست۔

ونیز باید دانست در طبقہ اولی مسیحیہ جعلسازی شدہ بود چنانچہ کلام لوقا و پولوس شاہد بریں است ومفسّرینِ عیسائیاں نیز در تفاسیرِ خود می نویسند ونیز باقرار مفسّرین علماء مسیحیاں دریں انجیل در بسیار مواضع الحاق شدہ۔

ونیز علماء مسیحیاں می گویند کہ تحریر انجیل نویساں از وہم وغلطی خالی نیست و نیز علماء مسیحیاں قائل اند بایں کہ جمیع تحریرات انبیاء اسرائیلیہ وحواریاں الہامی نمی باشند وہم حواریاں بعد نزولِ رُوح القدس غلطی کردہ حتیٰ کہ پطرس ہم۔ ونیز باقرار علماء مسیحیاں گناہِ کبیرہ مثلِ ریا وبُت پرستی وکذب از انبیاء وحواریاں ثابت شدہ و در تبلیغ وحی کذب از وشاں یافتہ می شود۔

ونیز صدورِ کرامت ومعجزہ دلیلِ نبوّت نزدِ اوشاں نیست بلکہ نزدِ اہلِ کتاب دلیلِ ایماں ہم نیست۔ پس ازیں ہمہ کہ شنیدی ظاہر گشتہ کہ مجموعہ انجیل را نہ سندے است و نہ ہمہ اش الہامی است زیرا کہ انجیل متی از جہان گم شدہ صرف ترجمہ یونانی باقی است و مرقس ولوقا نہ حواری اند و نہ کلامِ اوشاں الہامی پس ایں ہر سہ یقیناً تحریر حواریاں نیست۔ باز ایں ہر سہ را کلامِ نبوّت گفتن خلافِ انصاف است بلکہ بمنزلۂ سائر تواریخ است باقی ماند نامۂ دوم بطرس و نامۂ دوم وسوم یوحنا و نامۂ یعقوب نامۂ یہودا و کتابِ مشاہداتِ اہلِ اسلام ایں ہارا اصلاً الہامی نمی گویند و پولوس را مانہ از حواریاں می شماریم و نہ صاحبِ الہام زیرا کہ باقرارِ عیسائیاں ثابت شدہ کہ کلامِ او از غلطی پاک نیست۔

قطع نظر ازیں ہمہ کہ گفتم دریں صورت انجیل فقط اقوالِ حضرتِ عیسٰی اند بروایتِ آحاد پس شاں حکم اخبارِ آحاد خواہد بود مادام کہ دلیل نقل مخالف ایں ہا نبود مقبول خواہند شد والا فلا در ما نحن فیہ رفع جسمی چونکہ ثبوت او از نص و اخبارِ متواترہ شدہ چہ تصدیق بنزول فرع تصدیق برفع است روایتِ انجیل بمقابلۂ آنہا مقبول نیست۔ ارے اگر ممکن التاویل است ماوّل والا محالا علی وہم الراوی متروک خواہد بود نباید کہ کسے بآنہا سند گیرد بغیر اینکہ بطریقِ دلیل الزامی بیان کند۔ ونیز منجملۂ اسبابِ خرابی ہا کتب مقدسہ تباہی یہود است کہ در عہدِ بخت نصر پریشاں واقع شدہ وہیکل را منہدم نمودہ شد و اکثر یہود مقتول و محبوس شدند نسخہائے قدیمہ عہدِ عتیق کہ تا آں وقت موجود بودند ہمگی برباد شدہ اگر عزیر علیہ السلام باز از سرِ نو توریت را نہ نوشتے دراں وقت ہم کلامِ نبوّت نزدِ کسے بطریقِ صحت نبودے۔

ازاں جملہ آفتے دیگر بسرِ یہود تاخت آورد و دراں ہمہ نسخہائے عزیر علیہ السلام ہم برباد شدند۔ در بابِ اوّل کتاب اوّل مقابیس مذکور است کہ اینٹوکس شہنشاہِ

فرنگستان اورشلیم را فتح نموده ہمہ نسخہائے کتب عہدِ عتیق کہ دستیاب شدہ ہمہ را پارہ پارہ کردہ سوخت۔

ازاں جملہ قریب سی و ہفت (۳۷) سال از عروجِ مسیح حادثہ طیطوس رومی بودہ کہ در و یازدہ لکھ یہودی مقتول و نود ہزار اسیر شد۔

ازاں جملہ سی (۳۰) سال بعد عروجِ مسیح بسببِ عداوت شہنشاہانِ فرنگستان بر طبقۂ اولی مسیحیاں آفت ہائے بے شمار آمدہ کہ مقتول و جلاوطن نمود شدند و رو شاں بطرس حواری بمعہ زوجہ و نیز پولوس مقتول گشتہ و یوحنا جلاوطن کردہ شدہ و ایں آفت ہا تا سہ (۳) صد سال بر پائے ماندند۔ دریں اثنا ہر قدر کہ از کتبِ مقدسہ بدست می آمد بحکمِ شہنشاہِ فرنگستان قریب سنہ ۳۰۳ عیسوی سوزانیدہ می شدند چنانچہ لارڈنر در جلد ہفتم تفسیرِ خود بر صفحہ ۵۲۳ می نویسد کہ در ماہ مارچ سنہ ۱۹ جلوس دیوکلشین فرمان جاری شدہ کہ کلیسہا منہدم و کتب سوزانیدہ شوند۔

ازاں جملہ تا پانزدہ صد سال از عہدِ حواریین در معابدِ عیسائیہ ترجمہ یونانی مستعمل بود و جمہور سلف اوشاں متوجہ بجانبِ عبری نمی بودند غالباً فرقہ یہود کہ در شرارت ضرب المثل اند فرصتِ تحریف یافتہ یک مجلس منعقد نمودند و ہمہ نسخہا را کہ مخالف نسخۂ اوشاں بود الزام غلطی و اختلاف نمودہ بسوختند۔ لہٰذا علمائے مسیحیین را کہ در سنہ ۱۸۰۰ء بنا بر تصحیحِ کتبِ مقدس مستعد شوند۔ ہیچ نسخہ کامل عبری ایں چنیں دستیاب نہ شدہ کہ پیش از صدی دہم باشد چنانچہ ہارن صاحب در تفسیرِ خود جلد دوم می نویسد۔

ازاں جملہ در سنہ ۵۳۳ھ بر اکثر فرقہا حکمرانی پوپان شروع شدہ و در سنہ ۵۸۳ تسلطِ اوشاں بخوبی گشتہ ڈاکٹر مل چونکہ نسخہائے عہدِ جدید باہم مقابل نمود در بیست (۲۰۰۰۰) ہزار مقام نشانِ اختلاف داد و یک عالم عیسائی مقابلہ سہ صد و پنجاہ و پنج (۳۵۵) نمود یک لکھ و پنجاہ ہزار اختلاف را نشان داد۔

ازیں جا عاقل می فهمد که اگر همه نسخها مقابله نموده شوند چه قدر اختلافات ثابت باشند جناب مولوی ابوالمحسن حسن صاحب مرحوم کاکوروی در کتاب[1] خود می نویسد که من از یکے معتمد انگریزی داں شنیده ام که حضرت عیسٰی درباره گفتگو مصلوب شدن فرمود که بربناء یقیں بداں که اگرچه گناه حقیر تر باشد حق سبحانهٗ وتعالیٰ سزائے ادمی دہد۔ والدهٔ من وحواریانِ من بغرضِ دنیا بامن محبت نمودند الله تعالیٰ از ناخوشی وشیوهٔ عدالت خود خواست که سزائے عقیدهٔ اوشاں در دُنیا باوشاں دہد تاکه از عذابِ دوزخ نجات یابند۔ ومن اگرچه در دُنیا بے قصور بودم مگر چونکه بعضے مرد ماں مرا خدا و پسرِ خدا گفتند حق سبحانهٗ وتعالیٰ را ایں سخن ناخوش آمد وخواست که بروزِ حشر شیاطین برمن خنده نه کنند لهٰذا از عنایتِ خود ہمیں را بہتر دانست که دریں عالم از موتِ یہود تضحیک من بوقوع آید و ہر شخصے بہ نسبتِ من گمان کند که عیسٰی ابن مریم بردار کشیده شد مگر ایں همه تضحیک

---

[1] مُرادازیں کتاب تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء هست که در دو جلد است واز نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی آفسٹ طبع شده است قبل ازیں دیوبند شائع شده بود مگر ہنوز نایاب بود۔ مؤلف مولانا ابوالمحسن حسن کاکوروی مرحوم متوفی ۱۳۰۱ھ دریں کتاب در احوالِ حضرت عیسٰی علیہ السلام بعنوان حال تحریفِ کتب قدیمه وحال کتب جدیده بتفصیل از تحریفِ اہلِ کتاب وقابلِ اعتماد نبودن موجوده کتبِ ایشاں بحواله رساله استفسار مؤلفه مولوی آلِ حسن موہانی متوفی ۱۲۸۷ھ وبعض معلوماتِ ذاتیه خود تحریر فرموده که در ردِ میزان الحق مؤلفه پادری فانڈر بود وکتاب اظهار الحق مؤلفه مولانا رحمت الله مهاجر مکی متوفی ۱۳۰۸ھ ۱۹۰۱ء که از عقیدت منداں حضرت مؤلف پیر صاحبؒ بود در ردِ کتاب میزان الحق مؤلفه پادری مذکور قابلِ دید است که در مصر بعربی طبع شده بود ومقصد حضرت مؤلف پیر صاحب رحمة الله علیه از نقل کردن ایں مضمون زیاده تر ردِ مرزا قادیانی است که او در بارهٔ وفاتِ عیسٰی علیه السلام استدلال از کتبِ اہلِ کتاب کرده وقرآن وحدیث وتاریخ اسلامی را پسِ پشت انداخته بود۔ ۱۲ فیض احمد عفی عنه

تا وقتِ تشریف آوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہد ماند چونکہ او در دنیا خواہد آمد ہر یک ایمان دار را ازیں غلطی آگاہی خواہد نمود و از دل اوشاں ایں اشتباہ کہ مقتول و مصلوب بودن شبیہ مرا مقتول و مصلوب بودن من انگاشتہ بودند خواہد برداشت۔ انتہی

ومن تحقیق ایں سخن از مسٹر چارلس فرکس تھامسن صاحب جج مینپوری نمودم او انجیل مذکور یعنی انجیل برنباہ گرفتہ گفت درست است لکن ایں انجیل جعلی است بجواب او گفتم کہ ایں کتاب کہنہ است پیش از زمانِ بعثت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بصد ہا سال نوشتہ شدہ دریں جعل چہ گونہ راہ یافتہ گفت کہ بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسے محمدی ایں فقرات را الحاق نمودہ گفتم کہ شما حاکمِ عدالت اید ایں چنیں سخن بلا سند گفتی خلافِ فطانت است اگر نام شخص محرّف و زمانہ تحریف بیان کنید البتہ موجب خاموشی من خواہد بود یا کسے نسخہ کہنہ کہ ثابت از زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد و ایں پیش بودن او باسنادِ متصل ثابت شود صرف کہنہ بودن کاغذ دلیل شدہ نمی تواند باز جواب ایں نداد و گفت چرا دلیل نباشد گفتم چونکہ در کار و بارِ دنیوی حکامِ عدالت صرف از کہنہ بودن کاغذ وثیقت تاریخ زمانہ سابق بودن او از زمانہ سابق باور نمی کنند پس در نزاع دینی چگونہ دستاویز قابل اعتبار خواہد بود خصوصاً چونکہ دراں زمانہ مقتدیانِ دین خائن و دغاباز بودند ثبوتِ ایں امر بگواہی حضرت ارمیا و اشعیا و حضرت عیسیٰ علیہ السلام و بیان پطرس و پولوس محقق است۔

ف از روئے تحریر جناب قدوۃ المحدثین و عمدۃ المحققین مولانا و اولنا محمد رفیع الدین دہلوی قدس سرّہ العزیز معلوم می شود کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در سال پنج ہزار و ششصد و ہفدہ سال ہبوطی بر آسمان مرفوع گشتہ یعنی از ہبوطِ آدم علیہ السلام ایں قدر زمانہ گذشتہ بود و ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام در سورۃ بقرۃ و سورۃ نساء و مائدہ و مومنون و

مریم و یہود آمدہ ۔ انتہیٰ[1]

بازآمدیم بسراین آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بعد بیانِ تکذیب یہود واتباعِ اوشاں از نصاریٰ و بیان مشکک بودن اوشاں درباره قتل وصلب مسیح می فرماید کہ اگرچہ مشکک اند دریں امر کہ مستلزم تشکیک است درحیات ورفع جسمی مسیح بشهادت استعجاب واستبعادِ عقل لکن ہریک را از اہلِ کتاب موجوده بالضرور باور خواہند نمود بعدم قتل وصلب مسیح کہ مستلزم حیات ورفع جسمی مسیح است پیش از موتِ مسیح یعنی وقتیکہ نزول خواہد نمود۔

ابوہریرہ بعد بیانِ حدیث والذی نفسی بیدہ لیوشکن الخ یعنی فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ قسم می خورم بآں خداوندے کہ جانِ من در دستِ اوست کہ بالضرور نزول خواہد نمود ابن مریم الخ آیت مذکوره را در محل استشہاد می خواند ومحتمل است کہ استشہاد بآیت از تتمہ حدیث باشد بریں تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیتِ مذکوره را شاہد بر نزولِ مسیح ابن مریم می آرند بر عاقلے بعید از اعتساف مخفی نیست کہ نزولِ مسیح بعد مرورِ چندیں مدت چونکہ مالوف ومانوس طبائع جزئیہ نبود لاجرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں واقعہ را بہ قسم وبتاکید نون ثقیلہ واستشہاد بآیتِ مذکوره بیان فرموده۔

وبر تقدیر بودن مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شخصے کہ مماثل مسیح ابنِ مریم در بعض صفات چہ احتیاج بود بقسم خوردن وتاکید واستشہاد۔ ابنِ کثیر بعد نقل اقوال دریں آیت بصیغۂ حصر گفتہ کہ ہمیں است صحیح لاغیر ومناسب بسیاقِ آیت اگر گوئی بریں تقدیر کذبِ آیت لازم می آید العیاذ باللہ زیراکہ معنیٰ او بمقتضائے استغراق آں است

---

[1] تا ایں مقام بعض ضروری حوالہ جات از کتابِ تفریح الاذکیا نقل نموده شدند۔ ۱۲

کہ ہر یک از اہلِ کتاب ایمان بعیسٰی خواہند آورد وایں چگونہ متصور می شود چہ قبل از نزول مسیح لکھوکھا اہلِ کتاب مُردہ باشند وہمیں اعتراض مرزا صاحب بر معنی مذکور ایراد فرمُود؟

گویم چونکہ استثناء از منفی ایجاب می باشد وصدق ایجاب بغیر وجود مثبت لہ متصور نے. بناءً علیہ حکم ایجابی قرینہ است بریں کہ مُراد اہلِ کتاب ہمانند کہ موجود خواہند بود در آں وقت نمی بینی کہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ در یں جا حکم ایجابی دال است بر تخصیص شَیْءٍ بموجود چنانچہ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ[1] شاہد است براں ومعنیٔ ثانی کہ مبنی است بر ارجاعِ ضمیر بجانبِ اہلِ کتاب مناسب سیاق آیت نیست بلکہ بیان واقع است کہ ہر یکے از اہلِ کتاب وقت موت خود ایمان خواہد آورد بہ عیسٰی وقت معاینہ صورتِ عیسٰی وتجلی او براں وواقعیت مضمونے مستلزم آں نیست کہ مدلول ومراد کلام قرار دادہ شود بغیر شہادت مقام کما ذکرہ ابن کثیر فی ہذا المحل وعجب است از جناب مرزا صاحب کہ در ازالہ اوہام زیر ایں آیت مسلکے گرفتہ ہمہ اش مبنی است بر مزعوم او در وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ بتمامہ تحریف است اصلا بوئے از و بمشامِ ادراک حضار مجلسِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام ومحاورہ داں وسائر اہلِ اسلام الٰی یومنا ہذا نہ رسیدہ۔

دربیانِ معنی آیت می فرمایند نیست کسے از اہلِ کتاب کہ او را ایمان بتحقیق بالا بہ نسبتِ خیالاتِ اوشاں دربارہ مقتول ومصلوب شدن مسیح نشدہ باشد یعنی ہر کسے تصدیق بمضمونِ مذکور داشتہ است کہ ما دراں واقعہ مشکک ایم (قبل موتہ) قبل آنکہ ایمان بموتِ مسیح داشتہ باشد یعنی تصدیق بموتِ مسیح نمی دارند وما اوشاں را خبر می دہیم کہ مسیح مُردہ است۔

---

[1] سورۃ الحجر، پارہ ۱۴ - ۱۲

می گویم از آیتِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ چنانچہ بیان نمودہ شد کالشمس فِیْ نِصْفِ النَّهَار روشن شدہ کہ مسیح را رفعِ جسمی حاصل گشت و الی الآن زندہ است بر آسمان بناءً علیہ معنی آیت هٰذہ کہ چنانچہ جناب مرزا صاحب بیان فرمودہ مناقض است بآیت مذکورہ و مخالف است از تفسیرِ ابن عباس و ابوہریرہ کہ دریں آیت فرمودہ اند۔

تفسیرِ ابنِ کثیر را ایں جا ملاحظہ باید فرمود و نیز موقوف است بر استعمال مضارع مؤکد بنون تاکید در معنی ماضی و دونہ خرط القتاد و نیز تقدیر قبل ان یؤمنوا بموتہ قطع نظر از تناقض بآیتِ مذکورہ اعنی بل رفعہ اللہ الیہ مساعدت نمی کند و او را شاہدے از کتاب و سنت و کلام عرب در امثال ایں چنیں مواضع۔ سبحان اللہ آں وقت ہم بود کہ جوشِ صداقت و دیانت قولِ ابنِ عباس را در تقدیم و تاخیر یاد و معنی رفع در فلما توفیتنی داخلِ تحریف و الحاد می شمرد و ایں جا نو دخلافِ سیاق و نصوص بر عایت مہذبانِ لندن مسلکے گرفتہ و باور کنندگان تفسیرِ ابن عباسؓ و ابوہریرہ را کہ سیاق معاضد است برائے او بہ لفظ حزب ناداں و نابینا و بادیہ نشینانِ عرب یاد فرمودہ بعد ازاں در ازالہ می فرمایند کہ خدا تعالیٰ ایں معنی را بر بندہ بطریقِ کشف ظاہر نمودہ است و ایں ابیات را بطریقِ شکریہ و اظہار النعمۃ نوشتہ۔

اے خدا جانم بر اسرارت فدا — امیاں را می دہی فہم و ذکا
در جہانت ہمچو من امی کجاست — در جہالتہا مرا نشو و نما است
کہ مکی بودم مرا کردی بشر — من عجب تر از مسیحی بے پدر

گویم آرے بحکم آنکہ عارف وقتے کہ آیتے را از کلام اللہ ہجیرہ خود می سازند و بہ تدبر و تفکر منہمک در معانی و مضامین او می گردد اگر مشتمل باشد بر ذکرِ ذات بجت مورث طریاں فنا و اضمحلال و نیستی می باشد بر عارف۔

وبر تقدیر ذکر صفات فعلیہ ہم ملاءِ اعلیٰ را در تحریک آوردہ موجب داعیہ اسباب سفلیہ برائے انبعاث و ظہور تجلی فعلی می باشد چنانچہ در صورتِ اشتمال بر ذکر صفاتِ ذاتیہ اولا بنفسِ خود منصبغ بانوار و تجلیات شدہ و از آثار انفسی معمور سراپا گشتہ ثانیاً ہمہ عالم از فرش تا عرش ہماں انوار بطریقِ سیر آفاقی مشاہدہ می نماید لہٰذا جناب مؤلف وقتِ استغراق و غوطہ خوردن در بحرِ معنی آیت وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ برائے اشتمال او بر صفت شک اولا بذاتِ خود رنگین برنگِ شک و عدم یقین شدہ۔

ثانیاً کافۂ اہلِ اسلام را از صحابہ کرام و سائر اہلِ علم الی یومنا ھذا شکک و ناداں و نابینا مشاہدہ فرمودند مانا کہ اقتفاء و اتباع اہلِ کتاب در تفسیر آیتِ مذکورہ و ترک آثارِ صحابہ وَرَاۗءَهٗ ظِهْرِيًّا موجب اوفتادن در چاہ شک و نادانی کہ لازم حال اہلِ کتاب بود گردید والا بر تقدیر التزام اقوالِ صحابہ استحقاق آں بود کہ رنگ علم و یقین را از انعکاس صفاتِ ذاتیہ وجوبیہ اولاً در خود حاصل نمود و سائر اہلِ علم را از سلف تا خلف شکر اللہ سیعھم منصبغ برنگِ علم و یقین حق بشہادت لن تجتمع امتی علی الضلالۃ مشاہدہ می نمودند۔

اللھم اغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وتجاوز عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قولہ در جہانت ہمچوں من امی کجا است۔ کلمۃ حق ارید بہا باطل لاریب۔ ایں چنیں امی کہ خود ہم در فہم کتاب اللہ و کتاب الرسول فکر صائب ندارد و اقوالِ دیگراں را ہم قبول نہ نماید در جہاں غیر از جناب مؤلف کجا است۔

معاف خواہند فرمود ایں ہمہ کہ می گوئیم در مقابلہ بے حیا و ناداں شمردن کافۂ اہلِ اسلام چنداں وزنے ندارد و آنچہ گواہی اصح الکتب فرمودہ اند افتراء و بہتان است

برُخاری چنانچہ در مباحث آیت خواہد آمد۔

مقصدِ دوئم دربیان جوابہائے اعتراضات جناب مرزا صاحب باستشہاد آیات بر حیات عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

قولہ واستدلال صدیق الامت رضی اللہ عنہ از آیت قد خلت من قبلہ الرسل در پیش وجود جم غفیرے از صحابہ برین کہ کل انبیاء علیہم السلام از قبل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم شربت ممات چشیدند۔ انتہیٰ

اقول دعوئ صدیق الامت رضی اللہ عنہ تحقق وفات آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم ونبودن ایں واقعہ جانکاہ خلاف سنتِ الٰہیہ۔ ایں دعوئ از حضرت صدیق رضی اللہ عنہ برائے دفع تعجب سائر صحابہؓ بود خطبہ صدیقیہؓ من کان یعبد محمد اصلی اللہ علیہ وسلم فان محمد اصلی اللہ علیہ وسلم قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حي لا یموت شاہد ایں معنی است پس تصویر دعوئ صورت استدلال ایں کہ وفات یافتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجب تعجب ومخالفِ سنتِ الٰہیہ نیست زیرا کہ او صلی اللہ علیہ وسلم نبی است از انبیاء (صغری) وہر نبی از انبیاء پیشینیاں گذشتہ است وکار تبلیغ ورسالت او نو گذاشتہ (کبریٰ) ازیں جا دانستی کہ کل انبیاء از قبل پیغامبر ما صلی اللہ علیہ وسلم الخ کبرائے دلیل است نہ دعوئ پس قول مؤلف استدلال صدیق الامۃ بر ین کہ کل انبیاء علیہم السلام الخ از قبیل التباس است بین دعوئ وکبرئ دلیل۔

حضرت مؤلف خلت بمعنی توفّت فہمیدہ اند چنانچہ از قول (وشربت ممات

۱؎ سورۂ آلِ عمران، پ ۴ ۔ ۱۲

چشیدند) ظاہر است۔ گویم بریں تقدیر آیت سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ[1] مناقض خواہد بود باآیت وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلاً چہ مفاد آیتِ اولیٰ آنکہ سُنّتِ الٰہیہ آنست کہ وفات یافتہ است و معدُوم گشتہ و معنی آیتِ ثانیہ ہرگز نخواہی یافت برائے سُنّتِ الٰہیہ تبدیل و تغییر بلکہ باقی و مستمر خواہد ماند۔

باید دانست کہ خَلَتْ مشتق از خلوّ بمعنی تنہا شدن چنانچہ در وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ یا بمعنی گذشتن و آں حقیقۃً صفت است برائے زمان می گویند خَلَا الزمانُ و قرونٌ خالیۃٌ و مجاز ابرائے زمانیات یعنی امورے کہ در زمانہ موجود اند چنانچہ رُسُل در آیتِ مذکورہ گذشت زمانہ رسولاں حقیقت است و گذشتند رسولاں مجاز۔ و گذشتن رسولاں از طبقہ زمین من حیث الرسالۃ بدو وجہ صادق می آید۔

یکے آں کہ رسُول وفات یابد پس موصُوف یعنی ذاتِ رسُول و صف یعنی رسالت ہر دو گذشتند۔ و دوئم آنکہ رسُول از وصفِ رسالت و تبلیغ در طبقہ زمین گذشتہ باشد یعنی وقت کارخانہ تبلیغ و رسالت او گذشتہ[2] گو کہ خود بقیدِ حیات باشد در عالمِ علوی بشہادت نصِ قرآنی چنانکہ در مقصد اول دانستی۔

الغرض حیاتِ مسیح در آسمان بغذاء ذکر و تسبیح مثل سائر ملائکہ بغیر از وصفِ تبلیغ و رسالت منافات ندارد باآیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔

---

[1] سُورۃ الفتح، پ ۲۶۔ ۱۲ [2] بنا بر آنکہ در محکوم علیہ بودن مشتق کہ رُسل است دریں جا مبدء یعنی وصفِ رسالت را دخل می باشد ضرورۃ و الا لازم آید الغاء تعبیر مشتق۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ [3] چنانچہ می گویند فلاں حاکم تحصیلدار در راولپنڈی مثلاً گذشت یعنی در کسے زمانہ با وصفِ حکومت در شہرِ مذکور ماندہ گذشت گو کہ بعد ازاں در جائے دیگر بغیر حکومت موجود باشد۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

وشمول عمومی مفہوم مذکور کفایت می کند در استدلال صدیق الامۃؓ بریں مدعی که وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخالفِ سُنّتِ الٰہیہ نبوده که آں ہم نوعیست از انواع خلو رسول من حیث الرسالۃ اگر گوئی قولہ تعالیٰ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ الخ قرینہ است برارادہ موت از خلتْ۔

گویم قولہ تعالیٰ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ بیان بعض انواع خلو است بعد تمہید و ذکر خَلَتْ یعنی گذشتن رسولاں من حیث الرسالۃ چونکہ خلافِ سُنّتِ الٰہیہ و دلیل بطلانِ شرع تا وقت ظہور ناسخ نیست پس در صورت وقوع بعض انواع خَلَتْ کہ مات او قتل باشد چہ الطریق استعجاب اور اموجبِ بطلانِ شرع و باعثِ انقلاب خود از اں می دانید پس چنانچہ قولہ تعالیٰ اَوْ قُتِلَ قرینہ نیست برارادہ معنی قتل از خَلَتْ ہم چنیں مات دلالت نمی کند برارادہ معنی موت از خلت والا یلزم الترجیح بلا مرجح۔

ونیز بر تقدیر ارادہ معنی موت از قَدْ خَلَتْ لازم می آید کذب آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ چنانچہ لازم می آید بر تقدیر ارادہ معنی قتل۔

تشریح لزوم کذب آنکہ مراد از مات موت حتف الانف است بدلیل اَوْ قُتِلَ پس بر تقدیر گردانیدن اَفَاِنْ مَّاتَ قرینہ برارادہ موت از قَدْ خَلَتْ معنی آیت ہر آئینہ مردند بموت حتفی خود بغیر از قُتِلَ و دیگر اسباب ہمہ رسولاں حال آنکہ بعض از وشاں لقبل ہم وفات یافتہ اند۔ ہمیں طور اگر قُتِلَ را قرینہ ارادہ قتل از خَلَتْ گردانیم معنی آیت ہر آئینہ مقتول شدند ہمہ رسولاں حال آنکہ بعض بموت حتفی مُردہ اند۔

و وجہ تخصیص ما عدا موت بہ قتل آنکہ نزول آیت مذکورہ در غزوۂ احد بودہ وقتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجروح گشتہ در غارے افتادند شیطان لعین

نذاکر دکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت بمجرد استماع ایں خبر لشکر اسلام بغیر از خواص
روئے بفرار آورد حق سبحانہ و تعالیٰ اظہار غلط فہمی او شاں می فرماید آیا شما فہمیدہ اید
کہ تعمیل احکام شرعیہ تا وقتے است کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خود میان
ایشاں موجود باشد ایں طور نیست نمی دانید کہ چہ قدر انبیاء و رسل گذشتہ اند
آیا ہمہ در میان اُمّت خود نشستہ ماندند یا تابعین او شاں بدیں خیال دین
او شاں را ترک نمودہ۔

ازیں جا دانستی کہ در استدلال بر غلط فہمی مفروراں ہماں شمول عمومی مفہوم
قَدْ خَلَتْ استدلال ابا انصرام می رساند چنانچہ در استدلال صدیقی مثل روز روشن شد
کہ محض تیزی طبع و نازک خیالی آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ را معارض
نص بل رفعه الله نمود و الانی الواقع کیفیت آنست کہ دانستی بازبطریق
تنزل و فرض محال۔

می گویم کہ بر تقدیر ارادہ معنی تَوَفَّتْ از قَدْ خَلَتْ وفات مسیح چگونہ ثابت
می شود چرا نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مخصص او نہ باشد۔

قضایا عرفیہ را در رنگ محصورات معقولیہ دانستہ اند قرآن کریم را خیال
فرمائید خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ[1]
و ہمیں طور خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ[2] کہ بظاہر حاکی اند از حال مطلق انسان
و آیت خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ مخصص آنہا افادہ علی ہذا البسیارے از مواضع
کتاب و سنت شاہد ایں معنی است۔

قولہ و آیت وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ

---

[1] سورۃ الطارق، پ ۳۰ - ۱۲ [2] سورۃ النحل، پ ۱۴ - ۱۲

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ دلیلِ بیّن است بریں کہ عیسٰی از زمرۂ مردگاں می باشد۔

اقول ایں آیتے است از سورۂ نحل کہ نزولش در مکہ بودہ۔ پس بنا برآں دعوت کنندگان مشرکانِ مکہ اند و مُراد از مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ معبودانِ اوشاں یعنی بتان خواہند بود نہ مسیح ابنِ مریم کہ معبود اہلِ کتاب است۔ ابنِ عباسؓ می گوید ویخلقون ای یُنْحَتُوْنَ مخلوقۃ منحوتۃ اموات اصنامٌ امواتٌ انتہٰی۔

وقولہ تعالٰی وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ بر سبیل تہکم است برائے عبدۃ الاصنام گویا می فرماید کہ معرفت وقت بعث از لوازم الوہیت است و ایں بتاں نمی دانند کہ پرستندگانِ ما کدام وقت مبعوث خواہند شد اگر گوئی بنا بر قاعدہ مسلّمہ کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد مُراد از مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مطلق معبودان خواہند بود۔

گوئم بریں تقدیر لابد است از تعمیم در غیر احیاء۔ ای مسلوب الحیاۃ فی الحال باشند مثل اصنام و بعض معبودات غیر آنہا و فی المآل مثل ملائکہ و عیسٰی ابنِ مریم و ہمیں طور مُراد از اموات مردگانند در اوقاتِ معیّنہ نہ دائماً چہ ظاہر است کہ غیر اصنام در اوقات مستعارہ حیاتِ خود زندہ اند۔

تفسیر ابنِ کثیر و ابو السعود و عباسی و بیضاوی و فتح البیان و کبیر و کشاف و جلالین وغیرہ را ازیں جا ملاحظہ باید فرمود و تعمیمات ہمہ مفسرین دریں چنیں مواضع ہمہ مبنی اند بر ایماں بہماں نص بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ چنانچہ شناختی۔

بالجملہ تعمیم مذکور برائے ادخال ملائکہ ضروری التسلیم است نہ فقط برائے مسیح۔

قولہ[1]۔ اگر مثلاً نصرانی گوید کہ ایں بیان قرآن (یعنی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) بموجب

---

[1] ایام الصلح صـ۱۲۱ - ۱۲

معتقداتِ خود شما مسلمانان خلافِ واقعہ است الی حسبۃً للہ بگوئید ایں اعتراض را چہ جواب خواہید گفت۔

اقول۔ حق سبحانہ وتعالیٰ جناب را جزائے خیر ایں خیر خواہی و نکوئی در حقِ مسلمانان دہاد۔ عرض این است کہ نصرانی بے چارہ چونکہ خود از مزا دلۃ قرآنِ کریم محروم است این چنیں معانی کشفیہ را کجا منشاء اعتراض قرار دادہ می تواند۔ ایں کمال مخصوص جناب است "اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ"[1] منحل بسوئے مطلقہ عامہ فہمند نہ دائمہ مطلقہ والا بحکمِ ایں آیت روح القدس داخلِ "اموات" شدہ چگونہ سلسلہ الہامات جناب را جاری کردہ می تواند۔ علیٰ ہذا القیاس اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمۡ مَّیِّتُوۡنَ[2] یعنی در اوقاتِ معینہ خود در رنگِ مطلقہ عامہ والا باید کہ در وقتِ نزولِ "اِنَّكَ مَیِّتٌ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافتہ باشند۔

اگر گوئی میّت مشتق از موت است وحمل مشتق قیام مبداء را می خواہد گویم فرق است مابین صدق قضیہ وتحقق مضمونِ او۔

قیام مبداء وقتِ تحقق مضمون او ضروری است نہ وقت صدق او۔ جناب را مکلف ام کہ اگر مثلاً نصرانی گوید کہ ایمان بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَی الرَّسُوۡلِ بر شما فرض و من جملہ مَاۤ اُنۡزِلَ[3] وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَبَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیۡهِ است۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ۔ وَمَاۤ[4] اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا۔ وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ۔ ومن جملہ مَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ احادیثِ صحیحہ واردہ در نزولِ مسیح

---

[1] سورۃ النحل، آیت ۲۱ ۔ ۱۲
[2] سورۃ الزمر، پ ۲۳ ۔ ۱۲
[3] سورۃ النسآء، آیت ۵۸-۵۹
[4] سورۃ الحشر، آیت ۷ ۔ ۱۲

بن مریم کہ فرع حیات برآسمان است ہستند پس شما چرا عیسیٰ را داخل مُردگان نمودہ در خطّۂ دلپذیر کشمیر مدفون ساختہ اید حسبۃً للّٰہ بگوئید چہ جواب خواہید داد۔ ہمیں کہ مُراد از عیسیٰ واجب النزول من ہستم باز او گفتہ نمی تواند کہ در نصوص مذکورہ ذکر خیر جناب بود و یاد رشب معراج در بارہ بیان نزول و کذا اختلاف دجال و قتل یاجوج و ماجوج قبل از قیامت جناب بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمودہ بودند و باز ربیب بن تملا وصی خود را جناب در کوہ عراق امر بمشغولی عبادت الی وقت النزول نمودہ بودند۔ بعد ایں اعتراض بہ فرمائید کہ چہ طور دفاع خواہید کرد۔ آخر بہ ہمیں کہ ایں احادیث موضوعہ اند۔ باز او تحریرات جناب و اتباع جناب را پیش کردہ نمی تواند کہ در قول فصیح وغیرہ وغیرہ برائے اثبات بودن الہام اقوی از ہمہ دلائل قول محی الدین بن عربی و جلال الدین سیوطی را سند گرفتہ اید کہ ایں بزرگواران کیفیت احادیث را از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریسیدہ می توانستند۔ آخر نہ ہماں محی الدین ابن عربی است کہ حدیث زریب بن تملا را بطریق کشف تصحیح فرمودہ۔

و امام ہمام جلال الدین نہ ہماں عامل بالکشف است کہ حدیث تکلم مسیح در بارۂ اشراط ساعت را در تفسیر خود در منثور آوردہ و بخاری نہ ہماں بخاری است کہ کتاب او را بعد کتاب اللہ اصح الکتب دانستہ جناب تمسک باثر ابن عباس گرفتہ اند ایں بخاری در تاریخ خود عیسیٰ ابن مریم را بعد نزول نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن خواہد نمود حسبۃً للّٰہ بگوئید ایں اعتراض را چہ جواب خواہید گفت۔

قولہ ہم چنیں اگر نصرانی دعویٰ کند کہ عیسیٰ نسبت بدیگراں ایں مزیت دارد کہ خود شما اعتقاد دارید بایں کہ دو ہزار سال است کہ او زندہ برآسمان موجود است و ہیچ گونہ انحلال و انتشاش در قوائے او راہ نہ یافتہ ہم چناں بر تخت تمکین و عزت متمکن می باشد و در آخر زمان با جنود ملائکہ کہ جنود مخصوص خداوند عالم اند نزول اجلال از آسمان

خواہد فرمود ازاں جا کہ قرآن گوید کہ خداوند عالم با فرشتگان خواہد آمد۔ مع ہذا مسیح را نما با صفاتِ الوہیت متصف شد و اختصاص خود مقتضی آں می باشد کہ مسیح را از دیگر بنی آدم ممتاز و بالا اعتقاد داریم۔ خدا را از ما نے سر در گریبان تامل فرو برید بگوئید ایں دعاوی و اعتراضاتِ نصاریٰ چہ طور توانید رد کرد۔ الخ

اقول۔ اگر راہ نیافتن اختلال و اغتشاش تا عرصۂ دراز موجبِ فضیلت است باید کہ اصحابِ کہف و اکثر انبیاء۔ افضل باشند از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ہمیں طور کسانے کہ از شصت و سہ سالہ عمر دراز یافتہ اند۔

و اگر قیام بر آسمان و لحوق بملائکہ بسبب مزیت بر دیگراں باشد باید کہ ملائکہ افضل باشند از سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم و اگر نزول با جنودِ ملائکہ موجبِ الوہیت و شرک است بنا بر اختصاص آں با حق سبحانہ و تعالیٰ باید کہ جبرائیل بسببِ نزولِ ملائکہ ہمراہِ او در وقتِ انزال سورۃ یا آیت یا وقتِ نصرت مومنین شریک باشد با حق سبحانہٗ و تعالیٰ و اعتقاد بداں مقتضی الی الشرک بود۔

و نزول را محمول نمودن بر انعکاس فیضانِ روح القدس بسببِ استعداد و مناسبتے کہ در نفوسِ قدسیہ کامن و مختفی است ابا می آرد از و منع می کند از قبول او آمدن جبرائیل در صورتِ دحیہ کلبی و نشستن در حضورِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آمدن ملائکہ نزدِ لوط علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و در جنگِ بدر و غیرہ و غیرہ۔

الغرض عقیدہ داشتن باین کہ عبارت از ارواح کواکب اند و آمد و رفتِ اوشاں بر زمین از محالات است۔ چنانچہ جنابِ مولف و اتباع او تصریح باین عقیدہ در ازالہ و غیرہ نمودہ آیات و احادیث تکذیب می کند او را۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا[1]

---

[1] سورۃ مریم، آیت ۱۷ - ۱۲

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔[1] هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ۔
اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ
فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ[2]
وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا
يَوْمٌ عَصِيْبٌ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
السَّيِّاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ
مَا لَنَا فِيْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً
اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا
اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا
امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ
الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا
عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ۔[3] خدا را انصاف این تمثل بصورت بشریہ نزد
مریم و این سہ ہزار و پنج ہزار بر اسپان فربہ سوار شدہ و این مہمانانِ ابراہیم علیہ السلام
کہ برائے اوشاں طعام تیار کردہ بود و او را نخوردند و بشارتِ فرزند من جانب اللہ
دادند و این مہمانانِ لوط علیہ السلام کہ قومِ لوط باوجود آں فسق و فجور اوشاں را دیدند
وقتے کہ خانۂ لوط را قوم احاطہ نمودہ بودند۔ و این فرشتگان حضرت لوط علیہ السلام را

---

[1] سورۃ ق، آیت ۲۴ ـ ۱۲ [2] سورۃ آلِ عمران، ۱۲۴ ـ ۱۲۵ ـ ۱۲
[3] سورۃ ہود، آیت ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰ ـ ۱۲

اطمینان داده وقتِ صبح آمدہ تمام قریہ را تباہ و ویران نمودند۔

آیا ایں ہمہ ارواح کواکب بر زمین آمدہ بودند پس دراں وقت اجرام کواکب چگونہ بر زمین نیامدند و بر آسمان قائم ماندند۔

چہ حیات و قیام اجسام و اجرام بغیر ارواح ممتنع۔ و آں خوش صورت کہ بردے اثرِ سفر معلوم نمی شد و ہمہ حضارِ مجلسِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ازو ناشناس۔

و در بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابنِ ماجہ در حق او آمدہ فانّہٗ جبرائیل علیہ السلام اتاکم یعلمکم دینکم و بخاری در صحیح خود عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر ھذا جبرائیل اخذ برأس فرسہ علیہ ادات الحرب یعنی فرمودہ در روز بدر ایں جبرائیل است مسلح اسپ را گرفتہ ایستادہ۔

و آں معلم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را امام شدہ تعلیم کیفیتِ صلوٰۃ نمودہ و در رمضان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دورِ قرآن می کرد۔

و آں سوار اسپ کہ لشکرِ فرعون او را دید و سامری خاکِ نعلِ اسپ اُو برداشتہ بود یا آں شخص کہ درصورتِ دحیہ صحابی می آمد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ یا صدیقِ اکبر رضؓ را فرمود کہ ایں جبرائیل است و شما را سلام می رساند یا آں فرستادہ کہ در وقتِ ایذا دادنِ اہلِ طائف می گفت کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تو می فرماید کہ اگر می خواہی من ایں کوہ را بر سرِ ایشاں افگنم آیا ایں رُوحِ کواکب بود؟

اللھم اصلح امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واغفر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وخالقِ طیور و محیِ اموات حق است سبحانہٗ و عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام محلِ ظہورِ خوارق۔

بیضاوی می گوید فیصیر حیا طیارا باذن اللہ سبحانہ تعالیٰ نبّہ بہٖ علی ان احیاءہ من اللہ تعالیٰ لامنہ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ کرربِاِذْنِ اللہ دفعالوھم الالوھیۃ فان الاحیالیس من جنس الافعال البشریۃ۔ انتہیٰ

وایں احیاء من اللہ یا اظہاراً للکرامۃ والصداقۃ می باشد چنانچہ از عیسیٰ بن مریم و ابراہیم علیہ السّلام وبعض اولیاء اُمّتِ مرحومہ یا ابتلاءً چنانچہ در دجال۔ الغرض محیِ حق است سبحانہٗ و نسبتِ احیا بسوئے مخلوق مجاز یست لعلاقۃ ملابست۔

وتصدیق بمعجزاتِ عیسویہ و ابراہیمیہ یا بحیاتِ مسیحی الی الان ثمرۂ ایمان بکتاب اللہ و احادیثِ نبویہ است نہ آں کہ بخیال تفضیل اوشاں باشد بر تفضیل رُسُل ورنہ فی الواقع موجبِ تفضیل اند کہ ظہور ایں خوارق از دستِ اولیاء اُمّتِ مرحومہ نیز ثابت شدہ۔

آرے معتزلہ چونکہ عباد را خالقِ افعال می گویند بناءً علیہ اقرار بمعجزات احیاء مفضی الی الشرک می باشد نہ بر مذہبِ اہلِ حق کہ خالق حق است سبحانہٗ۔

قولہ[ا] فِیْہَا تَحْیَوْنَ وَفِیْہَا تَمُوْتُوْنَ۔ اول دلیل است بریں کہ غیر از کرۂ ارض بجہت انسان مستقر و مستودع یا بعبارت اخری مہد و لحد نبودہ است

اقول۔ قولہ تعالیٰ اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

[ا] ایام الصلح صفحہ ۴۰ ۔ ۱۲ ع سورۃ الاعراف، آیت ۲۵ ۔ ۱۲

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ مفاد وَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اختصاص مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ فِی الْاَرْضِ است بامخاطبین یعنی بودن کرۂ ارض قرارگاہ ومحل بسر کردن حیات مختص بامخاطبین است ازوشان متجاوز شدہ اصالۃً[1] درسکان ملاء اعلیٰ یافتہ نمی شود نہ اختصاص مخاطبین باحیات فی الارض تاکہ ازو متجاوز شدہ بحیات فی السماء موصوف نہ باشند وقطع نظر ازیں۔

اختصاص باں معنی است کہ مستقر وحیز طبعی ودار الاقامۃ برائے شما کرۂ ارض است وایں منافی نیست بابودن آسمان محل بطریق عارضی چنانچہ ملائکہ را مقر طبعی وموطن اصلی افلاک اند معہذا بر زمین نیز آمد ورفت می دارند حاصل آنکہ ایں اختصاص اثر جعل تکوینی است۔

وانفکاک بین المجعول والمجعول الیہ درصورت بودن او عارض غیر لازم جائز است ومتحقق چنانچہ در وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وانفکاک لباس از لیل ومعاش از نہار درصورت گذاردن زید شب را درکسب معاش وروز را درخواب متحقق است پس در ما نحن فیہ یعنی جعل آدم وذریتہ احیاء فی الارض وجعل الارض مستقراً لہما انفکاک حیاۃ فی الارض از آدم یا ذریت او متصور۔

اگر گوئی کدام دلیل است بر بودن مجعول الیہ یعنی حیوۃ فی الارض عارض غیر لازم گویم بعد اشتراک آدم وابلیس در ہبوط کہ درحق ہر دو فَاهْبِطُوْا مِنْهَا وارد است ابلیس را صعود در آسمان حاصل شد بدلیل فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ فَاَخْرَجَهُمَا

---

[1] قولہ اصالۃً مراعات ایں قید برائے اخراج قیام عارضی است فتدبر ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

مِمَّا كَانَا فِيْهِ الخ پس امتناع صعود آدم و ذریتش را کلام مقتضی بالخصوص فردے کہ مادہ فطرت او نفخ رُوح القدس و کَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰی مَرْيَمَ شاہد حال او باشد۔

قوله ۔ خلاصہ ختم نبوّت کہ شعار نبی کریم ما است ہم مقتضی آں می باشد کہ حضرت عیسٰی البتہ مُردہ باشد چہ اگر بعد از خاتم الانبیاء صلوات اللہ علیہ و سلامہ بعثت نبی دیگر ممکن باشد آں جناب خاتم الانبیاء چگونہ تواند بود و نمی شود ہم سلسلۂ وحی نبوت انقطاع یابد و اگر بفرض محال تسلیم کنیم کہ حضرت عیسٰی در رنگ احاد امت بروز کنند اما شانِ نبوت از وے چرا و چگونہ مسلوب و متنزع خواہد شد می شود و اوا تباع شریعۃ اسلام را شعار خود سازد و نے تواں گفت کہ او دراں وقت در علمِ الٰہی نبی نباشد و اگر در علمِ الٰہی نبی باشد باز ہماں محذور و اعتراض لازم آمد کہ بعد از خاتم الانبیاء نبی دیگر مبعوث گردید۔

اقول ۔ آمدن عیسٰی باتباع شریعۃ اسلام کما ھو مصرح فی الاحادیث منافی ختمِ نبوّت نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم نیست بلکہ آمدن او در رنگ احاد اُمّت از ضروریات است بدلیل قولہ تعالیٰ وَاِذْ[1] اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ و بدلیل قولہ علیہ السلام لوکان موسٰی بن عمران حیاما وسعه الا اتباعی۔ و مسئلہ علمِ الٰہی باید فہمید تا کہ در غلط نیفتند علم تابع معلوم است

---

[1] سورۂ آلِ عمران آیت ۸۱۔ مفہومش آنکہ ہمہ انبیاء و رسل از آدم تا عیسٰے عہد کردہ اند کہ مانیز مثل سائر اُمّت او کلمہ او خواہیم خواند۔ چنانچہ حدیثِ امامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شبِ معراج و حدیث لوکان موسٰی حیًا الخ تفسیر است برائے آیت مذکورہ۔ پس عیسٰی حسب میثاق ازلی اگر بعد نزول از احاد امت شمرہ شود چہ تعجب۔ ۱۲ منہ علیہ الرحمۃ

من حیث المطابقۃ اگرچہ معلوم تابع شد من حیث الظہور و الوجود پس علم الٰہی قبل وجود الاشیاء مطابق معلومات کماہی فی الواقع خواہد بود والا لازم آید جہل تعالی اللہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا۔
در ما نحن فیہ نبوت و رسالت عیسویہ چونکہ محدود و منتہی است تا زمان بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در علم الٰہی نیز بطریق محدودیت واقع خواہد بود نہ آنکہ عیسٰی فی الواقع تا زمانِ محدود مشرع احکام باشد و حق سبحانہ و تعالیٰ او را در علمِ ازلی مشرع موبد داند کہ ایں جہل است۔

قولہ[1] خلاصۃ نزول از آسمان چنانچہ ضربہ شدیدہ خورد از آیت **قُلْ**[2] سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ـ ہم چناں لطمہ دندان شکن یابد از آیاتے کہ انفا مذکور کردیم۔

اقول۔ قولہ تعالیٰ وَقَالُوْا[3] لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ قَبِیْلًا اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ـ

ترجمہ۔ وگفتند ہرگز باور نداریم ترا تا آنکہ جاری کنی برائے ما از زمین چشمہ یا باشد ترا بوستانے از خرما و انگور پس رواں کنی جو تہا در میانِ آنہا رواں کردنی یا فرود آری آسمان را چنانچہ گمان مے کنی بر ما پارہ پارہ یا بیاری خدا را و فرشتگان را

---

[1] ایام الصلح ص۔ [2] سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۳۔
[3] سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳۔

رو برو بیا باشد[ع] ترا خانہ از زر یا بالا روی بر آسمان و باور نداریم بالا رفتن ترا تا آں کہ فرود آری بر ما نوشتہ کہ بخوانیم آں را۔ بگو پاک است پروردگارِ من نیستم من مگر آدمی فرستادہ۔ ۱۲ بر صاحبِ انصاف پوشیدہ نیست کہ قولہ، قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا دلالت نمی کند بر امتناعِ امورِ مذکورۃ الصدر و الا باید کہ اجراء چشمہ در زمین و بودن بوستانِ خرما و انگور بمعہ چشمہا برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز ممتنع باشند بلکہ محصل سُبْحَانَ رَبِّيْ الخ آنست کہ او سبحانہٗ بزرگ تر و منزّہ است ازیں کہ کسے در امورِ سلطنت و مُلکِ او دخل دہد یا او سبحانہٗ حسبِ اقتضائے شان ہر وقت و ہر طور کہ خواہند نشانے را پیدا آرد خصوصاً آں نشان کہ بعد اتمامِ حجت ظہورِ او موجبِ ہلاک گردد۔

او خود فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ[۱] است اگر خواہد اجابتِ مسئول شما فرماید و اگر نخواہد نہ کند۔ کارِ من فقط تبلیغ و رسالت است و مرا بآں مشغول باید بود۔

احمد بن حنبل مرفوعاً می آرد کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیش نمود بر من ربِّ من عزّ و جلّ کہ کند سنگلاخ مکّہ را زر پس گفتم نہ یا رب الخ ترمذی

الغرض آیتِ مذکورہ شہادت بر استحالۂ امورِ مذکورہ نہ دہد بلکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ مکابرہ و عناد اوشاں را جائے دیگر ذکر فرمودہ۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا[۲] فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۔ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا الخ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ

ع سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۹۳۔ ۱۲ ۱ے سورۃ البروج، آیت ۱۶۔ ۱۲

۲ے سورۃ الانعام، آیت ۷، ۸، ۹۔ ۱۲

الغرض ایں ہمہ آیات دلالت می کنند بر امکان وقوعِ ایں امور ونیز براں کہ عدم وقوع برائے آنست کہ بعدِ وقوع ہم راہِ مکابرہ وعناد را نخواہند گذاشت۔

پس ایقاعِ ایں امور برائے توقعِ ایمان اوشان عبث است وور واقعہ اسراء یا رفع مسیح ابن مریم چونکہ مطمحِ نظر محض اکرام یا نجات دادن از دستِ یہوداں است بغیر آں کہ مقصود بالذات ایمان آوردن کسے باشد بنائے علیہ آیاتِ مذکورہ دلالت نمی کنند بر عدم وقوع رفع علی السماء تمسک واستشہاد بآں دریں باب از غلط فہمی است بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توجہ را مبذول فرمودن بداں طرف خروج از منصب خود تصوّر می فرمایند۔

باتباعِ سفیہے چند سوال ایں چنیں امور نمودن داخل سفاہت بودن است ایں جا کالمیت بین یدی الغاسل باید بود۔ باشد کہ خود سابقہ عنایتِ ازلیہ لولاك لما خلقت الافلاك وقتے ہبوب نسیم سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ[۱] تماشائے چمن را تمام بہ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا فرماید۔

حدیثِ معراج بطریق تواتر از جمِ غفیرِ صحابہ کرام مروی است مثل عمر بن الخطاب وعلی وابن مسعود وابی ذر ومالک بن صعصعہ وابی ہریرہ وابی سعید وابن عباس وشداد بن اوس وابی ابن کعب وعبد الرحمٰن ابن قرظ وابی حبہ انصاری وابی یعلی انصاری وعبد اللہ ابن عمرو وجابر وحذیفہ وبریدہ وابی ایوب وابی امامہ وسمرۃ الجندب وابی الحمراء وصہیب رُومی وامِ ہانی وعائشہ واسماء ہر دو دُختران ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ابن کثیر ایں جا گفتہ حدیثِ معراج عقیدۂ اجماعیہ ہمہ اہل اسلام است مگر زندیقان وملحدان از واعراض ورزیدہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ[۲]

---

[۱] سُورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۔ [۲] سُورۃ الصف، آیت ۸

بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ اکثر برانند کہ معراجِ جسمی بود در حالتِ بیداری بعدازاں کہ اولاً بطریقِ خواب منکشف شدہ چنانچہ اکثر واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولاً معائنہ کنانیدہ می شدند بعدازاں جارت مثل فلق الصبح بظہور می آمدند۔

شیخ محی الدین ابنِ عربی قدس سرّہٗ در فتوحات گفتہ کہ معراجِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی و سہ مرتبہ بطریقِ رؤیا و منام بود و یک کرۃ جسمی۔ حضرت مؤلف را دریں چنیں مواضع کشفیہ بر صاحبِ فتوحات کمالِ وثاقت و اعتبار است مثلِ ابنِ عباس براں متکدر نخواہند بود و دلالت می کند بر وقوعِ جسمی کلمۂ عبد بنا رعلی الغالب چنانچہ سبحان در سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ[1] در استعجاب و انکارِ مشرکینِ مکہ و تفسیر افقہ الناس ابنِ عبّاس رویا را بہ رویا عین و قولِ عائشہ صدیقہ ما فقد جسم محمّد محمول بر استماع است از غیر چہ او را رضی اللہ تعالیٰ عنہا در وقتِ واقعہ اسرا تشریف صحبت و تمیز عقلی بلکہ وجود عینی ہم حاصل نبود۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

و بالجملہ قولِ افقہ الناس و مکاشفہ محی الدین ابنِ عربی از مسلمات حضرت مؤلف است۔ غالباً ایں ہر دو را گذاشتہ اتباع معتزلہ نخواہند فرمود۔

قولہٗ و آیت - بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ثبوتِ بین جہت موتِ او ست۔

اقول معنی ایں آیت در ابتدا ایں مقصد گذشتہ کہ قولِ مذکور بہ پنج وجہ نص است در رفعِ جسمی۔

قولہٗ و آیت - كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ[2] نصِ صریح است برائے موت۔

اقول - قولہ تعالیٰ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ و کذا قولہٗ تعالیٰ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

---

[1] سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱ — [2] سورۃ المائدہ، آیت ۷۵

[3] سورۃ الانبیاء، آیت ۸ — [ع] ایامِ الصلح ص۱۱۹، للعہ ایام الصلح ص۱۱۹

جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ دلالت می کند بریں کہ خوردن طعام و رفتن در بازارہا مجعول اند بجعل او سبحانہ و تعالیٰ لکن غور طلب ایں امر است کہ ایں مجعول الیہ یعنی خوردن طعام و رفتن در بازارہا لازم غیر منفک علی سبیل الاستمرار است۔

یا فی وقت دون وقت بعد غور ایں معنی تأمل دریں باید نمود کہ مُراد از طعام مطلق ما یطعم و مایۂ حیات است یا بالخصوص گندم و جو۔ از ہر دو بشہادت تتبع ہمیں بہ ثبوت پیوست کہ استمرار و تعیین باطل است۔

آیا کسے عاقل گفتہ می تواند کہ انبیاء بلکہ سائر بنی نوع ہر وقت و ہر جا یک طعام می خورند۔ حاشا و کلا۔ بلکہ ہر وقتے ہر وضعی ہر ملکی ہر رسمی۔

ارے ایں قدر ضروری است کہ مایۂ حیات باید پس او چنانچہ در حق سائر زمینیاں گندم و جو و امثال آنہا است و در حق اصحاب کہف چیزے دیگر است واجب التسلیم کہ دال است بر و زندہ ماندن او شاں تا بہ ۳۰۰ صد و ۹ نہ سال بشہادت وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا[1] علیٰ ہذا القیاس در حق ساکنانِ عالمِ افلاک ذکر تسبیح و تہلیل است۔ چنانچہ در مشتبہان بملاء اعلیٰ از انبیاء و اولیاء۔

حدیث۔ وایکم مثلی انی ابیت عند ربی و یطعمنی ربی و یسقینی شاہد است بریں قول علامہ عینی زیر حدیث اسراء باید دید۔ و بودن غذاء او شاں ذکر و تہلیل را وجہ عدم تغییر اجسام انبیاء ملا علی قاری ناقلاً عن شرح الصدور در شرح مشکوٰۃ ذکر نمودہ[2] برادر ایں ہمہ وسوسہ از جہال شخص جعلی است کہ قانونِ قدرت نام دارد۔

قولہ[3]۔ وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا پیغام مرگ

---

[1] سورۃ الکہف، پ ۱۵ ۔ [2] ایام الصلح ص ۱۱۹ ۔

[3] سورۃ مریم، پ ۱۶ ۔

رسانید چہ حضرتِ عیسٰی برطبق نص قرآنی چنانچہ اکنوں از خورد و نوش فارغ است
ہم چناں از لوازمِ جسمیہ اخری از صلوٰۃ و زکوٰۃ معطل است بعلاوہ زکوٰۃ مال را
خواہد و ازیں نقود و صرف بر آسمان معلوم۔ بلے از انجیل مفہوم می شود حضرت
عیسٰی خیل دارندہ و متمول بود۔ اقلاً ہزار روپیہ زیر کیسہ آنجناب می بود۔ می شود
ہماں ہزار روپیہ باخود بالائے آسمان بردہ باشد۔

اقول مسیح ابنِ مریم چونکہ رسُول بود و مدعی وَاٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ پس بنا
برآں کہ بعضے احکام منجملہ مَا اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ مخصوص بہ رسُول می باشد
و بعضے مختص بہ اُمت و بعضے مشترک حکم زکوٰۃ در اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ[عہ]
از احکامِ مختصہ بہ اُمّت است۔

زکوٰۃ دادن و گرفتن و وارث و مورث بودن برائے انبیاء نے۔ چہ مالِ
اوشاں صدقہ و وقف است در راہِ خدا۔

اگر جنابِ مؤلف زکوٰۃ دادن مسیح در زمین ثابت کنند بعد ازاں دادن
او بر آسمان ثابت خواہیم نمود دیگر آں کہ زکوٰۃ بر اہلِ نصاب فرض می باشد۔ عیسٰی
علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ زائد از یک جامہ نہ داشت و سیاحت و فاقہ
را شعارِ خود ساختہ بود رہبانیت و مخالفتِ نفس بافراط از وے یادگار ماندہ پس
وجُوبِ نصاب نزدِ او چگونہ متصوّر می شود تمسخر از ہر کسے باہر کسے خصوصاً از
مثیلِ نبی و مہدیٔ موعود در حقِ نبی کہ نبوّتش از قرآنِ کریم ثابت۔ و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در حقِ او انا اولی الناس بعیسٰی ابنِ مریم فرمُودہ ناجائز
و منافی شانِ مثیلیت و وقارِ مہدویّت است کم از کم ایمان داشتن بہ لَا نُفَرِّقُ[عہ]

عہ سُورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۵ ـ ۱۲

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ خاصہ لازمۂ ہر مومن است و راز الہ اشارہ بحث ایں آیۃ نیز جناب استہزار ارروا داشتہ فرمودہ اندکہ عیسٰی بر آسمان حسب مزعوم گروہ ناداں در خواندن نماز انجیلی مشغول است و یحیٰی نزد او خفتہ قولہٗ نماز انجیلی غفلت است لئ آیۃ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ چناں کہ شنیدی۔

وقولہٗ یحیٰی نزد او خفتہ ذہول است از کیفیت انبیاء بعد الموت کہ یُصَلُّوْنَ درحق ایشاں وارد شدہ حدیث ابن عباس کہ درو ذکر موسٰی و یونس وحدیث ابو ہریرہ کہ درو ذکر نماز خواندن ابراہیم و موسٰی علی نبینا وعلیہم السلام است از صحیح مسلم ملاحظہ باید فرمود۔

قولہٗ ۔ وہم چنیں آیت عـ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ معنی موت عیسٰی را او اساز دچہ مع تکرار مضمون ایں آیت در ہیچ موضع از مواضع کتاب اللہ ایں طور وارد نہ شدہ وَمِنْكُمْ مَّنْ صَعِدَ اِلَى السَّمَآءِ بِجَسَدِهِ الْعُنْصَرِيْ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اکنوں اگر چنانچہ حقیقۃً عیسٰی بشخصہ صعود بر آسمان کردہ حصر ایں آیت لاریب نہ تمام و خام خواہد بود چہ خداوند تعالیٰ شانہ دریں آیت یا آیتے دیگر تعرض بذکر صعود بر آسماں ابدا نہ فرمودہ و اگر چنانچہ سُنّت اللہ بریں نہج استمرار یافتہ بود تکمیلاً للبیان لابد بودہم ذکرے ازیں می رفت و ہر گاہ ہم قرآن کریم غیر مرۃ واحدۃ اشارہ بداں کردہ کہ کسے جوان میر دو کسی واحلے در وقت پیری اجلش فرا رسد معہٰذا ضرب صفح از ذکر ایں عادت الٰہیہ کہ بعضے ہم بر آسمان مرفوع و آباد می شوند دلالت کند بریں کہ کہ

عـ سُورۃ النحل، آیت ۷۰ لـہ ایام الصلح صـ ۱۲۰

کسے را بایں نہج با جسم بر آسمان برکشیدن و آباد ساختن از سنن الٰہیہ نبودہ است۔

اقول مسیح بن مریم در یکے ازیں دو شق داخل است و حصر تام چہ مسیح بر تقدیر زندہ بودن او الی الآن لامحالہ در "وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ" داخل خواہد بود و چونکہ ارذل العمر راحدے و نہایتے معدودہ نیست تا کہ از دیاد بر موجب موت حکما باشد لہٰذا مع طول زمانہ حیات متصور۔ عمرہائے پیشینیاں را مثل نوح کہ چہار دہ صد سال و آدم علیہ السّلام کہ نہ صد و سی سال و شیث علیہ السّلام کہ نہ صد و دوازدہ سال و ادریس علیہ السّلام کہ سہ صد و پنجاہ و شش سال و موسٰی علیہ السّلام کہ یک صد و بیست سال و ابراہیم علیہ السّلام کہ دو صد و بیست و سہ سال بود ملاحظہ باید فرمود۔

قصّہ اصحاب کہف بعد اشتراک حیات مسیح و حیات اصحاب کہف در تجاوز از عمر طبعی کہ مزعوم علماء طبعیین است شاہد است بریں معنی۔ شیخ اکبر بعد بیان کشفی دریں مسئلہ تخطیہ حکماء طبعیین در فتوحات فرمودہ اند او را باید دید۔

باقی ماند صعود الی السماء او از حالات متوسط بین التوفی والولادۃ است اگر ذکرے از حالات متوسط بالاستیعاب ضروری است پس بسبب عدم ذکر واقعہ صلیب چنانچہ مزعوم حضرت مؤلف است حصر آیت شریفہ لاریب ناتمام و خام خواہد ماند۔

ازیں استدلال آفتے بس خود بر پا نمودند ہمہ اہالی اسلام کہ منکر واقعہ صلیب بشہادت نص اند از صحابہ تا ایں وقت از جناب پرسیدہ می توانند کہ حق سبحانہ وتعالٰی در محفل ذکر نعمت در حق مسیح بقولہ "اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ اذۡكُرۡ"[1]

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۰ - ۱۲

نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ الخ وذکرِ نجات از صلیب نہ فرمودہ ونہ گفتہ کہ واذ نجیتك من الصلیب معہذا اضربِ صفح از ذکرِ ایں نعمتِ عظمٰی واجبۃ الذکر دلالت کند بریں کہ معاملۂ صلیب دادن ونجات یافتن از واصلاً نبودہ۔

در رفعِ جسمی در بل رَّفَعَهُ اللّٰهُ چنانچہ قبل ازیں شنیدی مذکور گذشت وآیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ[1] بنا بر تفسیرِ ابنِ عباس بروایتِ مجاہد وابی الصالح ایں نزولِ عیسٰی ابنِ مریم عَلَم است برائے قیامت وتائید می کند ایں معنی یعنی ارجاع ضمیر بسوئے نزولِ عیسٰی سیاقِ آیت وقرأت لَعَلَمٌ بفتح لام وہمیں معنی مروی است از ابی ہریرہ وابی العالیہ وعکرمہ وحسن وقتادہ وضحاک وغیرہم۔ (ابن کثیر)

قولہٗ[2]۔ وچوں نظر بہ آیتِ شریفہ "اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ" باید ایمان آریم بہ ایں کہ من جمیع وجوہ الکمال دیں شدہ ولہذا لازم بود امثال ایں اسرار کہ داخل در سنتِ الٰہیہ می باشد در قرآن مذکور می شد ومعہذا قرآن کریم ابداً در ہیچ مقامے تنصیص باین نہ کردہ کہ کسے را بر آسمان با جسم برداشتہ وبگذاشتہ کہ چندیں صد سال آنجا سکنی ومکث ورزد بلکہ بخلاف آں ہمیں سنت مرگِ جوانی و پیری را بیاں ساختہ لہذا توانیم بجسارت بر دل دہیم کہ آں امر در حقیقت داخل سُننِ الٰہیہ نبودہ است۔

اقول۔ برتقدیرِ تسلیم ایں کہ اکمالِ دین مستلزم است ذکرِ وقائعِ مستمرہ را

---

[1] سورۃ الزخرف، آیت ۶۱۔

[2] ایام الصلح صـ ۱۲۰ ۔

ازحین ولادت تاوقتِ مرگ ذکرِ رفع جسمی در قرآنِ کریم بقوله بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ بشہادت سیاق وتفاسیرِ صحابہ واحادیثِ صحیحہ وقوع یافتہ۔

ارے ذکرِ نجاتِ مسیح ازصلیب درسلک تعداد نعم موہوبہ برائے عیسٰی بر طبق "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا" نشدہ در پے فکرایں بلائے ناگہانی باید بود۔

قولہ[1] ہم چنیں آیت "وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ"[2] دلالت برموتِ عیسٰی دارد چہ ازقرار ایں آیت ہر کہ بہ ہشتاد و نود سنہ بالغ شود اور انکوس و واژگونی بہ آفرینش اول حاصل آید بایں معنی کہ حواسِ ظاہری و باطنی ازو مسلوب ومتہوب شود فکیف آں کہ الی دو ہزار سنہ زندہ اش گذاشتند آساں تو اں فہمید نوبت حواس او بچہ مشابت رسیدہ باشد واگر ہم زندہ باشد بچہ کار خواہد خورد وخلاصہ ایں آیۃ شریفہ ازجہت حصر کافہ طبقات انسان راحاوی وشامل است و ہیچ استثنائے نرفت است مومنین باید تا سلطان مبین از کلام رب العالمین در دست نباشد ازخود استثناء وضع نہ کنند بلے اگر نصِ صریحی شہادت دہد بریں کہ حضرتِ عیسٰی مع حیاتِ جسمانی منزّہ ومصوّن از تحلیلاتِ جسمانی وتنزّلات و تغیّرات وتحول حالات وفقدان قوی می باشد آن نص را از کمالِ التفات بما وا نمایند بے تقدیم برہان وسند محض گفتن ایں کہ خدا قادر برہر شی است۔

کارے ازپیش نبرد ونمی برد چہ اگر بغیر حجت وسلطان مفروضہ وخیال کسے می تواند درمقامِ دلیل وبرہان باز ایستد مارا ہر طور می رسد بگوئیم سیّد ومولائی ما نبی کریم صلوات اللّٰہ علیہ وسلامہ بعد از وفات دیگر زندہ ومع جسدہ العنصری بر

---

[1] ایام الصلح صنہ ۱۲۰

[2] سورۃ یٰس ، آیت ۶۸

آسمان صعود فرمودو از کافۂ لوازم ایام پیری وشیخوخیت ذاتِ پاکش بکلی مستثنیٰ می باشد ولوازم کاملۂ حیات وکمال قوی جسمانی بمراتب بیشتر وکاملۃ ازعیسیٰ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم راحاصل است ودر ایام پیمبین نزولِ اجلال خواہد فرمودہ باید انصاف بدہید درمیان دعویٰ ما ودعویٰ شما فرق چہ باشد اگرچاپچہ لفظ توفی از قرار آیۃ وَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ نسبت بہ سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وسلام آمدہ ہمیں لفظِ توفی نسبتِ بحضرتِ عیسیٰ دوبار مذکور شدہ بل حقیقۃ الامر آں کہ وفاتِ حضرتِ عیسیٰ بالنسبۃ بجمیع انبیاء علیہم السلام ثبوتاً اجلیٰ واصفیٰ می باشد چہ اکثرے از انبیاء ذکر وفات شاں در قرآن مسطور نشدہ۔

اقول تقیید آیۃ بہ ہشتاد ونود سنہ از کدام نص صریحی گرفتہ اند آں نص را از کمال عنایت بما دانمائید تبرعاً برخلاف مزعوم مخیل بے سند شما نص وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا را وامی نمائیم چونکہ من جملہ قرآن کریم است علی الرأس والعین قبول خواہند فرمودہ وَیُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ را نیز نصب العین وارند اصحابِ کہف را بغیر تفریح ہوا وتنظیف شعاع آفتاب وبدون طعام معتاد از آیاتِ عجیبہ شمردن انسب است بہ نسبت حیٰوۃ مسیح بر ملاءِ اعلیٰ کہ محل سکان سمٰوٰت است ومایہ حیاتِ شاں طعام وشراب الہٰی نے باایں زکا طبعی وملکہ فہم اسرارِ قرآن کریم بطریق مکاشفہ سیر کناں اگر در مجلسِ مقدس کا انزل علیہ القرآن صلی اللہ علیہ وسلم تکلف فرمودہ۔

جناب می پرسید ند کہ نظر بہ ایں آیت ہر کہ بہ ہشتاد ونود سنہ بالغ شود او را نکوس وواژگونی بآفرینش اول حاصل آید فکیف حیاتِ اصحابِ کہف سہ

لے سورۃ الکہف آیت ۲۵ ۔ ۱۲ ﻻ سورۃ المائدہ، آیت ۱۳ ۔ ۱۲

صدو بستہ سال وحیاتِ انبیا سابقہ کہ تعدادِ عمرِ شاں بیش ازیں شنیدی وچگونہ حیات مسیح الی وقت النزول وچگونہ راستی وصدق احادیث کہ دربارۂ نزولِ مسیح بہ تاکید حلفی فرمودہ اید آیۃ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ الخ را از مؤولات شمردن نظر بمقتضی وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ضروری است۔

اگر بر ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ نازل شدہ بر من نیز إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ وارد است پس نظر بما أَرَىٰ نَبِيَّ اللَّهِ احادیث موضوعہ اند یا مؤول آنہم بتاویلاتے کہ صدق اجلال شان بغیر از قادیان نے استفسار فرمودہ اند کہ میان دعویٰ ما وشما چہ فرق باشد گوئیم در ہیچ آیتے حسب سیاق وتفسیر صحابہ واحادیث صحیحہ مرفوع شدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وکذا نزول او صلی اللہ علیہ وسلم در آخر زمان نیامدہ بخلاف مسیح ابن مریم کہ رفع جسمی ونزول او از بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الخ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ حسب تفسیر ابن عباس واحادیث صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ والی یومنا ہذا کافہ اہل اسلام اجماع بر و نمودہ۔

قولہٗ۔ کما قال عز من قائل هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ[2] وقال تعالیٰ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا[3] وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ

---

[1] ایام الصلح ص ۱۱۶ [2] سورۃ البقرہ، آیت ۲۱۰۔
[3] سورۃ الانعام، آیت ۱۵۸۔ [4] سورۃ الانعام، آیت ۷ - ۸۔

اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ اِیں آیۂ کریمہ جبراً گوید نزول ومشی ملائکہ بہیئت رجال بنی آدم از عادتِ الٰہیہ نیست۔

اقول۔ آیۂ مذکور را دلیل آوردن بریں کہ نزول ومشی ملائکۃ الخ مبنی است بر عدم فہم مراد آیۂ مذکورہ والّا لازم می آید تناقض او باآیاتِ مسطورہ ذیل کہ صراحۃً دال اند بر نزول ومشی ملائکہ بہیئتِ رجال بنی آدم قولہ تعالیٰ فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا و قولہ تعالیٰ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ وقولہ تعالیٰ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ وقولہ تعالیٰ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ الخ بلکہ مفاد آیتِ مذکورہ آنست کہ آمدن حق سبحانہ تعالیٰ و ملائکہ در ایمانِ او شاں نفع نمی دہد و ایں منافی نیست باآں کہ نزولِ ملائکہ برائے خدمتِ دیگر باشد مثل تبلیغ الٰہی یا نصرتِ مومنین چنانچہ در غزوۂ بدر و نزولِ مسیح وا بر دو شہا ملائکہ دست نہادہ از ہمیں قبیل باید فہمید۔

پس آیاتِ مذکورہ شہادت بر تکذیب و موضوعیتِ حدیثِ ومشقی اصلا

نمی دہند آرے بعد تراشیدن معنی مذکور کہ حینئیذٍ تناقض باآیات دیگر می آید۔
اولاً ترجمہ آیات را باید فہمید هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ
فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔
ترجمہ۔ آیا انتظار می کنند اہل عصیان مگر آنرا کہ بیاید بایشاں خدا در سایہ
بآنہا از ابر و بیایند فرشتگان و بانجام رسانیدہ شود و بسوئے خدا باز گردانیدہ
می شوند کارہا۔ ۱۲

حق سبحانہٗ وتعالیٰ برائے تہدید کفار می فرماید کہ آیا انتظار می کنند ایں را کہ حق
سبحانہ برائے فصل قضا در روز قیامت بیاید پس جزا دادہ شود ہر کس حسب
عمل خود ان خیراً فخیر و ان شراً فشر، ازیں جہت فرمودہ۔ وَقُضِيَ الْاَمْرُ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ چنانچہ فرمودہ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا
وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ
الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى وجائے دیگر فرمودہ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ
تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ الآیۃ
و ذکر نمودہ است امام ابوجعفر ابن جریر دریں جا حدیث صور مرفوعاً عن ابی ھریرۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آں حدیث مشہور است ہر یکے
از ائمہ حدیث اورا ذکر نمودہ و منجملہ آں حدیث ان الناس اذا اھتموا لموقفھم
فی العرصات لتشفعوا الی ربھم بالانبیاء الخ الی ان قال ویشفع عند
اللہ فی ان یاتی لفصل القضآء بین العباد فیشفعہ اللہ ویاتی فی
ظلل من الغمام بعد ما تنشق السمآء الدنیا وینزل من فیھا من
الملٰٓئکۃ ثم الثانیۃ ثم الثالثۃ الی السابعۃ وینزل علیہ العرش
والکروبیون قال وینزل الجبار عزوجل فی ظلل من الغمام والملٰٓئکۃ

وَلَهُمْ زَجَلٌ مِّن تَسْبِيحِهِمْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ الخ
الغرض آیۃ مذکورہ بیان واقعہ اتمام کار وفصل قضا روزِ حشر است نہ آنکہ
نزولِ ملائکہ بر زمین در دُنیا خلاف واقع ومخالفِ سُنّتِ الٰہیہ باشد
قولہ تعالیٰ اَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ) و ذلك كائن يوم القيامة (اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ
اٰيٰتِ رَبِّكَ الخ) و ذلك قبل يوم القيامة كائن من امارات الساعة
واشراطها حين يرون شيئا من اشراط الساعة كما قال البخاري
في تفسير هذه الآية مرفوعاً عن النبي صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة
حتى تطلع الشمس من مغربها فاذا رأها الناس آمن من عليها فذلك
حين لا ينفع نفساً ايمانها لم تكن آمنت من قبل انتهى ابن كثير۔
وقولہ تعالیٰ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا الخ مقصود ازیں کلام
عدم انقطاع سلسلۂ حیلۂ ایشان است در ایمان نیاوردن چنانچہ درصدر
ایں آیۃ ذکر عدم ایمان اوشان عناداً ومکابرۃ وقت نزول قرطاس مع لمس
او وارد شدہ۔

قولہ[1] از جملہ قول حضرت سید ولد آدم است علیہما الصلوٰۃ والسلام
کہ گفت حضرتِ عیسےٰ علیہ السلام یک صد وبست سنہ زندگی کرد۔
اقول۔ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر تقدیرِ صحت او دلالت می کند
بریں کہ عمر عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یک صد وبیست سنہ بود۔
وقتِ رفع وبرداشتہ شدن بسوئے آسمان نہ آنکہ واقع صلیب بسنہ سی و
سہ وقوع یافتہ وبعد ازاں عیسیٰ یک صد وبیست سنہ را اتمام کرد۔ چنانچہ

---

[1] ایام الصلح صنہ۴۰

مزعوم جناب است جمل شارح جلالین می گوید فی زا د المیعاد مانذکران عیسےٰ رفع وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ لایعرف بہ اثر متصل یجب المصیر الیہ قال الشامی ہو کما قال فان ذلک انما یروی عن النصاریٰ والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وہو ابن مائۃ وعشرین سنۃ بعد ازاں رجوع جلال الدین سیوطی بحوالہ مرقاۃ الصعود از قول ثلث وثلثین ہم ذکر نمودہ جمل صفحہ ۲۹۹ وصد و نود و نہ۔

قولہ ؎ واسم مسیح یعنی نبی سیاح برائے حضرت عیسٰی علیہ السلام باز می گوید کہ آنجناب وفات کردہ چہ کہ سیاحت زمین مستلزم آں می باشد کہ از بعد نجات از صلیب البتہ باید سائر ایام زندگی برروئے زمین بسر بردہ باشد وچوں روز روشن پیدا است کہ زمانہ سیاحت زمین غیر ازاں زمانہ نبودہ کہ جناب وے از فتنۂ صلیب رستگاری یافت زیرا کہ زمانہ بعثت آنجناب الیٰ واقعۂ صلیب ۳۳ سال بیش مذکور ومسطور نی درظرف ہمچو مدۃ قلیلہ دشوار است کسے از کار تبلیغ حق کما ینبغی عہدہ برآ شود فکیف سیاحت وطواف عالم تواند بکند۔

اقول۔ وجہ تسمیہ مسیح کہ ذکر نمودہ اند برائے دجال است ابن مریم را مسیح بمعنی ماسح یعنی مسح کنندہ مریضاں را۔

ملّا علی قاری در وجہ تسمیہ دجال می گوید وہو فعیل بمعنی فاعل لانہ یمسح الارض جمیعا بسرعۃ او بمعنی مفعول فانہ ممسوح احدی العینین وہو لقب مشترک بینہ وبین عیسٰی ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لکنہ یطلق علیہ بمعنی الماسح لحصول البُرء ببرکۃ مسحہ وبمعنی الممسوح لنزولہ نظیفا من بطن امّہ۔

؎ ایام الصلح ص ۴۷

وآنچہ فرمودہ اند چوں روزِ روشن پیدا است الخ تکذیب می کند او را آں چہ مضمونِ حدیث شریف بحوالہ جمیل شنیدی چہ او صراحۃً گفتہ کہ اتمام یک صد و بیست سنہ قبل از واقع صلیب بودہ و خود جناب الان حوالہ آں حدیث دادہ شاید از خیال مبارک رفتہ است۔

و بر تقدیر تسلیم بفرمایند کہ از کجا بہ ثبوت پیوستہ کہ اطلاق اسم مسیح بر ابنِ مریم در ہمیں ۳۳ سال اجراء یافتہ قبل ازیں بسببِ شفاء مریضاں از مسح و لمس او یا از جہتِ سیاحت او چرا اسمِ مسیح شیوع گرفتہ نباشد بلکہ حصول شفاء مریضاں ببرکتِ لمس و ہم چنیں دیگر خوارق از ابتداء لازمِ حالِ او بودند تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا شاہد است براں و اگر ازیں ہم فروتر آمدہ مسلم داریم کہ اطلاقِ اسمِ مسیح در ہمیں ۳۳ سال شدہ باشد پس برائے ملقب بودن او بلقبِ مسیح بمعنی حصول البرء بمسحہ یک سال ہم کفایت می کند بلکہ اول از وجہ بعد ظہور خوارق مثل ابراء اکمہ و شفاء ابرص و جذامی بزودی شہرت عالم گیر پیدا می گردد۔

و در تحقق وصفِ سیاحت تیز گشتن ہمہ کرۂ زمین از قاف تا قاف ضروری نیست کسے کہ در یک اقلیم بلکہ یک ضلع شبا روز در سیر و خانہ بدوش ماند او را ہم سیاح گفتہ می شود پس آنکہ فرمودہ اند۔

(فکیف سیاحت و طوافِ عالم تواند بکند) از تفریعات تمہیداتِ خانہ زاد است۔

قولہ ۱۔ و مرہمِ عیسیٰ کہ قریب بہ ہزار کتاب از کتبِ طب مشتمل بآں می باشد

۱۔ ایام الصلح صنہ ۴۰ ، ۱۲

شاہدِ عدل است بریں کہ حضرتِ عیسٰی از بعد واقعۂ صلیب مرفوع بسما نشدہ بلکہ برزمین مداوات جراحات و قروح بایں مرہم کرد و بالآخر بر زمین استیفائے اجل کردہ جاں بہ جاں آفریں سپرد۔

اقول - ایں ہم تفریعی است بر تمہید خانہ زاد تو بت دست و پا چہ بہ خس و خاشاک زدن آمد چونکہ آیت و حدیث تفقد حالِ زار جراحت دلریشاں نفرمود چہ نمودہ آید آخر بہ مجبوری تمسک بہ نسخۂ مرہم عیسٰی باید شاید افادہ اندمال بخشد حاشا و کلا ایں خیالِ محال را از سر بیروں باید کشید مایوسانِ شفا خانۂ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم را از مرہم عیسوی چہ حاصل۔ عیسٰی ایں جا بامید نفسے می آید۔ مقر است کہ اطباء نسخۂ سریع التاثیر و محکم الاثر دہندہ را باعجازِ عیسوی نام نہند گویا در ازالہ مرض سریعاً باعجازِ عیسوی مشابہت نام دارد نہ ایں کہ عیسٰی علیہ السلام خود بذریعہ ایں نسخہ معالجہ بیماراں می کرد۔

بالفرض اگر مسلم داشتہ شود پس مدتِ یک صد و بیست سنہ قبل از واقعۂ صلیب شیوع ایں نسخہ را کفایت نمی کرد از ہمیں ہم قطع نظر بر تقدیر مرفوع شدن او در سنہ سی و سہ چرا معالجہ بہ نسخۂ مذکورہ قبل از رفع نہ نمودہ باشد از کجا نفی ایں فہمیدند بلکہ تاریخ شہادت می دہد بریں کہ ایں ہمہ معاملات قبل از رفع بودہ اند لکن جناب چونکہ دریں مسئلہ قرآن و حدیث للاسلام گفتہ قائل بمصلوبیت مسیح شدند عاقبۃ الامر چونکہ انجیل را ہم شاہد بر رفع یافتند از وہم بیزار شدہ راہ لَا اِلٰی ہٰؤُلَآءِ وَلَا اِلٰی ہٰؤُلَآءِ یعنی حیاتِ مسیح بعد واقعۂ صلیب تا مدتِ کثیرہ گرفتند بناءً علیہ می فرمایند۔ آنچہ فرمایند والا فی الواقع تمہید غلط تفریع غلط۔

لہ ایام الصلح صہ ۴۰

قولہ[۱] ۔ و در شبِ معراج صاحبِ معراج صلوات اللہ و سلامہ علیہ رُوح آنجناب را با ارواحِ اخوانِ دیگرش از انبیا علیہم السلام مشاہدہ فرمودہ۔

اقول۔ در شبِ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ زندگی خویش با انبیاء کرام ملاقات نمودہ نہ فقط ارواحِ اوشاں را لفظِ حدیث بعیسٰی و موسٰی و ابراہیم الخ آمدہ و نہ فرمودہ کہ برُوحِ موسٰی و فلاں فلاں و مقرراست نزدِ محققین از اہلِ کشف و شہود خصوصاً محی الدین ابنِ عربی قدس سرہ کہ رُوح بعد مفارقت بدن معرّی نمی ماند بلکہ کسوت جسمِ لطیف از اجسامِ برزخیہ می پوشد پس نظر بلفظِ حدیث و تحقیق اہلِ کشف قبول نمی کند قولِ جناب را کہ با ارواحِ اخوانِ دیگرش الخ این محض تیزیٔ طبع است کہ ہر جا حسبِ مدعی چیزے می تراشد خلاصہ آں کہ حیاتِ مسیح را حدیث (معراج) انکار نمی کند بلکہ مزید براں شہادتِ اومی دہد۔

اولاً برائے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم در وقتِ معاینہ در آں عالم زندہ بودند پس منافی حیاتِ مسیح نیز نخواہد بود۔

وثانیاً بیانِ عیسٰی معاہدہ ربِ خود را دربارۂ نزول و ہلاکتِ دجال و قتلِ یاجوج و ماجوج۔ باقی ماندہ ایں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم وضع و لباسِ عیسوی ممتاز از دیگراں بیان نہ فرمودہ۔

عجب است ازیں کہ ایں جا عدم بیان و سکوت از امرے با وجود نہ بودن او از قبیلِ ماسیق لاجلہ الکلام شاہد گرفتہ می شود بر عدم واقعی و نصوصِ قرآنیہ و بیاناتِ حلفیہ و مؤکدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کہ سوقِ اوشاں برائے اثباتِ ہماں رفع و نزول است در معرضِ قبول نمی افتند۔ ای تیزیٔ طبع تو بر من بلا شدی۔

---

[۱] ایام الصلح صد ۴۰

قولہ[۱] وقول پیغامبر ما است صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمودہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ بودند چارہ از اتباع من نمی دیدند۔

اقول۔ حدیث لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی از مخرجات احمد و بیہقی اگرچہ اور اعلماء حدیث بسبب بودن مجالد بن سعید از رُوات او تضعیف نمودہ اند لکن چونکہ محی الدین ابن عربی بہ تکرار ایں را در فتوحات ذکر فرمودہ لہٰذا اُو را قبول داریم۔

اما لفظ عیسیٰ در حدیث مذکور نیست در صحاح ستہ۔ وبنا بر اصل مقرر جناب کہ عدم ذکر بخاری را دلیل ضعیف بودن یا موضوعیتِ حدیث می دانند ما نیز ایں جا گفتہ می توانیم کہ حدیثِ مذکور نیز قابل احتجاج نیست بالفرض اگر صحتِ او مسلم داشتہ شود مراد از ولوکان موسیٰ و عیسیٰ حیا ای بین اظہرکم چنانچہ در روایتِ احمد آمدہ بناءً علیہ منافی حیات فی السماء نخواہد بود بلکہ حیات فی الارض را۔

البتہ مضر است در حق جناب چہ ناطق است باتباع موسیٰ و عیسیٰ شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و بودن اوشاں در رنگِ آحاد امت۔

و جناب در بحثِ خاتم النبیین عزل انبیاء از منصبِ نبوۃ بدلیل جائے گرفتن او در علمِ الٰہی محال دانستہ اند۔

قولہ[۲] باید نیکو در خاطر داشت کہ مبنائے دعویٰ ما ہمیں وفات حضرتِ عیسیٰ است علیہ السلام۔ وایں بنا تشیید و ترصیص دے را کتاب اللہ گواہی می دہد و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی می دہد و حضرت ابن عباس گواہی می دہد و ائمہ اسلام قاطبۃً گواہی می دہند و علاوہ براں عقلِ انسانی ہم

---

[۱] ایام الصلح صـ۴۰ ، [۲] ایام الصلح صـ۴۱ ، ایام الصلح صـ۳۷

بر ایں گواہی می دہد و قصۂ عود ایلیا اثبات ہمیں معنی را کند چوں خود حضرت عیسیٰ در ہنگام مخاطبہ با یہود از عود ایلیا بعثت یوحنا یعنی حضرت یحیٰی مراد گرفت اللہ ازیں تاویل الوان اعتقاد یہود یا خاک برابر شد کہ می گویند ہماں ایلیا کہ وقتے ایں جہاں را پدرود گفتہ یا بقولی صعود بر آسمان کردہ بود باید کہ ثانیہ عود بدنیا کند۔

اقول۔ ما نیکو در خاطر داشتہ ایم کہ مبنائے دعوی جناب ہمیں وفات حضرت عیسیٰ است علیہ السلام لہٰذا جناب سعی بلیغ در تحریف آیات و احادیث بکار بردہ اند لکن إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[1] الوان تحریف و تاویل بما لا یرضی بہ قائل را با خاک برابر می کند۔ گواہی کتاب اللہ و کتاب رسول و حضرت ابن عباس در بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۔ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ہدیۂ ناظرین گشتہ و گواہی ائمہ اسلام قاطبۃً کہ ایں حاشت فرمودہ اند منافات دارد با آنچہ در ازالہ اوہام اجماع اہل اسلام را اجماع کورانہ گفتہ اند شاید ازاں جسارت و گستاخی نادم شدہ عذرش بدتر از گناہ را مصداق گشتند لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر مثل است و صحیح است وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا[2]۔

امام بخاری و امام مالک ہر دو بباعث ذکر حدیث والذی نفسی بیدہٖ الخ متہم گشتند ایں قصور تاویل و مزعوم جناب است در حدیث مذکور والا او شاں را ایمان است بہ نزول ہماں عیسیٰ ابن مریم کہ نبی وقت بود چنانچہ قبل ازیں متعلق ایں حدیث بخاری ذکرے رفتہ ــــــــــــ

---

[1] سورۃ الحجر، آیت ۹ [2] سورۃ النسآء، آیت ۱۱۲

باقی ماند قصہ عود ایلیا کہ جناب حسب آیت فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ باو تمسک در بارہ نزولِ مثیلِ ایلیا کہ یحییٰ بود گرفتہ لکن قصۂ ایلیا بر جناب خیلی دشوار و ناگوار خواہد آمد۔ کتاب سلاطین باب دوئم اور یوں[1] ہوا کہ جب خداوند نے چاہا کہ ایلیا کو ایک بھگولی (یعنی گھوارہ) میں اڑا کے آسمان پر لے جاوے تب ایلیا الیسع کے ساتھ جلجال سی چلا اور ایلیا نے الیسع کو کہا کہ تو یہاں ٹھہری اس لئے کہ خداوند نے مجھے بیت ایل کو بھیجا ہے۔ سو الیسع بولا خداوند کی حیات اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ سو دی بیت ایل کو اتر گئی اور انبیاء زادی[2] جو بیت ایل میں تھی نکل کے الیسع کے پاس آئی اور اس کو کہا تجھے آگاہی ہے کہ خداوند آج تیرے سر پر سے تیرے آقا کو اٹھالے جائے گا۔ وہ بولا ہاں میں جانتا ہوں تم چپ رہو۔ تب ایلیا نے اس کو کہا اے الیسع تو یہاں ٹھہرے کہ خداوند نے مجھ پر یریحو کو بھیجا ہے۔ اس نے کہا خداوند کے حیات اور تیری جان کی قسم میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ دی یریحو نہیں آئی اور انبیاء زادی جو یریحو میں تھی الیسع پاس آئی اور اس سے کہا تو اس سے آگاہ ہے کہ خداوند آج تیرے آقا کو تیرے سر پر سے اٹھالے جائے گا۔ وہ بولا میں تو جانتا ہوں تم چپ رہو اور پھر ایلیا نے اس کو کہا تو یہاں درنگ کیجی کہ خداوند نے مجھ کو یردن پر بھیجا ہی وہ بولا خداوند کے حیات اور تیری جان کی قسم میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ دی دونوں آگے چلی اور اون کی پیچھے پیچھے پچاس آدمی انبیاء زادوں میں سے روانہ ہوئی اور سامنے کی طرف دور کھڑی ہو رہی اور دی دونوں لب یردن کھڑی ہوئی اور ایلیاہ نے اُن پر چادر کو لیا اور پیٹ کے پانے پر مارا کہ پانے دو حصی ہو کے ادھر اُدھر ہو گیا اور دی

---

[1] ایں اردو عبارت حصۂ بائیبل وغیرہ کتب اہل کتاب است۔ ۱۲ فیض احمد عفی عنہ
[2] در ایں عبارات یائے معروف بجائے یائے مجہولہ نوشتہ شد چنانچہ در سطر ہشتم زادی بجائے زادے۔

دونوں خشک زمین پر ہوکے پار گئے اور ایسا ہوا کہ جب پار ہوئے تب ایلیاہ نے الیسع کو کہا کہ اس سے آگے کہ میں تجھ سے جدا کیا جاؤں مانگ کہ میں تجھے کیا دوں تب الیسع بولا مہربانی کر کے ایسا کیجئے کہ اوس رُوح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصہ ہو تب وہ بولا تو نے بھاری سوال کیا سو اگر تو مجھے آپ سے جدا ہوتے ہوئے دیکھے گا تو تیرے لئے ایسا ہی ہوگا اور اگر نہیں تو ایسا نہ ہوگا۔ اور ایسا ہوا کہ جوں ہیں وے دونوں بڑھے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھو کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں کے درمیان آکے اون دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ صحیفہ ملاکی باب چہارم آیت پنجم دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا اور وہ باپ دادوں کے دلوں کی بیٹوں کے طرف اور بیٹیوں کی دلوں کو اون کی باپ دادوں کے طرف مائل کرے گا نا ایسا نہ ہو کہ میں آؤں اور سرزمین کو لعنت سے ماروں ۔ رسولوں کے اعمال باب اول ای تھیوفلس وہ پہلی کیفیت میں نے تصنیف کے اون سب باتوں کے جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اوس دن تک کہ وہ اُن برگزیدہ رسولوں کو جنہیں اوس نے چُنا تھا رُوح قدس حکم دے کر اوپر اٹھایا گیا۔ اون پر اوس نے انہیں مرنے کے پیچھے آپ کو سب سے قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک اونہیں نظر آتا اور خدا کے بادشاہت کے باتیں کہتا رہا اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اوس وعدہ کے جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو راہ دیکھو کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا پر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح قدس بپتسمہ پاؤ گے تب انہوں نے جو اکٹھی تھی اوس سے پوچھا اے خداوند کا تو ایسے وقت اسرائیل کے بادشاہت کو پھر بحال کیا چاہتا ہی پر اوس نے اُنہیں

کہا تمہارا کام نہیں کہ اون وقتوں اور موسموں کی جنہیں باپ نے ان پر ہی اختیار نہیں رکھا ہے جانوں لیکن جب رُوح قدس تم پر آوے گی تم قوت پاؤگے اور یروسلم اور ساری یہودیہ وسامریہ نہیں بلکہ زمین کی حد تک میری گواہ ہوگے اور وُہ یہ کہ اون کی دیکھتی ہوئی اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اوسی اون کی نظروں سے چھپالیا اور اس کے جاتے ہوئے جب وی آسمان کی طرف رہی تھی دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہن اون کے پاس کھڑی تھی اور کہنی لگی ای جلیلیے مرد تم کیوں کھڑی آسمان کی طرف دیکھتی ہو میں یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اوٹھایا گیا ہی اوسی طرح جس طرح تم نے اوسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا تب وی اوس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا جو یروسلم نزدیک بلکہ فقط ایک سبت کے منزل دُور ہی یروسلم کو پھری۔

از کتاب سلاطین و اعمال رسولان

صعُود ایلیاہ و صعُود مسیح ابن مریم بجسد ہما العنصری بمشاہد حاضرین وقت ثبوت و نیز پیش گوئی مسیح در بارۂ نزولِ خود و احتیاط نمودن درین کہ قبل از نزولِ من بسیار مدعیانِ مسیحیت پیدا خواہند گشت زنہار زنہار در دامِ تلبیس و فریب اوشان نیائید از کتابِ اعمالِ رسُولان معلوم گردید۔

و پُرسیدن حواریان از مسیح در بارۂ تعیینِ وقت نزول دلالت می کند بر علمِ حواریاں قبل از سوالِ خود نزولِ مسیح را وا ور ابغیر استماع از وطریقے نے چنانچہ قرآنِ کریم خبر از وعدۂ رفع اولاً و از رفع ثانیا دادہ مسیح ابن مریم حواریاں را از وعدۂ رفع مطلع نمود۔

بنا بریں علیہ اوشاں سوال از تعیینِ وقت نمودند۔ باقی ماند تحقق نزولِ ایلیا موعود بہ ظہور مثل او کہ یحیٰی است۔

باید دانست کہ در انجیل تاویلِ نزولِ ایلیا بظہور یوحنا یعنی یحیٰی و انکار یحیٰی

ہر دو درباب اوّل از انجیل یوحنا انکار یحییٰ و درباب یازدہم از انجیل متی قولِ عیسےٰ علیہ السّلام درحقِ یحییٰ کہ ایں ہماں ایلیا موعود است مذکور اند۔ ہر کسے چونکہ اعلم و دانا تر بحالِ خود می باشد از دیگرے قولِ یحییٰ را اعتبارے خواہد بود و کم از کم بلحاظ مساوات متعارضہ شدہ ہر دو از پایۂ اعتبار ساقط خواہند گشت۔

وحق آنست کہ مثبت نزولِ مسیح قرآن کریم و احادیثِ صحیحہ ہستند و کتابِ اعمالِ رسُولاں نیز بالصراحۃ کاشفِ ایں معنی است و قصۂ عود ایلیا غایت ما فی الباب نظیر شدہ می تواند نہ مثبت و آں (نظیر بودن) ہم بعد ازاں کہ قرآن کریم و مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم خبر از حالِ شخص معین دادہ باشد بہ محلِ ثبوت نمی رسد چہ ایں جا مجردِ تخمین و احتمال بکار نمی آید سندے قوی باید از کتاب و سُنّت نمی بینی ہزارہا نظائر پیدائش افرادِ نوعِ انسانی در دستِ ماست۔

روزمرّہ می بینیم کہ سلسلۂ توالد و تناسل از نطفۂ منی کہ از پشتِ پدر و سینۂ مادر می جہد جاری است معہذا در آدم و حوّاء بالاتفاق و مسیح ابن مریم نزد کافۂ اہلِ اسلام نظائرِ مذکورہ ہیچ فائدہ نمی بخشند کہ اوشاں را نیز حملاً بر نظائرِ غیر معدودہ مخلوق از نطفۂ مادر و پدر گوئیم از برائے ہمیں کہ نص درحقِ ایشاں وارد است۔

بالفرض یک نظیر عود ایلیا ثانیاً در دُنیا بہ مثیلِ خود اگر مسلم داشتہ ہم شود بعد از ورُودِ نصوص چگونہ مثبت نزول ابن مریم بہ مثیلِ خود شدہ می تواند بالجملہ حمل بر نظائر در صورِ غیر منصوصہ مناطِ حکم شدہ می تواند آں ہم بر سبیلِ ظن ایں جا ما نیز اگر بر مسلکِ جناب سخن رانیم یعنی بودن یحییٰ مُراد از ایلیا می خواہد کہ مثیلِ مسیح نیز بہی وقت باید بود چنانچہ ایلیا و یحییٰ وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا[1] گفتہ می توانیم و بودن جناب

---

[1] سُورۃ الفتح، آیت ۲۳ ۱۲

نبی بشہادت علمآء اُمتی کانبیآء بنی اسرائیل مفید نبی آید چہ نظر بہ نظیر نبوّت تشریعیہ باید مثل یحیٰی نہ غیر تشریعیہ۔
شاید جناب خواہند فرمود کہ مماثلت مستلزم مشارکت فی جمیع الاوصاف نیست ما نیز گفتہ می توانیم کہ نزولِ ایلیا یعنی نظیر بودنش مستلزم نزولِ مسیح علیٰ طبق خصوصیا تہ نیست مارا بعد ازاں کہ قرآنِ کریم واحادیثِ صحیحہ واجماع شہادت بر رفع ونزولِ مسیح دادہ احتیاج بسوئے سوال اہلِ کتاب نیست کہ آں ہم مشروط است بشرطِ عدمِ علم کما قال عزمن قائل فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔[1]
ایں توجہ بجانبِ کتابِ سلاطین وصحیفہ ملاکی وکتابِ اعمالِ رسولاں محض تعمیل الشأ جناب را نمودہ شد لکن آنہا ہم برحسب قرآنِ کریم وسُنّت واجماع شہادت دادہ مزید برآں اجتناب ازمسیحان کاذب ناصح بالاصرار گشتہ اند۔
ایں فائدہ زائدہ راگویا از احسانِ جناب می فہیم۔ ودریں اناجیل مصنوعہ کاذبہ کہ از قیامِ مسیح من الاموات وقِصّہ موت وبردار کشیدن او خبر دادہ انداز اکاذیب اہلِ تثلیث چگونہ برخلاف قرآنِ کریم برآنہا اعتماد کنیم عیسائیاں خود اتفاق دریں امر ندارند۔ ایوبؑ دربابِ ہفتم ودرس نہم از کتابِ خود گفتہ (کما یضمحل السحاب و یذھب ھکذا من یھبط الی الھاویۃ لا یصعد) ترجمہ فارسی ۱۸۴۵ء ابر پراگندہ شدہ نابود می شود بہ ہمیں طور کسے کہ بقبر می رود نمی آید۔ ودرس دہم (ولا یرجع ایضا الی بیتہ ولا یعرف ایضا مکانہ) بخانہ اش دیگر برنخواہد گردید ومکانش دیگروے را نخواہد شناخت)
ودر بابِ چہار دہم کتابِ خود ۱۳ والرجل اذا اضطجع لا یقوم حتی

---

[1] سورۃ النحل، آیت ۴۳ ۱۲

تبلی السمآء لا یستیقظ من سباتہٖ ولا یتنبہ ۴ لعل ان مات الرجل یحییٰ) ترجمہ فارسیہ ۱۸۳۸ء۔ انسان می خواہد ونخواہد برخاست ما دامیکہ آسمان محو نشود بیدار نخواہد شد و از خواب برنخواہد برخاست) آدمی ہرگاہ بمیرد یا زندہ می شود۔ الخ

ومرقس درآیت بیست وپنجم باب پانزدہم می گوید کہ برصلیب دادند او را در ساعت سیوم ویوحنا درآیت چہاردہم باب نوزدہم انجیل خود می نویسد کہ بود مسیح تا ساعت ششم نزد پیلاطس ومتی در باب بیست وہفتم می نویسد (و نحو الساعۃ التاسعۃ صرخ یسوع بصوت عظیم قائلاً ایلی ایلی لما سبقتنی ای الٰھی الٰھی لماذا ترکتنی۔

و در باب شانزدہم انجیل مرقس (الوی الوی لما سبقتنی و در باب بیست وچہارم انجیل لوقا (ونادی یسوع بصوتِ عظیمٍ وقال یا ابتاہ فی یدیک استودع روحی)

بلکہ اگر تامل وتدبر بلیغ را درکتابہا اوشاں بکار بردہ شود نبوتِ عیسٰے علیہ السّلام وبودن او مسیح موعود صادق ہم بہ پایۂ ثبوت نمی رسد العیاذ باللہ از برائے آنکہ یواقیم بن یوشیا وقتے کہ صحیفہ ارمیا علیہ السّلام را سوختہ بود وحی بر ارمیا علیہ السّلام نازل گشت (می گوید رب درضد یواقیم ملک یہود کہ نخواہد بود از وکسے نشنیدہ برکرسی داؤد علیہ السّلام) وعیسٰی علیہ السّلام چونکہ از اولاد یواقیم حسب ونسب مذکور در انجیل متی است پس نخواہد بود قابل برائے نشستن بر کرسی داؤد بحکم وحی ارمیا ـــــــ

وچونکہ قبل از و ایلیا نیامدہ از برائے انکار یحییٰ وخلافِ عقل است کہ ایلیا من جانب اللہ فرستادہ شود وصاحب وحی والہام نیز باشد مہذ النفس خود را نشناسد بنا بر اں ـــ عیسٰی مسیح موعود صادق نخواہد بود۔ حمد بے انتہا و

ثنا ر الحصی مر خالقے راست کہ نجات داد مارا ازیں چنیں مہالک بواسطہ نبی وصفی خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ اعتقاد نمودیم باآں کہ عیسٰی ابن مریم نبی صادق و مسیح موعود وبری است از دعوٰی الوہیت وقصہ ادعاء او الوہیت را وہمچنیں بردار کشیدن و مدفون نمودن بعد ازاں زندہ شدن ہمہ از مفتریات کسانیست کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ تکذیب اوشاں نمودہ۔

واستبعاد عقل انسانی زندہ برداشتہ شدن را بجانب آسمان بقولہٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنی خداوند غالب است بر ہرشی وحکیم است پس نظر بہ غلبہ او دفع جسمی را از مستنکرات نہ پندارید و دریں حکمت است کہ ارادہ ظہور اجابت دعا او را نمودہ ایم و او را از علامات قیامت ساختہ ایم وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز ہماں رنگ استبعاد و استنکار را با ادوات تاکید و استشہاد ایت و بیان حلفے از قلب مؤمنین بزدودہ مبادا کہ کسے را از امت من ہماں شخص ایرانی از جا بلغزاند و در چاہ ادعاء مسیحیت موعودہ کہ ہماں انکار بناء اور امشید و مرصّص است نیندازد۔

قولہ دراثنائے سیاحت ہم براں نسق نزولِ اجلال درخطۂ دلپذیر کشمیر فرمودہ ہم دراں مقام بعد از استیفائے یک صد و بست سال از عمر خویش با اخوانِ دیگر از انبیاء بپیوست مزار شریفش در بلدۂ سرینگر محلہ خان یار مزار و متبرک است اہالی آنجا آں جناب را بنام شہزادہ یوز آسف یاد کنند و جملۂ برانند کہ نوزدہ صد سال است ایں نبی بزرگ فوت کردہ۔

اقول صد آفریں برہمت مردانہ جناب علاّقہ مماثلت را کماحقہا تکمیل فرمودہ۔

؎ ایام الصلح ص ۱۱۲ ۱۲

مماثل خود را از دست جفاکیشاں صلیبی نجات داده با قامت خطۂ دلپذیر کشمیر تدارک نمودند لکن حدیث صحیح لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد شاہد عدل است بریں افتراء وبہتان چہ حسب مضمون حدیث قبرہا انبیاء را مسجد گاہ گرفتن خاصۂ غیر منفکہ یہود ونصاریٰ است۔

واز عرصۂ نوزده صد سال تا ایں دم کسے بنی نفس ندیده که نصاریٰ قبر یوز آسف را سجده گاه گرفته اند وچرا گیرند که او شاں حسب شہادت کتاب اعمال رسولان از جبل زیتون مرفوع الی السماء می دانند ومحل رفع تا ایں دم مزار ومرجع نصاریٰ است۔ شہزادگی ونزاکت وجلوه دہی را بر خلق به رسم وآئین شاہزادگان به مسیح مقرور ومجروح حسب زعم جناب وبریک جامه وقوت بر درختاں قانع چه نسبت۔ یوز آسف ومسیح یسوع را چه تناسب۔ اگر اہالی آں جا او را قبر مسیح دانسته باشند ممکن است که حسب عادت جبلیه خود از تضرع وزاری در روز وشب خالی گذارند وشہرت ایں معنیٰ مثل شیوع موئے مبارک علی صاحبه الصلوٰة والسلام جہانے را نگرفته باشد۔

ثبوت ایں راہمت علیا لبس است که تصدیق بجز فرستاده خود حاصل نموده اند دلیل ثبوت فرار وسائر ادله مندرجه ایام الصلح یک رنگ اند بعد تامل دیکھے ازاں ہا احتیاج بغور در دیگرے نمی ماند بنابر علیه چند ادله باقی مانده بطریق اختصار ذکر نموده می شود۔

سوال از مرکب اضافی یعنی قبور انبیائھم که در حدیث مذکور گشته مقبور ومدفون بودن مسیح ثابت می شود؟

جواب۔ مرکب اضافی برائے عدم اشتمال او بر حکم افادۂ ثبوت مقبوریت مسیح نمی بخشند ونسبت مزعومه ومخیّله کفایت می کند برائے وقوع او طرف کلام

نظیرش در کلام قرآنِ مجید اَلْهٰتَهُمْ وَاَلْهِتَنَا است ۔ مرکبات اضافیہ را در رنگ کلام تام مفید حکم دانستہ در چاہِ ضلالت او فتادن نہ تنہا خود بلکہ دیگراں را ہم ازادہ او ہام نمود این ہمہ از بے علمی و نادانی است ۔ و برائے تحقق اضافت مزعومہ وجود ہماں قبر کہ متصل صلیب در باغ متوہ بودند کافیست و نیز چونکہ ایمان بر نبی وقت مستلزم ایمان بہ انبیاء سابقہ می باشد بنائً علیہ انبیا یہود را انبیاء نصاری ہم گفتہ می شود و محل برائے تحقق مضمون حدیث شریف مذکور پیدا می گردد ۔

در ازالہ اوہام یا ازادۂ اوہام ۔ مکاشفاتِ اکابر اولیا را بر صدق دعویٰ خود دلیل آوردہ اند افسوس است کہ کسے نمی گوید کہ قرآنِ کریم و مکاشفات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و مکاشفاتِ بزرگانِ اُمت کہ جناب ہم بہ قول اوشاں مثل محی الدین ابن عربی و جلال الدین سیوطی سند می گیرند ایں ہمہ ناسموع و مکاشفہ فلانے و فلانے بر ہانِ قوی مع آنکہ فلاں بہ تخصیص اسم ہم جناب را ہم نہ گرفتہ باشد۔

ازانجملہ آنکہ از دمِ مسیح کافر خواہد مرد مطلبش آنکہ دلائل کامل انش بحدے رسیدہ باشند کہ مخالف و منکر قوت مقابلہ آنہا نخواہد داشت۔

اقول کمالیتِ دلائل لاریب از کمالیتِ مدعیٰ در قلعۂ حصین زعم و خیال متحصن ماندہ و پیرایہ از وجود واقعی نیافتہ تاکہ در نظر منکراں و مخالفاں آید و اوشاں متوجہ جدال و قتال او کردند کم کسے است کہ در عالمِ زعم رفتہ و از کمین گاہ مناشی فاسدہ بدر کردہ بہلاک رساند۔

ازاں جملہ حسبِ اعداد آیت وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کہ دو ازدہ صد و ہفتاد و چار می باشد زمانہ ضعف اسلام و خروج دجال ہماں زمانہ است۔ ۱۲۷۴

اقول ۔ بودن قرآن کریم آمر و ناہی و مخبر از حیثیت وضع لغت عربیہ است بنائً علیہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ و جاتے دیگر اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ فرمودہ نہ از جہت اعداد جمل ــــــ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ادائے نماز و زکوٰۃ را الیٰ یوم القیامۃ فرض نمودہ نہ تا وقتِ اعدادِ آیتِ مذکورہ علیٰ ہذا القیاس تمہید غلط و تفریع غلط۔

ازاں جملہ مسیح بعد موسیٰ علیہ السّلام بہ چہار دہ ۱۴۰۰ صد سال برائے اصلاح یہودیاں آمدہ وقتے کہ مغز و بطن توریت از یہودیاں برداشتہ شدہ بود علیٰ ہذا در ہم چنیں زمانہ ایں عاجز نیز آمدہ۔

اقول آمدن مسیح بعد موسیٰ علیہم السّلام بشانزدہ ۱۶۰۰ صد از کتب تاریخ ثابت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موسیٰ بہ بیست و دو صد ۲۲۰۰ سال رونق افزائے عالم گشتند و بعد از مسیح بہ پنج صد و ہفتاد ۵۷۰ سال ازیں ظاہر است کہ مسیح بعد موسیٰ بہ شانزدہ صد سال ظاہر گشتہ۔

بالفرض اگر آمدن مسیح بعد موسیٰ بچہاردہ صد سال مسلم داشتہ شود تاہم مقصود جناب حاصل نمی گردد الا بر تقدیر ظہور بعد چہاردہ صد در سنہ چہاردہ صد و چند۔ و باز از سر نو بطن و مغز قرآن را کہ جناب از آسمان بر زمین آوردہ اند مشہور خواص و عوام شدہ۔

ازاں جملہ ظہور مسیح در آخر الف ششم ضروری است و آں ایں عاجز است۔

اقول ثبوتِ ایں امر کہ ظہورش در آخر الف ششم ضروری است محض در ظرفِ خیال جناب است۔

ازاں جملہ علامت مسیح موعود خروج دجال و خر او و ظہورِ دخان و یاجوج و ماجوج و ایں ہمہ بعرصہ وجود آمدہ مُراد از دجال علماء عیسائیاں و از خر ریل و از دخان قحط و از یاجوج و ماجوج نصاریٰ و روس و از دابۃ الارض علماءِ اسلام است۔

اقول ایں ہمہ یعنی علماءِ اسلام و علماءِ عیسائیاں و قحط و نصاریٰ و روس از

عرصۂ دراز موجود اند و مسیح چرا توقف نمودہ و نیز شخصیتِ دجال بعد ثبوت او از احادیث صحیحہ چنانچہ عنقریب می آید مستلزم است شخصیتِ خر خود را و نیز مبطل است تاویل مذکور را۔

ازاں جملہ الآیات بعد المائتین یعنی نشانیاں بعد گذشتن دو صدی ظاہر خواہند شد مراد از آیاتِ کبریٰ ہستند چرا کہ صغریٰ در زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ظاہر بودند پس آیاتِ کبریٰ کہ در صدی سیزدہم ظہور پذیر فتہ دعوی من است۔

اقول ۔ بعد المائتین را مقید بہ صدی سیزدہم نمودن استنباط جناب است بے وجہ نیز د امام جعفر صادق ظہور آیاتِ کبریٰ مثل قتل و زلازل و طاعون و وبا با فراد از صدی سیوم شدہ و ہمیں است مطابق واقع و مفہوم لفظ بعد المائتین و تائید میکند اوراقرون مشہود لہا بالخیر۔

بالفرض اگر از لفظ بعد المائتین صدی سیزدہم ہم مراد داشتہ شود پس مفادِ حدیث ہمیں قدر خواہد بود کہ آغاز آیاتِ کبریٰ از صدی سیزدہم است نہ آنکہ ہمگی آیات جملۃً موجود خواہند گشت تا کہ ظہورِ مسیح من جملہ آنہا نیز واجب التحقیق باشد۔

اقول علاماتِ مسیح صادق ۔ علامتِ اوّلیٰ کثرتِ مال بحدیکہ قبول نخواہد کرد اورا کسے چنانچہ در صحیحین ویکثر المال حتی لا یقبلہ احد علامتِ ثانیہ (دوم) در صحیحین وتکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا ومافیہا یعنی یک سجدہ بہتر و عزیز خواہد بود از ہمہ دُنیا۔ علامتِ سیوم باہم بغض و حسد دُور خواہد گشت او لا د انسان با مارہا و شیر با بُز بازی نمایند و یکے برادر بر برادر دیگر حُسن ظن پیدا خواہد نمود ۔ از انصاف بفرمایند کہ در زمانۂ جناب کدام یکے ازایں ہا موجود است

جناب مرزا صاحب در ازالہ صفحہ ۲۲۴ می فرمایند احادیث متفق علیہا بخاری و مسلم کہ از کبار صحابہ مروی اند ابن صیاد را دجالِ معہود و باآخر در گروہِ مسلمانان

داخل نمود خبر از مُردنِ او داده اند و در ازالہ صفحہ ۲۲۲، گفتہ ایں واقعہ مسلمہ است کہ بعد خروجِ دجال معہود کسے کہ نزول کند ہماں مسیحِ صادق است۔

اقول ۔ بعد انضمام ہر دو قول نتیجہ حاصل گشت (مرزا صاحب مسیحِ صادق نیست) چہ آمدن مسیحِ موعود بعد خروجِ دجال ضروری بود و دجال قبل از مسیحِ موعود بسیزدہ صد سال مسلمان گشتہ مُرد۔

حدیث شریف "چگونہ ہلاک خواہد گشت امتے کہ اول او من و درمیانِ او مہدی و آخرِ او مسیح ابنِ مریم" تکذیب می کند مہدویّت و مسیحیّت یک شخص را چنانچہ ظاہر می نماید موضوعیّت "لا مھدی الا عیسٰی" را مع آنکہ مضمونِ او مشعر است بموضوعیّتِ او و من جملہ دلائلِ ثبوتِ موضوعیت بطلانِ مضمون فی نفسہٖ را نیز شمردہ اند۔

(تشریح) مُراد از مہدی یا معنیٔ عَلَمی است یا وصفی و ہر دو باطل ۔ چہ بر تقدیرِ اول معنیٔ او و نیست مہدی مگر عیسٰے" مع آنکہ کسے نہ گفتہ و دانستہ کہ عیسٰی را نام مہدی ہم بود؟ و بر تقدیرِ ثانی حصر مہدویّت در و باطل مع بطلانِ تخصیص وصف مہدویّت علیٰ ہٰذا القیاس احادیثِ صحیحہ در نزولِ مسیح و خروجِ دجال بحدِ تواترِ معنی رسیدہ اند و ہر یک مکذّب است برائے دعوائے مسیحیت از شخصے کہ غیر ابنِ مریم باشد کہ در وقتِ خود نبی بود۔

مقصدِ سیوم در ذکرِ احادیثِ صحیحہ دربارۂ نزولِ مسیح ابنِ مریم وخروجِ دجال وغیرہ اشراطِ ساعت

قبل از شروع در تحریرِ احادیثِ صحیحہ ذکر بعض وساوسِ جناب مرزا صاحب بمع دفعِ آنہا ضروری است ۔ وسواسِ اوّل تعجب نیست کہ حقیقتِ کاملہ ابنِ مریم و

دجّال بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم منکشف نشدہ باشد و مراد از ابن مریم مثیل او و از دجّال ہر حق پوش، دنیاپرست، یک چشم یعنی چشم دین ندارد۔

می گویم بخاری و مسلم مرفوعاً از ابن عبّاس آوردہ کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم دیدم من در شبِ معراج موسٰی را گندم گوں، دراز قد، پُر گوشت۔ چنانچہ مرداں عفورہ می باشند و دیدم من عیسٰی را متوسط پیدائش سُرخ و سفید یعنی ہر دو آمیختہ راست مُو، و دیدم من مالکِ خازنِ نار را و دیدم من دجال را ایں ہمہ را وقتِ رویت آیات دیدند و ابن عبّاس در وقتِ روایتِ ایں حدیث آیت "فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ"[۱] برائے رفع شک مخاطبین می خواند حدیثِ مذکور چونکہ در صحیحین مذکور است۔

و نیز راوی او عبداللہ ابن عباس اُمید کہ جناب مرزا صاحب کشف سیدالاوّلین والآخرین را ناقص و مزید براں کشفِ خود را زائد تصوّر نخواہند فرمود۔ و نیز احادیثِ ابن مریم قطعاً دلالت می کنند بر تعیین ہماں ابنِ مریم کہ نبیؑ وقت بود چنانچہ حدیثِ بخاری "لیوشکن الخ قبیل ازیں شنیدی و ہمیں طور احادیثِ دجّال شاہد اند بر شخصیّتِ او۔

حاصل آں کہ مکاشفاتِ نبویہ از قبیل اطلاع الشخص علی الغیب اند مفید علمِ یقینی بدلیل فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ[۲] بخلاف مکاشفاتِ جناب مرزا صاحب کہ بر تقدیرِ تسلیم از قبیلِ اظہار الغیب علی الشخص اند مفید تخمین۔ و سواس دوئم صحابہ اجماع داشتند بریں کہ ابن صیاد دجال معہود بود و نیز ہمیں بود رائے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

---

[۱] سورۃ السجدۃ، آیت ۲۳   [۲] سورۃ الجن، آیت ۲۶

گویم ایں سراسر بہتان وافترا است بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر صحابہ احادیث نزولِ مسیح و خروجِ دجال بروایتِ اجلّہ از صحابہ وائمہ اہل بیت بحدِّ تواتر رسیدہ اسامی رواۃ

۱۔(ابی بکر صدیق) ۲۔(اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ) ۳۔(عبداللہ ابن عبّاس) ۴۔(عثمان ابن العاص) ۵۔(امین الامت ابی عبیدہ بن جراح) ۶۔(عبداللہ ابنِ عمر) ۷۔(عبداللہ ابن بُسر) ۸۔(عبداللہ ابنِ مغفل) ۹۔(عبداللہ ابنِ مسعود) ۱۰۔عامر بن عبداللہ بن جراح) ۱۱۔(ابوہریرہ) ۱۲۔(معاذ بن جبل) ۱۳۔(صعب بن جثامہ) ۱۴۔(ابوسعید خدری) ۱۵۔(سعد) ۱۶۔(حذیفہ) ۱۷۔(اسماء) ۱۸۔(جابر بن عبداللہ) ۱۹۔(ابی بکرہ) ۲۰۔(انس) ۲۱۔(فلتان عاصم) ۲۲۔مجحن ۲۳۔اسامہ بن زید) ۲۴۔(سمرہ بن جندب) ۲۵۔(مجمع بن جاریہ) ۲۶۔(فاطمہ بنت قیس) ۲۷عمران بن حصین) ۲۸۔(نافع بن عتبہ) ۲۹۔(ابی زرہ) ۳۰۔(حذیفہ بن اسید) ۳۱۔کیان) ۳۲۔(عمرو بن عوف) ۳۳۔(حذیفہ بن الیمان) ۳۴۔نواس بن سمعان) ۳۵۔ ابی امامہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

برعکس ایں در ازالہ صفحہ ۲۳۹ گفتہ کہ خروج دجال معہود و نزول ابن مریم در زمانۂ آخرین ایں ہر دو را عقیدۂ اجماعیہ صحابہ قرار دادن چہ قدر تہمت است بریں بزرگواران ۔۔۔ و در ازالہ صفحہ ۲۳ ۷ گفتہ کہ گروہ عیسائیاں بلاشبہ دجال معہود است۔

می گویم در بارہ اجماع صحابہ و رائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنچہ بہتانِ صریح گفتہ قابلِ غور است و واجب الاحتراز عجب حیرانم ازیں شطرنج بازی، گاہے ابن صیاد را دجالِ معہود گفتہ از عرصۂ سیزدہ سال در مدینہ میراند و گاہے گروہِ عیسائیاں را مصداقِ دجالِ معہود می گرداند۔ تارۃً حدیث نواس بن سمعان را استشہاد

آیاتِ قرآنیہ و علیٰ ہٰذا احادیث مدفون شدن مسیح در روضۂ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر دو را موضوع قرار می دہد و احیاناً خود مصداق ہر دو بتاویل در رؤیا می گردد۔

و ایں تاویلات واہیہ ازاں فرود تر اند کہ عاقل برائے اظہار مفاسد آنہا تضییع وقت نماید ہیچ کس قبول کردہ می تواند کہ قومہا اقبالمند و واعظین از عیسائیاں دجال موعود اند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مطہرہ چنداں توضیح در بیانِ دجال بتقیید علامات و حلیہ و نشانہا و اطوار کاہنانہ و ساحرانہ او چرا فرمود۔ و حمل نمودن او را بر مکاشفۂ اجمالیہ تعبیر طلب چنانچہ در ایام الصلح از قبیل دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبائے مدینہ را در صورتِ زن و پراگندہ حال از قبیل قیاس مع الفارق است چہ ایں ہمہ داخلِ آیتِ کبریٰ اند کہ در شبِ معراج دیدہ شدہ بودند و ظاہر است کہ آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و مالک خازن وغیرہ وغیرہ ہمہ باقی بر ظاہرِ خود اند نہ مؤول پس ہمچنیں نزول مسیح و دجال وغیرہ و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیانِ دجال دعوای زیادت توضیح بر انبیاء سابقہ فرمود کہ مبنی است بر کشفِ تفصیلی و جلی و فرق ظاہر است میان رویت وبا در صورتِ زن پراگندہ موی و میاں آں کہ شخصے را بتعیین حلیہ و اسم و صفت یا بخطاب فرمودہ باشند کہ یا فلانے یا با تو اے فلاں معاملہ چنیں خواہد شد در پیشین گوئی ہا در حقِ مرتضیٰ و حسنین و امثالِ آنہا کہ می آیند تامل باید نمود و ازیں قبیل است احادیث ابنِ مریم و دجال بالجملہ تشکیک در امثال بغیر از نقصِ ایمانی متصور نے۔ باز آمدیم بسر تاویل دجال دولتمنداں و عیسائیاں۔

خدا را از سرِ انصاف بفرمایند کہ در زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسے دولتمند حق پوش یک چشم عاری از چشمِ دین و فرقۂ واعظین از عیسائیاں نبود آیا در ایران مجوس آتش پرست و مصدق زند کہ از تصدیق بہ کسے بنی انا نسیاً

محروم بودند علیٰ ہٰذا ہنود در ہند مستغرق انواعِ شرک و ہمیں طور عیسائیان صلیب پرست موجود نبودند چرا بسُوئے کسے اشارہ نفرمودہ و اُمت را در گردابِ حیرت برعکس فصاحتِ لاثانیہ انداختہ۔

از کتبِ پیشینیاں و احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و اجماعِ صحابہؓ و اجماعِ اُمّت دجال شخصے معہود معلوم می شود۔ الا بروفقِ تحقیق جناب مرزا صاحب کہ بر تمثیلاتِ خانہ زاد مثل لکل دجال عیسیٰ عمارت دعویٰ خود برافراشتہ اند و اعجب العجائب آں کہ مسیح وقت دیگراں را کرایہ دادہ بر خرِ خود سوار میشود۔

در ازالہ جناب مرزا صاحب ابنِ صیاد را بشہادتِ حلفی عمرؓ دجال معہود دانستہ و منع فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ را از قتلِ او مع اظہارِ ایں کہ او اگر دجالِ معہود است پس نیستی تو قاتلِ او کہ آں عیسیٰ ابنِ مریم خواہد بود۔ خیال نہ فرمودند و احادیثِ دیگر را کہ مشتمل اند بر نوشتہ بودن ک ف ر بر پیشانی او مضطرب قرار دادہ اند۔

باید دانست کہ ایں جا بسیار کساں چونکہ باصل حقیقت پے نبردہ اند قائل بہ مضطرب بودن احادیثِ دجال گشتہ اند و حقیقتِ امر آں کہ اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ سُنّتِ انبیاء سابقہ اُمت را از دجال خوف دادند و بر بیانِ بعض علاماتِ او اکتفاء فرمودند کہ در خانہ والدینِ او تا سی ۳۰ سال اولاد نشدہ باشد بعد ازاں یک طفل در خانہ اوشاں پیدا خواہد بود۔ یک چشم بزرگ دندان کم منفعت۔ چشمانش خوابیدہ و دل بیدار پدرِ او دراز قد خشک گوشت بینی او مثلِ منقار۔ و مادرِ او فربہ جثہ دراز ہر دو دست دراز۔ و ایں ہمہ در ابنِ صیاد موجود

بودند۔ قصۂ رفتنِ ابی بکرہ صحابی مع زبیر ابن العوام نزدِ او باز شیوع ایں امر کہ تشریف بردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث خواہد آمد لکن سہ امر دریں حدیث ضروری الرعایۃ اند اول قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد یقین نمودن عمرؓ در حق ابنِ صیاد کہ ہمیں است دجال و ارادۂ قتلِ او ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسٰی ابن مریم یعنی اگر ابنِ صیاد ہماں دجال معہود است پس قاتلِ او تو نیستی۔ جز ایں نیست قاتلِ او عیسٰی ابنِ مریم است پس حسبِ تحقیقِ مرزا صاحب ابنِ صیاد را دجالِ معہود گفتہ شود۔ زندہ ماندن او تا زمانِ صاحب او عیسٰی ابنِ مریم کہ مرزا صاحب است حسبِ فقرۂ حدیث ضروری خواہد بود و محفوظ ماندن او از تغیرِ جسمی واجب التسلیم خواہد شد بالجملہ امورے کہ در حقِ مسیح ابنِ مریم اعتقاد بآنہا موجبِ شرک بود در بارۂ دجال واجب التسلیم خواہند گشت و دجال را مزیتے بر مسیح ابنِ مریم خواہد بود۔ دوئم صحابہ الفاظِ نبویہ را برظاہر حمل نمودہ بودند نہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ در رنگِ استعارہ فہمیدہ باشند والا پس رفتن نزدِ شخصِ واحد و او را دجالِ معہود خیال نمودن چہ معنی دارد۔

از ایں امر فہمیدہ باشی کہ تاویلِ دجال بہ ہزارہا دولت مندان خلافِ مرادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام است از لفظِ دجال سیوم آنکہ چونکہ آں شخص واحد کہ مصاحبِ او عیسٰی ابنِ مریم است خواہ مراد ازیں عیسٰی مرزا صاحب باشند تا ایں زمانہ خروج نہ کردہ باید کہ حسبِ فقرۂ حدیث جناب مرزا صاحب قبل از خروج آں شخص دعوٰیِ مسیح موعود نہ نمایند۔ باز آمدیم بسر ایں کہ بعد علمِ بعلاماتِ مذکورۂ دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را علم بعلاماتِ زائدہ دادہ شد۔ چنانچہ از احادیثِ دیگر ظاہر است مثل بودن ک ف ر مکتوب میانِ دو چشمانِ او و شل بودن او و از زمینِ مشرق ترمذی

حضرت انس می فرمایند ہفتاد ہزار یہودی اصفہان تابع دجال خواہند بود و بر ہر یک باشد چادر سیاہ مسلم و نیز بخاری از انس آوردہ کہ دجال وقتے کہ بجانب مدینہ خواہد آمد فرشتگان را چوکیدار مدینہ خواہد یافت پس نزدیک مدینہ نخواہد آمد و در بخاری و مسلم از انس مروی است کہ ہر یک نبی اُمت خود را از یک چشم کذاب ترسانیدہ است کہ خبردار باشید کہ آں یک چشم خواہد بود و خدائے شما یک چشم نیست و میان ہر دو چشمان او "ک ف ر" نوشتہ خواہد بود۔

ازیں ہمہ بوضوح پیوستہ کہ ابن صیاد دجال نبود محض صحابہ قبل از استماع جمیع علامات او را یقین نمودہ بودند۔ عمر رضی اللہ عنہ خود در زمان خلافت بر سر منبر آمدہ بحضر جم غفیر عدم تصدیق را بخروج دجال از علامات قیامت شمردہ۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ در ازالۃ الخفا آوردہ واخرج احمد عن ابن عباس قال خطب عمر بن الخطاب وکان من خطبتہ وانہ سیکون من بعدکم قوم یکذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعۃ الخ ازیں ظاہر است کہ عمر رضی اللہ عنہ ازاں زعم خویش بعد استماع دیگر علامات رجوع فرمودہ۔ ایں است تحقیق مقام واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ وحدیث تمیم داری عنقریب می آید۔

جناب مرزا صاحب بریں حدیث نیز خندہ می فرمایند کہ ملایان زمانہ را باید کہ دجال وجساسہ او را از کسے جزیرہ تلاش کردہ بیارند و مردماں را بنمایند گوئیم قصۂ اصحاب کہف در قرآن مجید بہ بیان واضح مذکور است شما را باید کہ اولاً اصحاب کہف را از غار تلاش کردہ بدر آرید تا کہ مردماں را قوت در ایمان و ہمت در مقابلہ اعداء دین پیدا آید۔

بالجملہ مسلماناں را باید کہ پیشین گوئیہائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را

بصدقِ دل دائما بر الفاظِ ظاہری محمول دانستہ قبول نمایند الا در وقتِ قیام قرینہ صارفہ چنانچہ در مقدمہ ذکر کردیم۔ و در مغالطہ مرزا صاحب نیایند کہ پیشین گوئی ہا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم را از قبیلِ خواب وکشفِ اجمالی تعبیر طلب مع امکانِ خطا در تعبیر می گویند ونمی دانند کہ فرق بیّن است میانِ مکاشفۂ اجمالی تعبیر طلب چنانچہ در منام منافی متمثل بہ صورِ گشتہ محسوس می گردند لہٰذا محتاجِ تعبیر می باشند و میانِ مکاشفۂ تفصیلی عینی کہ عبارت از معائنۂ چیزے قبل از ظہورِ او۔

وقولِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم هلاك امتی علی يدی اغيلمة سفهاء۔ بخاری ونیز از اسامہ بن زید قال اشرف النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی اطم من اطام المدينة فقال هل ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر۔ بخاری۔

واحادیثِ نزولِ مسیح وخروجِ دجال وامثالِ آنہا ہمہ از قبیلِ مکاشفۂ عینیہ اند۔ و دیدنِ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم دستوانہائے زر کہ تعبیر از آں ہا صاحب صنعا وصاحب یمامہ فرمودہ بودند وہمچنیں زنِ پراگندہ سر را کہ عبارت از وباء مدینہ بود و امثالِ آنہا از قبیلِ مکاشفۂ اجمالی اند محتاج بہ تعبیر لکن ایں قسم نیز بعد تعبیر مثلِ اوّل واضح وغیر محتمل می گردد و خطا در تعبیر اگرچہ علی سبیل الندرۃ ممکن لکن ایں قسم نیز بعد تعبیر مثلِ اوّل واضح وغیر محتمل می گردد و خطا در تعبیر اگرچہ علی سبیل الندرۃ ممکن لکن بقاء علی الخطاء مدت العمر منافی عصمت وشانِ نبوّت است۔

الہامِ جناب مرزا صاحب وپیش گوئی او شاں کما ہو بظہور می آید یعنی عیسیٰ موعود توئی والہامِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم وپیش گوئی او اجمالی باشد با امکانِ خطا در تعبیر تا مدتے نہ علی الاستمرار یا تفصیلی ستاید معلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ کم است از ملہم مرزا صاحب یا استعدادِ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام

ناقص از استعداد مرزا صاحب نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

ارے امکانِ خطاء در تعبیر اگرچہ علیٰ سبیل الندرت مسلّم لکن بقاء علی الخطا منافی است برائے عصمتِ نبی بخلافِ تنبیہ بعد از خطا کہ اساسِ صدق را دوچنداں مشید است بناءً علیٰ ماذکر۔

بقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا وقتِ رحلت برخطاء در نزولِ ابن مریم وخروجِ دجال کہ ہردو را بعینہٖ شخصِ معین دانستہ بودند منافی خواہد بود برائے عصمت او صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ۔

برادرانِ اسلام بخدائے عزّوجل ہرگز بحسد وعناد نمی گویم آنچہ میگویم محض حسبۃً للہ برائے نصیحت متنبہ می سازم از ایں چنیں عقائدِ فاسدہ مجتنب باشند۔ چند پیشین گوئیاں نوشتہ می شوند ملاحظہ فرمایند کہ ظہورِ آنہا کما ھو آمدہ بالطریق خطا

۱۔ بود شخص کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآخر الامر مرتد گشتہ بمشرکین پیوست۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں را زمین قبول نخواہد کرد آخر ہمیں طور گشت۔ وقتیکہ مرد او را در زمین چندیں مرتبہ دفن نمودہ ہر کرۃ زمین او را بیروں می انداخت تا بایں حد کہ کفار تنگ شدہ او را بیروں گذاشتند۔

بخاری ومسلم از انس

۲۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ یک جماعتِ مسلماناں خزانہ شاہ فارس را کہ در محل سفید است خواہد کشود۔ چنانچہ مطابق فرمودہ در خلافتِ عمرؓ جماعتِ مسلماناں از محل سفید خزانہ اخراج کردند۔ مسلم جابر بن سمرہ

۳۔ شخصے بدستِ چپ می خورد فرمود او را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستِ راست بخور گفت بدستِ راست خوردہ نمی توانم از ایں قول او از جہتِ شرارت یا

بطریقِ دروغ بود) پس فرمود صلی اللہ علیہ وسلم تو خوردہ نمی توانی۔ بعدازاں آں شخص گاہے دستِ راست را بسُوئے دہاں برداشتہ نمی توانست مسلم عن سلمہ بن اکوع۔

۴۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امشب یک ہوا سخت خواہد وزید ہر کہ درو استادہ شود او را ضرر خواہد رسید۔ درہماں شب شخصے کہ درہوا ایستادہ بُود ہوا او را برداشتہ میانِ دُو کوہ انداخت۔ بخاری و مسلم عن ابی سعید ساعدی

۵۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شما مصر را فتح خواہید نمود و گفت ابوذر را کہ ہرگاہ بینی دو شخص را در جائے مقدار دو خشت باہم تنازع می کنند تو از آنجا بیروں آئی گفت ابوذر ہمچنیں واقع شد مسلماناں مصر را فتح کردند و دیدم عبدالرحمٰن بن شرحبیل و برادر او را کہ تنازع می کردند در جائے یک مقدارِ خشت پس من از مصر خارج شدم۔ مسلم عن ابی ذر۔

۶۔ حذیفہ می گفت کہ خبر داد مرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دوازدہ منافق۔ باز فرمود کہ ہشت از آں ہا بمرض دُبیل خواہند مُرد آخر ہمیں طور بوقوع آمد۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ بود۔ مسلم عن حذیفہ۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ بود کہ زید بن ارقم بعد انتقال مبارک نابینا خواہد[۱] شد آخر ہمیں شد۔ دلائل النبوّۃ۔

۸۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا را فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از من از اہل بیت من اوّل از ہمہ تو با من مُلاقات خواہی کرد ہم چنیں شد۔ بیہقی عن ابن عباس

۹۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلاکت اُمّتِ من بر دستِ چند نوجوانانِ قریش است۔ بخاری عن ابی ہریرہ۔ مراد ازیں نوجواناں قاتلانِ حضرت عثمان و حضرت

---

[۱] مُراد ازیں وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔ ۱۲

علی المرتضیٰ و حضرت حسن مجتبیٰ اند و نیز عبید اللہ بن زیاد) و یزید و شمر و حجاج و عبد الملک
سلیمان بن عبد الملک۔ مختار وغیرہ وغیرہ۔

در مجمع البحار است کہ ابوہریرہؓ اشخاص اوشاں را بمعہ اسماء می دانستہ
لکن از خوفِ فتنہ ظاہر نمی کرد۔

۱۰۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شما پیروی پیشینیانِ خود خواہید نمود بالشت بالشت
ذراع ذراع تا بحدّے کہ اوشاں اگر در سوراخ رفتہ باشند شما ہم چنیں خواہید
نمود پرسیدہ شد کہ مُراد از پیشینیاں یہود و نصاریٰ اند فرمود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم دیگر کدام (یعنی ہماں ہستند)۔ بخاری و مسلم از ابی سعید۔

ازالۃ اوہام را ملاحظہ نمایند کہ معجزاتِ انبیاء را مسمریزم و لہو و لعب و متسخر
با عیسیٰ ابن مریم و ہتک شانِ مریم گفتہ اند۔ ہمیں است پیروی یہود و نصاریٰ
دشنام دادن انبیاء و انکارِ معجزات وغیرہ وغیرہ۔

۱۱۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ اُمت رفتارِ تکبر خواہند نمود و بادشاہزادگان
فارس و روم خدمتِ اوشاں نمایند۔ اللہ تعالیٰ اشرار را بر نیکاں مسلط خواہد
نمود۔ ترمذی عن ابنِ عمرؓ۔

مقتول شدن حضرت عثمان بعدِ فتحِ فارس و روم و غلبۂ بنی امیہ بر بنی ہاشم
مصداقِ ایں پیش گوئی است۔

۱۲۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شما پس از من با جزیرۂ عرب جنگ خواہید
نمود اللہ تعالیٰ فتح شما را خواہد داد باز با دجال جنگ خواہید کرد اللہ تعالیٰ بر و
نیز فتح خواہد داد۔ مسلم عن نافع بن عتبۃ۔

۱۳۔ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت نخواہد شد تا وقتے کہ از زمین حجاز یک آتش بیروں آید
کہ در بصریٰ گردن ہا شتراں را روشن خواہد نمود۔ بخاری و مسلم عن ابی ہریرہ۔

اِیں آتش در سنہ ششصد و پنجاہ ہجری بروز جمعہ سیوم جمادی الآخر ظاہر گشت و بروز یک شنبہ بیست و ہفتم رجب ۲۷ یعنی پنجاہ و دو روز موجود ماند خواصِ عجیبہ می داشت آہن و سنگ رامی گداخت و گیاہ و ہیزم رامی سوخت و تا وقتے کہ ماند در بصریٰ بوقتِ شب شتراں در روشنیٔ او می رفتند و اہلِ مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ در شب چراغ نمی افروختند شب از روز روشن تر بود۔

۱۴۔ فرمود صلی اللہ علیہ وسلم اُمتِ من در زمین پست نازل خواہد شد کہ نامِ او بصری خواہند نہاد۔ ایں نزدیکِ نہر خواہد بود مسمی بہ دجلہ و براں پُل خواہد بود و سکانِ شہر بسیار باشند۔ ایں شہر یکے از شہرہا مسلماناں خواہد بود در زمانہ آخر برائے مقاتلہ ساکنانِ ایں شہر ترک خواہند آمد چہرہا ایشاں پہنا و چشمان خورد خواہند بود و بر کنارۂ آں نہر نزول خواہند نمود۔ سکانِ شہر سہ گروہ گردند۔ یک گروہ بہ دم بیلہا و در جنگل پناہ خواہند گرفت و ایں فرقہ ہلاک خواہد شد و گروہِ دوئم از ایشاں امان طلب خواہد نمود ایں نیز ہلاک گردد و گروہِ سیوم اولاد و زنانِ خود را پسِ پشت داشتہ جنگ خواہند نمود اکثر ازیں گروہ شہید خواہند گشت۔ ابوداؤد عن ابی بکرہ۔ در زمانہ خلیفہ معتصم باللہ ہمچنیں بودہ۔

فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوتیت القرآن ومثلہ معہ۔ مراد قرآن ہم دادہ شدہ و با او مثل نیز۔ خبردار باشید قریب است کہ یک شکم سیر (خورندہ نوشندہ مغرور) شخص بر چارپائے خود نشستہ خواہد گفت کہ شما فقط قرآن را بگیرید و آنچہ در و حلال و آنچہ در و حرام او را حرام بفہمید۔ تحقیق ایں است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزے را کہ حرام کردہ ہمچنیں است کہ خداوند تعالیٰ حرام کردہ۔

ابنِ ماجہ و دارمی و ابوداؤد عن مقدام بن معدیکرب۔ ایں پیش گوئی در سنہ ۱۳۰۶ ہجری در قادیان بظہور آمد کہ مدارِ صحتِ احادیث فقط قرآنِ کریم را قرار داد یا ھادی

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

ہم چنیں پیشین گوئیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار اند کہ بعینہٖ حسب فرمان عالی بظہور آمدہ سرِ موئے تفاوت نشدہ قبل ازیں نوشتہ ام کہ امکان علی الخطاء دیگر است و بقاء علی الخطاء چیزے دیگر چہ او در حقِ انبیاء جائز نے برائے بودن او منافی عصمت را۔

الغرض ظہور پیشین گوئی ہا نزولِ ابنِ مریم و خروجِ دجال وسائر علاماتِ قیامت در رنگِ ہمیں مذکورہ کہ الآن ذکر نمودیم باید فہمید۔

چہ قرائن منافیہ برائے حمل علی غیر الظاہر موجود اند و نیز باعث علی التاویل حمل نصوصِ قرآنیہ بود بر معانی زعمیہ و اذ لیس فلیس و منشاءِ اختلافِ صحابہؓ در امرِ ابنِ صیاد ہمانست کہ ذکر کردیم یعنی قبل از استماع جملہ علامات قاطبۃً مختلف بودند۔

و بعد از علم بآنہا جملۃً مضطرب نماند تا حتیٰ کہ عمرؓ بر سرِ منبر در عہدِ خلافت انکارِ دجال معہود را در سلک انکار شفاعت و رجم شمردہ بطریقِ پیشین گوئی بقولہٖ انہ سیکون الخ خبر داد۔

و قولِ راوی کہ مشکک ماند رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم در امرِ ابنِ صیاد حکایت ہماں ایام است کہ ہنوز علمِ بسائر علامات نیامدہ بود بہر کیف منع فرمودن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ را از قتلِ ابنِ صیاد باز فرمودن فانما صاحبہ عیسٰی ابن مریم ایوان دانستی ابنِ صیاد را دجال معہود با خاک برابر می کند چنانچہ قبل ازیں ذکر کردیم۔

و نیز باید دانست کہ دیدن امرے بعالمِ خواب منافی نمی باشد برائے علمِ او بطریقِ دیگر غیر از خواب پس آنچہ جناب مرزا صاحب در ازالہ در بارۂ اضطرابِ احادیثِ دجال و بودن بعضے آنہا مکاشفہ رؤیا ذکر نمودہ اند مضر نیست برائے امرِ واقعی و عقیدۂ اجماعیہ فتدبّر۔

نوٹ ہمت ہدیۃ الرسول بتوفیق اللہ تعالیٰ و ذکر ایں کتاب در رسالہ اُردو شمسِ بازغہ طبع ۱۳۱۸ھ مؤلفہ امروہوی نیز موجود است مگر وجہ تاخیرِ طبع بمقدمہ مذکور شد۔ فیض احمد فیض عفی عنہ

منقبت

(از نیاز مندِ درگاہِ مہریہ فیض احمد عفی عنہ (مؤلف مہرِ منیر)

دوش از صمیمِ قلب بگوشم کسے نواخت ۔۔۔ کاں شیخِ وقت قطبِ زماں ایں جہاں گذاشت

آں شاہبازِ قدس نشیمن کہ در زمیں ۔۔۔ دلہا شکار کردہ عَلم در جہاں فراشت

آں نورِ ذاتِ حق کہ بیک پرتوِ نگاہ ۔۔۔ ذرّاتِ خاک سجدہ گہِ آفتاب ساخت

آں مردِ کاملے کہ بعرفان و عشقِ حق ۔۔۔ در وقتِ خویش مثلِ خود اندر جہاں نداشت

آں حُجّتِ خدا کہ بہر جا قدم نہاد ۔۔۔ باطل بصد خجالت و ذلّت ازاں شتافت

مردانِ راہ گرد ازاں جا نیافتند ۔۔۔ آنجا کہ اسپِ فضل و کمالش دو یدو تاخت

سبطِ جنابِ حیدرؓ و دلبندِ غوثِ پاکؓ ۔۔۔ فرزندِ شاہِ کون و مکاں آلِ مصطفےٰ است

فیض از نگاہِ لطفِ خدا کے شود جدا
آں کس کہ قدرِ مہر علی شاہؒ بدل شناخت